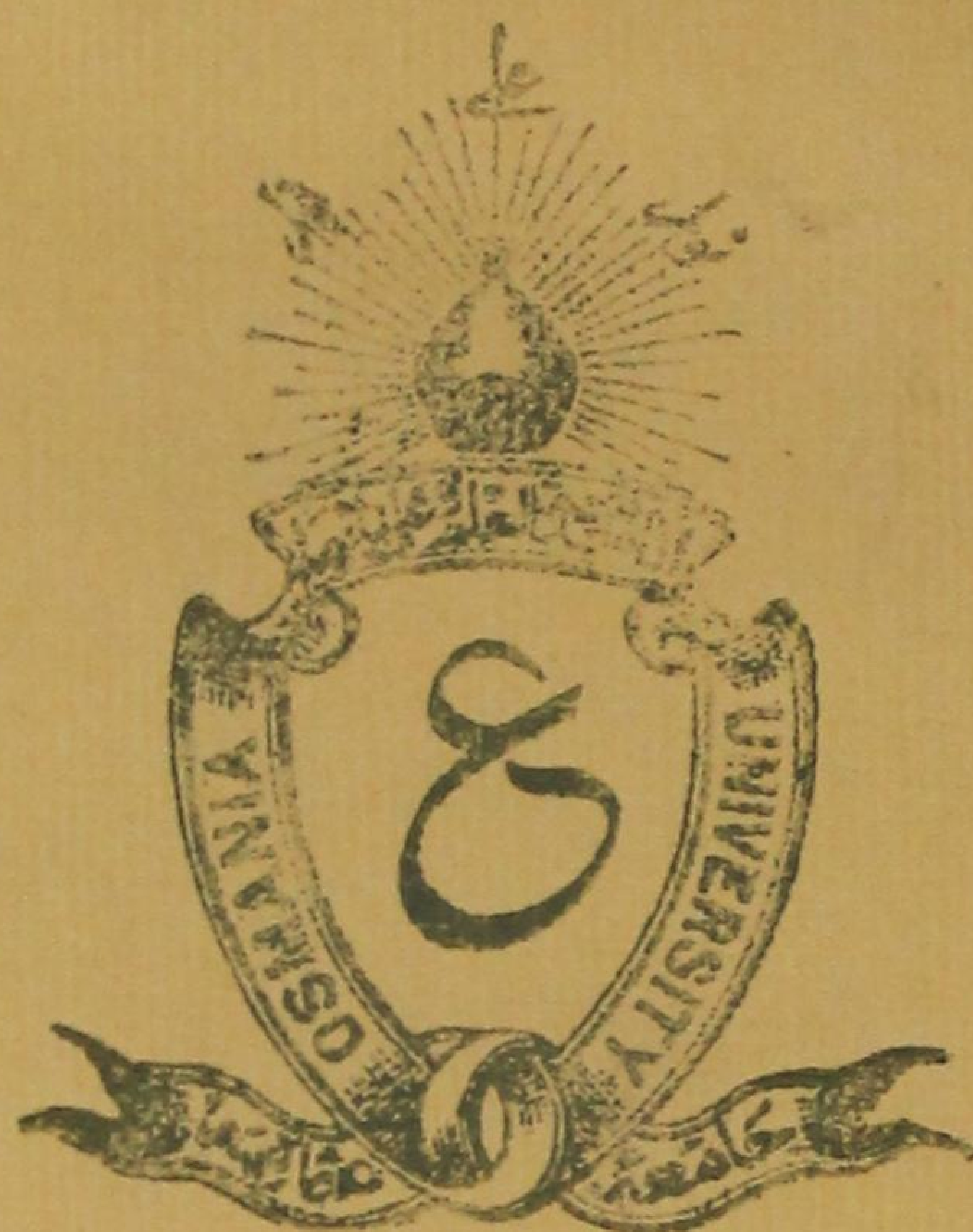


وارن ہیسٹنگز



سلسلۂ نصابات علمیۂ جامعۂ عثمانیہ

رولرز آف انڈیا

(ہند کے حکمراں)

وارن ہسٹنگز

اور برطانوی حکومت کی ابتداء

تصنیف

کپتان ایل۔ جے۔ ٹراٹر

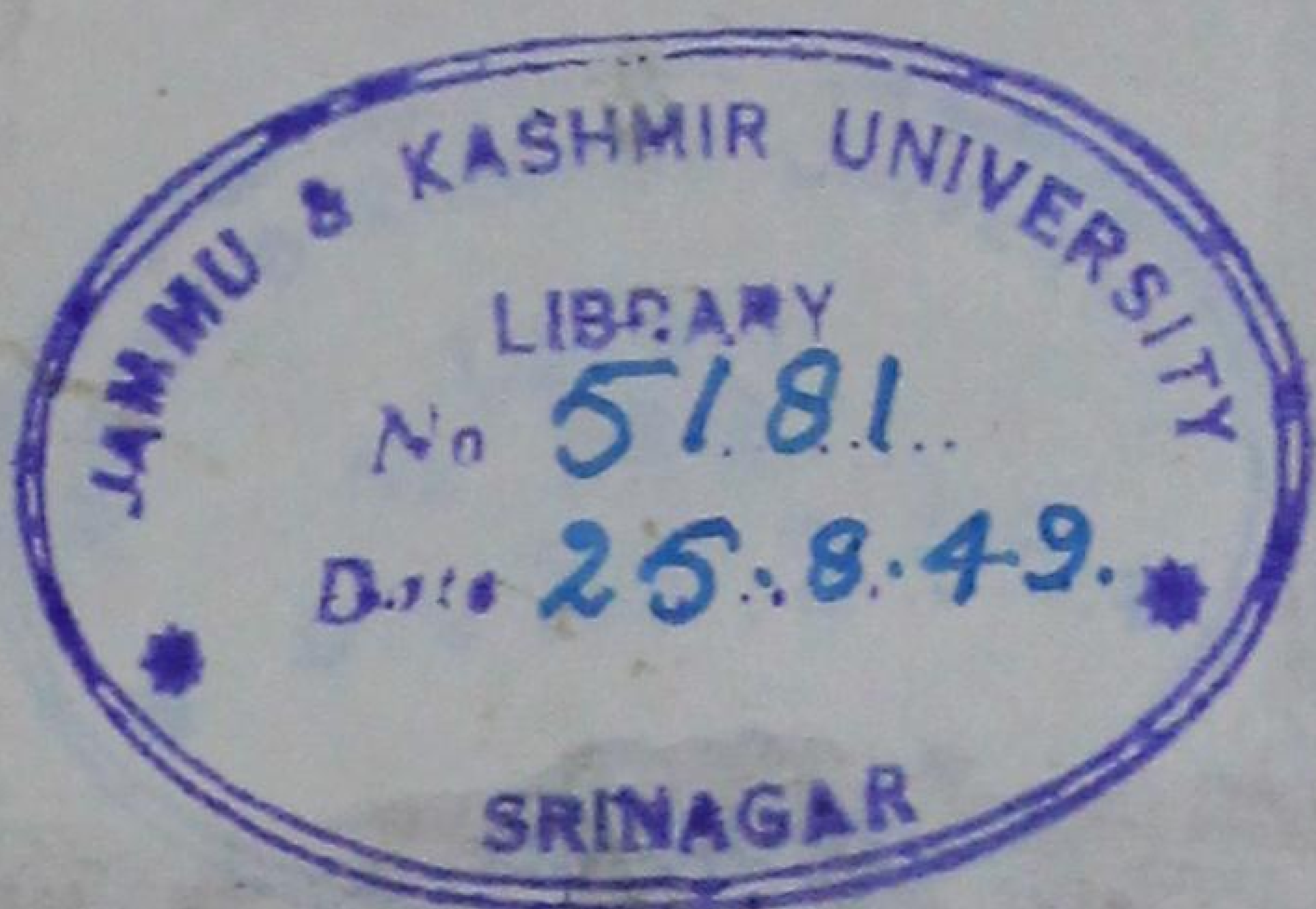
ترجمۂ

ابن حسن صاحب ایم۔ اے

مددگار پروفیسر تاریخ کلیہ جامعۂ عثمانیہ

۱۳۴۵ھ م ۱۳۳۶ف م ۱۹۲۶ع

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن


JAMMU & KASHMIR UNIVERSITY
LIBRARY
No 5181
Date 25.8.49.
SRINAGAR

دیباچہ

سال رواں میں سنہ ۱۷۷۲ء سے سنہ ۱۷۸۵ء تک کے تمام خطوط۔ مراسلات و دیگر سرکاری کاغذات جو حکومت ہند کے محکمہ خارجیہ میں محفوظ تھے۔ مسٹر جارج ڈبلیو فارسٹ کی زیر نگرانی سرکاری اجازت سے طبع ہو چکے ہیں۔ اسمیں وارن ہسٹنگز کے دور کے مکمل واقعات درج ہیں۔ جن اسناد کو مسٹر فارسٹ نے تاریخ ہند کے طلبہ کے لئے تالیف کر دیا ہے۔ ان کی سند پر اور انہی کے نقطۂ نظر سے یہ کتاب لکھی گئی ہے تاکہ اس گورنر جنرل اعظم کے حقیقی کام کو صحیح اور اجمالی طور پر پیش کیا جا سکے۔

اگست سنہ ۱۸۹۰ء

فہرست مضامین وارن ہیسٹنگز

صفحہ	مضمون
	ساتواں باب
۷۳	ہیسٹنگز کے مخالفین - ۱۷۷۵ع - ۱۷۷۷ع -
	آٹھواں باب
۸۷	فلپ فرنسیس کی کامل شکست - ۱۷۷۶ع - ۱۷۷۸ع -
	نواں باب
۹۷	مقبوضات ہند کو بچانے والا - ۱۷۷۸ع - ۱۷۸۴ع -
	دسواں باب
۱۰۹	مجلس اور عدالت العالیہ کے تعلقات - ۱۷۷۹ع - ۱۷۸۱ع -
	گیارھواں باب
۱۱۸	بنارس و اودھ - ۱۷۸۱ع - ۱۷۸۳ع -
	بارھواں باب
۱۲۷	ایک شاندار حکومت کی معراج ۱۷۸۱ع - ۱۷۸۵ع -
	تیرھواں باب
۱۳۷	ہیسٹنگز کا انگلستان میں قیام - ۱۷۸۵ع - ۱۸۱۸ع -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب

۱۷۳۲-۱۷۶۱

چرچل سے کلکتے تک کے واقعات

برطانوی ہند کا پہلا گورنر جنرل وارن ہیسٹنگز ۶ دسمبر ۱۷۳۲ء کو بمقام چرچل Churchill علاقہ آکسفورڈ شائر Oxfordshire میں پیدا ہوا اس مقام سے چند میل کے فاصلے پر ورسیسٹر شائر Worcestershire کی سرحد سے ملحق ڈیلسفورڈ Daylesford گاؤں واقع ہے جو ہنری ثانی کے زمانے سے جارج ثانی کے دور تک وارن ہیسٹنگز کے بزرگوں کے قبضے میں تھا۔ مشہور و معروف لارڈ ہیسٹنگز جسے خاندان یارک کی خدمت اور وفاداری کے صلے میں رچارڈ سوم کے ہاتھ سے موت کی سزا ملی وہ اسی خاندان کا ایک ممتاز شخص تھا۔ اوس کے وارث کو ہنری ہفتم نے ارل آف ہنٹنگڈن کا لقب عطا کیا۔ تھوڑے ہی عرصے بعد یہ لقب موقوف ہو گیا لیکن ۱۸۱۹ء میں فرینسس ہیسٹنگز کو ارل ثانی کے وارث کی حیثیت سے اس خطاب کے استعمال کی دوبارہ اجازت دی گئی۔ اسی خاندان کی ایک شاخ سے ارل آف پمبروک Earl of Pembroke کا خاندان نکلا۔ ظالم پلینٹیجنیٹ اور اوس کے بھائی ہنری آف کسٹائل Henry of Castile میں جو جنگ ہوئی اوس میں اس خاندان کا ایک شخص ارل نامی بلیک پرنس Black Prince کے جھنڈے کے نیچے لڑا تھا۔

اوس عظیم الشان خانہ جنگی کے بعد جس میں چارلس اول کا تاج اور سر دونوں غائب ہو گئے خاندان ڈیلسفورڈ کا ستارہ گردش میں آ گیا۔ ڈوبتے ہوئے فریق کی حمایت میں اپنے جان و مال کو نثار کرتے وقت جان ہیسٹنگز نے اپنی ڈیلسفورڈ کی املاک بخوشی اسپیکر لینتھال کے حوالے کر دی اور خود ڈیلسفورڈ کی قدیم بوسیدہ چوپال کے مکان میں دفن ہونے پر اکتفا کیا۔ ۱۷۱۵ء میں

سامیل ہیسٹنگز Samuel Hastings نے ڈیلسفورڈ بھی برسٹل کے ایک سوداگر
ہاتھ فروخت کردیا۔ سامیل کے بیٹے کے جو اوس وقت ایک گاؤں کے گرجا کا پادری تھا
دو بچے تھے۔ ان میں سے چھوٹا بیٹا پینیسٹن Pennyston مشائخوں کے فرقے میں
شریک تھا۔ ۱۷۳۰ء میں چھبیس سال کی عمر میں اوسنے ہیسٹر وارن سے شادی کی
یہ ایک شریف آدمی کی بیٹی تھی جسکے پاس علاقہ گلاوسیسٹر شائر Gloucestershire
میں کچھ جائداد بھی تھی۔ وارن کی پیدائش کے چند روز بعد اس نوعمر بیوی کا انتقال ہوگیا
چند ہفتے یا چند ماہ بعد پینیسٹن بھی تلاش معاش کی فکر میں چرچل سے نکل کھڑا ہوا۔
بے ماں کے بچے کی پرورش اوس کے دادا کے ذمے پڑی جو ڈیلسفورڈ کا پادری تھا اور
اوس وقت چرچل میں مقیم تھا پینیسٹن کا بڑا بھائی ہاورڈ بادشاہ معظم کے محکمہ کرگیری میں محرر تھا۔
اس بے پروا بن بیوی والے شخص کی زندگی کا قصہ نہایت مختصر ہے۔ بیان کیا جاتا
ہے کہ دو سال بعد ہی اوس نے ایک قصاب کی لڑکی سے شادی کرلی اور مغربی جزائر میں
پادری ہوکر چلا گیا اور وہیں اوسکا انتقال ہوا۔ اس شخص کے متعلق جس سے اٹھارھویں صدی کا
ایک مشہور انگریز پیدا ہوا نہ کچھ اور پتا ہے اور نہ اوس میں کوئی ایسی بات تھی جسکے معلوم کرنے کی
کوشش کیجاوے۔ بہرحال پینیسٹن کی وجہ سے اوس کے بیٹے میں وہ آبائی اثر آگئے جن سے
آیندہ اوسکا کیرکٹر بنا۔ وارن ہیسٹنگز کے آخر زمانے میں ایک افواہ کی بنا پر جسے فرینسس نے
ہندوستان سے واپس آکر اوڑایا تھا برک نے اپنے تخیل کے زور میں اوس پر نیچ ذات۔
کم ظرف۔ اور نطفۂ نا تحقیق ہونیکا طعنہ جڑا تھا۔ اگر یہ الزام صحیح بھی ہوتا تو اوسکا ایک ایسے شخص کی ذات
پر جسے اپنے کارناموں کے اعلان کے لئے اپنے حسب و نسب کے ثبوت میں ہیرالڈ کالج سے
جہاں اوسکا اندراج ہوتا تھا کسی سند کے لانیکی ضرورت نہ تھی کچھ اثر نہ پڑ سکتا تھا۔ یہ ظاہر ہے کہ
ہیسٹنگز اپنے حسب و نسب و نیز تربیت کے لحاظ سے ایک شریف آدمی تھا۔ اوسکے مستغیث نے
جو خود ایک بڑا آدمی تھا اوس معتوب شخص پر یہ کیچڑ پھینک کر خود اپنے ہاتھ خراب کرلئے (یعنی اس قسم
کے گندے الفاظ استعمال کرکے اون سے خود اپنی زبان خراب کی۔ وارن ہیسٹنگز کی شہرت
و عزت میں اس سے کچھ فرق نہ آیا آسمان کا تھوکا منہ پر آتا ہے۔ آفتاب پر کوئی خاک
نہیں ڈال سکتا)۔
چرچل کے تحتانیہ مدرسے سے جہاں عام روایت کے بموجب اوسے نہایت

شفقت کے ساتھ تعلیم دلگئی اوسکے چچا ہاورڈ نے آٹھ سال کی عمر میں وارن ہیسٹنگز کو نیو انگٹن بٹس (Newington Buts) کے مدرسے میں منتقل کردیا جو لندن کے قریب واقع تھا حالانکہ ابھی یہ بچہ ہی تھا لیکن اوس نے ایک بات اپنے دل میں ٹھان لی جو آیندہ دائرۂ عمل میں آئی۔ گرمی کے دنوں میں ایک دن جبکہ مطلع صاف تھا اور وہ پانی کے ایک چشمے کے کنارے پر جو اُس کے وطن سے ہوکر گزرتا تھا لیٹا ہوا مزے لے رہا تھا اُس نے اپنے دل میں ٹھان لیا کہ وہ ایک دن ضرور ڈیلسفورڈ کو پھر خرید لیگا۔

ویسٹ منسٹر کے مدرسہ میں اسکی تعلیم

معلوم ہوتا ہے کہ نیو انگٹن میں تعلیم اچھی ہوتی تھی لیکن لڑکوں کو نہ غذا اچھی ملتی تھی اور نہ پیٹ بھر کھانا ملتا تھا۔ دو سال کی نیم فاقہ کشی کے بعد جس سے اوسکی اٹھان ٹھٹھر گئی اور جس کا لازمی اثر اُسکی طاقت وصحت پر پڑا وہ ویسٹ منسٹر (Westminster) کے مدرسے میں منتقل کردیا گیا۔ یہاں ڈاکٹر نکلسن صدر مدرس تھا اور مددگار مدرسوں میں ونسنٹ بورن Vincent Bourne بھی تھا۔ لارڈ شیلبورن Lord shel bourne چرچل Churchill کوپر Cowper اور ہیسٹنگز کا جانی دوست ایلیجاہ امپی Elijah Impey یہ سب اُس کے ہم مکتب تھے۔ اولنی کا یہ شاعر جو آیندہ عدالت العالیۂ بنگال کا میر مجلس ہوا اُس کا ہم مذاق تھا۔ لڑکپن میں جو دوستی ان دونوں میں ہوئی وہ آخر عمر تک برقرار رہی۔ جب مجلس عوام میں وارن ہیسٹنگز پر مقدمہ چلایا گیا تو کوپر نے اُسے ملزم تسلیم کرنے سے قطعی انکار کیا۔ میدان امپی نے کلکتے پہنچکر ہیسٹنگز سے ہاتھ ملایا اُس دن سے ان دونوں میں وہ اخلاص واتحاد پیدا ہوا جن میں باوجود اُن باہمی اختلافات کے جو سرکاری کاموں میں ان میں پیش آتے رہے کبھی فرق نہ آیا۔

نوعمر وارن کے طرز زندگی سے اُسکی آیندہ ترقی کے آثار ویسٹ منسٹر میں بھی نمایاں ہوگئے تھے۔ اُس کے کمزور ونحیف جسم میں ایک بہادر جوانمرد کی روح پنہاں تھی گلیگ (Gleig) کہتا ہے کہ "وہ تیز مگر نرم دل تھا۔ وہ ایک محنتی طالبعلم تھا اور ہمیشہ کچھ نہ کچھ سوچ بچار کرتا رہتا تھا لیکن ضرورت کے وقت مثل آگ کے بھڑک اُٹھتا تھا۔ اُس کی طبیعت میں نہ جوش کی کمی تھی اور نہ اُمنگوں کی۔ جس کام کو ہاتھ میں لیتا اُسمیں ہر ایک سے بڑھنے کی کوشش کرتا۔" کرکٹ کھیلنے کا شوقین تھا لیکن فرصت کا وقت زیادہ تر تیرنے اور کشتی کھیلنے میں صرف کرتا تھا۔ ان دونوں میں اُسے کافی مہارت حاصل تھی۔ ایک طرف

اسکی خوش مزاجی اور اُس کے دلکش اخلاق نے اُسے ہر دلعزیز بنا دیا تھا اور دوسری ط
مدرسے کا صدر مدرس اُس کی محنت و ذہانت کا مداح تھا۔ ۱۷۴۷ء میں شاہی وظیف
مقابلہ میں وہ اول رہا۔ ابھی کا چوتھا درجہ تھا۔ دو سال بعد اُسکے چچا کے انتقال سے اُ
طرز زندگانی قطعاً بدل گیا اُسکا ایک دُور کا رشتہ دار نامی چسوک Cheswick اب
متولی بنا۔ یہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے نظما میں سے تھا۔ اُس نے وارن کو کمپنی کا محرر بن
بنگال بھیجنے کا ارادہ کیا ڈاکٹر نکلس نے اس رائے کی نہایت سختی سے مخالفت
اُس نے کہا کہ "میں اپنے عزیز ترین شاگرد اور اپنے مدرسے کے بہترین طالب علم کو اس
کیونکر اپنے ہاتھ سے کھو سکتا ہوں" اُس نے وارن کو اپنے مدرسے میں رکھنے کی کوشش
اور یہ بھی کہا کہ وہ اپنے خرچ سے اُسے کالج بھیجیگا لیکن اسکے چسوک نے ایک نہ سنی۔ ۱۷۴۹
میں اُس نے حساب اور بہی کھاتہ سکھانے کی غرض سے اُسے ایک قابل مدرس کے پاس
نکال لیا۔ دوسرے سال جنوری میں وارن ہیسٹنگز لندن جہاز میں کلکتے روانہ ہوا
کے عام اوسط سے کہیں زیادہ رہا اور اُسکے امتحان اور لاثانی شہرت کے میدان میں پہنچ
قبل اکتوبر کا مہینہ شروع ہو گیا تھا۔

کمپنی اس وقت اُس قسم کے اہم خطرات سے نجات پاکر دم لے رہی تھی جو اُسکی
کی ہر منزل پر اُسے درپیش آتے رہے تھے۔ اور اسکی گذشتہ سو برس کی تاریخ اس مثل ک
تھی کہ "تم تو اسکو گہرا ڈبوتے ہو مگر وہ پھر ابھر کر اپنے حسن میں بھرپور ظاہر ہوتی ہے"۔
صدی کے اواخر میں وہ مغربی ہند اور بنگال سے نکلتے نکلتے رہ گئی۔ ۱۷۵۰ء میں محض
ایلا شیبل کی بدولت جنوبی ہند میں اسکا وجود باقی رہ گیا۔

سلطنت مغلیہ کا والیسرائے جو بجز اپنی دست درازی کے باقی سب کے پنجوں سے
نوواردوں کو محفوظ رکھتا تھا اُسکے سایۂ عاطفت میں رہکر کمپنی والے اپنے کلکتے کے کارخا
اور اُسکی شاخوں سے جو ساحل گنگ پر واقع تھیں معقول آمدنی حاصل کرتے تھے حالا
اُن کے مقبوضات میں یہ سب سے چھوٹا مقام تھا لیکن اسی کی آمدنی پر اُن کا ایک ح
دارومدار تھا۔ انگریزوں اور فرانسیسیوں میں ساحل کارومنڈل پر تفوق حاصل کرنے
جو جنگ اس زمانے میں ہوئی اُس کے دوران میں فرانسیسی، ولندیزی اور انگریزی حری
قومیں بنگال میں امن سے رہیں۔ نواب علی وردی خاں کے سخت گیر اور صلح پسند دور اور باامن

زمانے میں کلکتے کی آبادی اور دولت میں بیش بہا اضافہ ہوا۔ کمپنی کے گودام۔ ریشمی اور سوتی پارچہ جات۔ شورے۔ لاکھ اور مصالحوں سے بھرے رہتے تھے جو ہگلی کے ہندوستانی جہازوں میں لاد کر پابندی سے ولایت روانہ کئے جاتے تھے۔

بنگال کا صوبہ دار یا وائسرائے مغلوں کے شہنشاہ اعظم کا جواب بھی دہلی میں اپنا دربار کرتا تھا برائے نام ماتحت تھا بابر کے خاندان کی عظمت میں۔ اورنگ زیب کی زندگی میں ہی فرق آ گیا تھا۔ اوسکے انتقال کے بعد نصف صدی کے اندر ہی اوسکی سابق عظمت خواب و خیال ہو گئی اوسکا جھلملاتا ہوا چراغ بھی گل ہوتا نظر آتا تھا۔ دہلی کی سلطنت جسکی قلمرو میں کبھی پورا ہندوستان شامل تھا۔ وہ اب دہلی۔ آگرہ۔ اور الہ آباد تک محدود نظر آتی تھی۔ اوسکا اب نام ہی نام رہ گیا تھا۔ ایرانی فاتح نادر شاہ کے پنجوں سے ۱۷۳۹ء میں دہلی تک نہ بچ سکی۔ اودھ۔ روہیلکھنڈ۔ بنگال۔ و دکن میں۔ مغل۔ پٹھان اور ایرانی سرداروں نے شہنشاہ مغل کے نام سے فتوحات حاصل کیں۔ اور وہاں خود مختار بن بیٹھے اور آزاد ریاستیں قائم کر لیں۔ جنوبی و مغربی علاقوں اور وسط ہند میں مرہٹے ملک کے ملک ہضم کر رہے تھے۔ پرجوش سکھ پنجاب پر اپنا تسلط جمانے کے لئے احمد شاہ سے جنگ آزما ہو رہے تھے۔

دو صدیوں کی باوقار اور پر زور حکومت کے بعد سلطنت مغلیہ اپنے دشمنوں اور ظاہر دار دوستوں کے ہاتھوں پارہ پارہ ہو رہی تھی۔

۱۷۵۰ء میں کمپنی کے مقبوضات بنگال۔ بمبئی۔ مدراس کا ہر ایک علاقہ ایک صدر اور ایک مجلس کے تحت میں تھا جن میں مقامی سینیر تجار رکن ہوتے تھے صدر کی تنخواہ ۲۰۰ پونڈ سالانہ تھی ارکان مجلس کی ۴۰ پونڈ سے سو پونڈ تک۔ قدیم اور اعلیٰ تجار کو ۴۰ اور ادنیٰ کو ۳۰ پونڈ سالانہ ملتے تھے۔ فیکٹر Factor ۵ اور محرر ۵ پونڈ سالانہ پاتے تھے ڈاکٹروں کی تنخواہ ۳۶ پونڈ سالانہ سے زائد نہوتی تھی۔ لیکن کمپنی انہیں مکان مفت دیتی تھی اور اپنے گودام سے سالانہ شراب بھی دیتی تھی تاہم کوئی انگریز ہندوستان کی سی سرزمین میں اس قلیل تنخواہ پر معمولی حیثیت سے بھی زندگی نہیں بسر کر سکتا تھا لہٰذا کمپنی کے ملازمین کو اجازت تھی کہ وہ ذاتی تجارت سے نفع اوٹھا کر اس کمی کی تلافی کر لیں۔ اس عام اجازت سے اکثروں نے ایسا فائدہ اوٹھایا کہ انڈیا ہاؤس کو ان کی عیاشی اور فضول خرچی کی شکایتیں پہنچیں کہ یہ نوجوان بینڈ باجے کے ساتھ کھانے پر بیٹھتے ہیں اور چوکڑے میں سیر کو نکلتے ہیں۔ اسکے مقابلے میں ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں کہ اکثر بد قسمت

اور محتاط نوجوان محرر شب کے کھانے اور رات کے چراغ کے مصارف تک برداشت
نہ کر سکتے تھے اور سر شام سے ہی پڑ کر سو جاتے تھے۔

معتمد کے دفتر میں اسکی محرری

ہیسٹنگز نہ کم ہمت تھا۔ اور نہ حریص اور نہ فضول خرچ و عیاش اور نہ وہ ان میں تھا
جو سر شام ہی اپنا کام ختم کر کے پڑ جاتے تھے۔ معتمد کے دفتر میں بحیثیت محرر کے وہ حساب لکھتا تھا
گماشتے اور اون کے مختلف رتبوں کے ماتحت جو مال لا کر گودام میں بھرتے تھے اونکی وہ نگرانی
کرتا تھا۔ اوسکی فرصت کا وقت ہندوستانی زبانوں کے سیکھنے اور تفریح کے ایسے مشاغل میں
صرف ہوتا تھا جو اوسکی مالی حیثیت۔ معتدل عادات و خصائل اور اعلیٰ تمدنی اخلاق کے مناسب
تھے۔ اون دنوں میں تمام کام دوپہر تک ختم ہو جاتا تھا۔ اس کے بعد یہ سب نوجوان ملکر کھانیکے
کمرے میں کھانا کھاتے اور پھر تھوڑی دیر کے لئے سو جاتے لیکن انھیں پنکھے نصیب نہیں
ہوتے تھے۔ مغرب کے قریب پالکی میں بیٹھ کر ہوا خوری کو جاتے یا دیسی کشتیوں میں بیٹھ کر
دریا کی سیر کرتے۔ کارخانوں اور گوداموں کے گرد پختہ اینٹ کی چار دیواری تھی اور قلعے کے گرد
دمدمے بنے ہوئے تھے۔ قلعے میں تقریباً دو سو آدمی تھے ان میں زیادہ تعداد دیسی سپاہیوں کی
تھی۔ چہار دیواری کے اندر وسیع باغ اور مچھلیوں کے شکار کے لئے تالاب تھے اور بیماروں کیلئے
ایک ہسپتال تھا۔ دریا کے رخ پر جو مکان کمپنی کے ملازموں کے لئے بنائے گئے تھے وہ
بھی برے نہ تھے پادری روزانہ نماز پڑھاتا اور ہر اتوار کو وعظ کہتا تھا نہایت معمولی اور سیدھے
طور پر (حاکم شہر) انصاف کرتا تھا۔ عام طور سے جرمانے اور بید کی سزا دیجاتی تھی۔
اسکے فیصلے کے خلاف مجلس میں مرافعہ ہوتا تھا۔

ایک شخص کے بیان کے مطابق جس نے ان دنوں میں کلکتہ دیکھا تھا وہ ایک
وسیع۔ عمدہ اور آباد مقام تھا یہاں ایسے انگریزی تجار کی بھی اچھی تعداد تھی جنکا کمپنی سے
کوئی تعلق نہ تھا۔ انکے علاوہ متعدد مالدار ہندوستانی تجار جو برآمد کے لئے کمپنی کو مال لا کر
دیتے تھے آباد تھے۔ ہگلی کے دوسرے کنارے پر کمپنی کے جہازوں کی مرمت اور اون کے
اوتارنے کے لئے گھاٹ بنے ہوئے تھے۔ بنگال سے ہر سال پچاس ساٹھ جہاز پر مال لدکر
جاتا تھا۔ چھوٹے جہازوں میں جو مال گرد و نواح کے ممالک میں جاتا تھا وہ اس کے علاوہ
تھا۔ محض شورے کی تجارت سے ہی جسکا انھیں اجارہ حاصل تھا اس قدر آمدنی ہوتی تھی کہ
اونکے ولندیزی اور فرانسیسی حریف جو ہگلی کے ساحل پر آباد تھے ہمیشہ ان میں حصہ بٹانے کی

فکر میں لگے رہتے تھے۔ ہیسٹنگز کے یہاں پہنچنے کے دو سال بعد کلکتے کی مردم شماری چار لاکھ تھی۔ ان میں زیادہ تعداد اون لوگوں کی تھی جو کچے اور نیچے جھونپڑوں میں رہتے تھے جو بارش کے موسم میں دلدل بن جاتے تھے۔ شہر کے چاروں طرف گھنے جنگل اور دلدل تھی جن میں گدھ۔ گیدڑ۔ چیل۔ کوے۔ سوور رہتے تھے انکی وجہ سے ہمیشہ آب وہوا خراب رہتی اور ہر موسم میں بخار و پیچش کی شکایت رہتی تھی۔

قاسم بازار کو اوسکا تبادلہ

اکتوبر ۱۷۵۳ء میں ہیسٹنگز قاسم بازار کے کارخانے پر تعینات کیا گیا جو اس وقت نہایت اچھی حالت میں تھا یہ مقام گنگا کے کنارے پر بنگال کے دارالحکومت مرشد آباد سے دو میل کے فاصلے پر واقع ہے! ہندوستان کے مالدار اور زرخیز ترین ولایت کے ریشم بافوں اور ہاتھی دانت کے دستکاروں کا اس وقت یہ مقام مرکز بنا ہوا تھا۔ وارن ہیسٹنگز نے یہاں اپنے فرائض کو اس قدر خوبی اور دیانتداری سے انجام دیا کہ دو سال کے اندر ہی وہ کارخانے کی مجلس کا رکن ہو گیا۔ واٹسن یہاں کا صدر تھا۔ انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ وارن ہیسٹنگز نے ابتدا سے خاموش اور تنہائی کی زندگی اختیار کی۔ زیادہ تر وہ اپنے خیالات میں ہی غرق رہتا اور کچھ اپنی ہی اودھیڑ بن میں لگا رہتا تھا۔ نہ کسی سے اوس نے اپنے تعلقات بڑھائے نہ زمانے کی بدکاریوں کے پاس پھٹکا اور نہ سیر و تفریح کی طرف کبھی رجوع ہوا۔

اپریل ۱۷۵۶ء میں علی وردی خاں کے انتقال کے بعد بنگال میں انگریزوں کی مصیبتوں کا آغاز ہو گیا۔ علی وردی خاں کے پوتے اور جانشین میں وہ تمام برائیاں موجود تھیں جو ایک ایشیائی مطلق العنان میں پائی جاتی ہیں لیکن اونکی خوبیوں کا ان میں پتا تک نہ تھا۔ کلکتے کی مجلس نے اوسے باقاعدہ طور پر صوبہ دار تسلیم نہ کیا اس سے اوسے بیجا مداخلت کرنیوالے نوواردوں کی دولت پر ہاتھ مارنیکا بہانہ مل گیا۔ اس پر پہلے سے ہی اوسکا دانت تھا۔ ایک کثیر فوج کے مقابلے میں قاسم بازار کے مضبوط و محصور قلعے کو مجبوراً ہتیار ڈالنے پڑے خود واٹسن بھی گرفتار کر کے صوبہ دار کے پاس پہنچایا گیا جو اس وقت جنوب کی سمت میں حملہ کرنیکے لئے بڑھنے والا تھا۔ مرشد آباد میں جو انگریز گرفتار ہوئے اون میں ہیسٹنگز بھی تھا۔ صوبہ دار اور اوس کے وزیر اپنے فائدے کی غرض سے رحم دل بھی بن جاتے تھے لہذا ولندیزی کارخانے کے صدر کی ضمانت پر ہیسٹنگز رہا کر دیا گیا۔

یہاں سے سراج الدولہ نے کلکتے کا رخ کیا۔ یہاں کے گورنر راجر ڈریک Rodger drake

نے ایک معزز ہندوستانی کو جس نے اوسکے پاس پناہ لی تھی سراج الدولہ کے حوالے کرنے سے انکار کیا تھا اور فرانس وانگلستان کی جنگ کے خوف سے قلعۂ فورٹ ولیم کی جومرمت وہ کرراہا تھا اوسکے بند کرنے کے حکم کی بھی اوس نے پابندی نہیں کی تھی۔ ڈریک نے اس چالاک نواب کو اوس کے ارادوں سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ اوسکا جواب اوس نے ۱۸ رجون ۱۷۵۶ء کو کلکتے پرحملہ کرکے دیا۔ ایک دو مقام پراوسکا بہادری سے مقابلہ کیا گیا لیکن ضرورت کے لائق ان میں کوئی سرواہی نہ تھا بغرب سے قبل ہی نواب نے کل شہر پر قبضہ کرلیا۔ ایک برہمی مچ گئی جو کسی ظاہری مجبوری سے نہیں بلکہ اخلاقی کمزوری کی وجہ سے برپا ہوئی۔ ہر طبقے اور ہر عمر کے افراد جہازوں پر بھاگنے لگے۔ دوسرے دن صبح کو خود ڈریک بھی مع چند ارکان مجلس وبیز سپہ دار قلعہ کے جہاز میں روانہ ہوگیا اور باقیماندہ اہل قلعہ کو اونکی قسمت پر چھوڑ گیا۔

ہالول مجلس کا ایک خاص رکن تھا جس نے لڑائی میں جوانمردی سے کام کیا تھا اوس نے اب اس فوج کی کمان لی جسے اس قدر بے حیائی کے ساتھ دوسرے چھوڑکر چلے گئے تھے۔ یہ فوج اہل قلعہ کی قلیل تعداد کو جسے اوسکے ہموطن چھوڑکر آرام سے جہاز میں سوار ہو گئے تھے بچانے کے لئے تمام دن اور دوسرے روز دوپہر تک لڑتی رہی۔ آخر ایسے وقت میں جب کہ ہالول مہلت حاصل کرنے کے لئے گفتگو کرراہا تھا حملہ آور قلعے کے ایک غیر محفوظ مقام سے اندر گھس پڑے۔ اور جو لوگ وہاں باقی رہ گئے تھے اون سب کو اونھوں نے گرفتار کرلیا۔ جون کے مہینے میں بنگال میں بڑی شدت کی گرمی پڑتی ہے۔ اسکی ۲۰ تاریخ کو شب کے آٹھ بجے ایک سو چھیالیس نفر جن میں ایک سے زیادہ تعداد عورتوں کی تھی دربان کے ایک تنگ کمرے میں جسکا طول بیس فٹ اور عرض چودہ فٹ تھا اور جس میں دو کھڑکیاں مضبوط لوہے کی سلاخوں کی لگی ہوئی تھیں بند کردئے گئے۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ یا کال کوٹھری تھی جس میں کبھی کبھی چند سپاہی بند کردئے جاتے تھے۔

کال کوٹھری کی شب

ہالول کے بیکس ساتھیوں نے اس رات جو مصیبت بھری اوسکی سرگزشت اوس نے نہایت صاف اور بے لاگ الفاظ میں تحریر کی ہے لیکن اوسکے الفاظ بھی حقیقت کو ادا نہیں کرسکتے اورالفاظ کیونکر اوس واقعہ کو ادا کرسکتے جسکی حقیقت کو شاید ڈانٹے Dante اور شیکسپیر Shakespeare کا تخیل تک نہ پہنچ سکے۔ بازار اور گوداموں کی آتشزدگی کے شعلوں سے اس قید خانے کی گرمی جسکی دونوں کھڑکیاں باغ کے ایک کونے میں تھیں اور بھی بڑھ گئی۔ اس خوفناک کال کوٹھری سے دوسرے روز صبح کے ۶ بجے صرف بائیس مرد اور ایک عورت زندہ نکلی۔

ہالول جو شاید کسی جادو کی مدد سے ہی بچ سکا تھا چند اور قیدیوں کے ساتھ بیڑیاں ڈالکر
مرشدآباد پہنچا یا گیا باقی کو رہا کر دیا گیا کہ وہ ڈریک کی جماعت سے جاملیں جو گو وند پور کے
قریب جہازوں میں موجود تھیں۔ چند روز بعد یہ جہاز فلتا پہنچا جو ہگلی اور دُمودو کے سنگم پر
واقع ہے اور اوس زمانے میں ولندیزیوں کا مستقر تھا۔ یہاں ڈریک نے مدراس کے جواب
کا انتظار کیا۔ اوسے یقین تھا کہ صوبہ دار کے خلاف جو مدد اوس نے مانگی ہے اوسکا جواب
اوسے وہاں سے ضرور ملیگا۔ ۲۰ اگست کو فلتا کے پناہ گزین مدراس کے جہاز کی آمد سے
خوش ہوگئے ان میں میجر کلپیٹرک Kilpatrick کی کمان میں دو سو تیس سپاہی تھے اس عرصے میں
ہیسٹنگز کو بنگال کے جو کچھ حالات معلوم ہوتے رہے اونکی اطلاع وہ ڈریک کو دیتا رہا
اسی اثنا میں فلتا میں سامان رسد ختم ہوگیا۔ اور فوج میں بیماری پھیل گئی جس سے برہمی برپا ہوئی
ڈریک کی درخواست پر ہیسٹنگز نے صوبہ دار کے وزرا کی خوشامد کر کے فلتا میں ایک بازار
کھلوا دیا اور ڈریک کے لوگوں کو یہاں سے رسد پہنچائی گئی جسکی اس وقت سخت ضرورت تھی
یہاں اسکے ذریعہ سے اوسکے سرداروں اور نواب کے دارالحکومت کے کچھ آدمیوں میں اون کے
سفاک آقا کے خلاف رازمیں سازش کی گفت و شنید بھی شروع ہوگئی تھی لیکن گرفتاری کے
خوف سے بھاگ کر وہ چنار پہنچا اور وہاں سے گنگا کے راستے ہو کر اپنے رفیقوں کے پاس
فلتا پہنچ گیا۔ کپتان بکانن Captain Buchanan جو کال کوٹھری میں ہلاک
ہوا تھا اوسکی بیوہ سے اوس نے یہاں جون ۱۷۵۶ء میں شادی کی۔ اس بیوی کے انتقال تک
ان دونوں کے تعلقات اچھے رہے۔ اس سے پہلا بچہ جو ہوا وہ بچپن میں ہی مرگیا۔ دوسرا بچہ
ماں کے انتقال کے کچھ دنوں بعد فوت ہوگیا۔

دسمبر ۱۷۵۶ء میں امیر البحر واٹسن کا جہاز مدراس سے کمک لیکر فلتا پہنچا جسکا وہاں
عرصے سے انتظار تھا فوج کی کمان کرنل رابرٹ کلائیو کے پاس تھی جو کرناٹک کے نوابوں کی
باہمی جنگ میں ارکاٹ کی مشہور محافظت کے بعد سے مصیبت کے وقت بنی نوع انسان کا حقیقی سردار
تسلیم کیا جاتا تھا کلائیو اور واٹسن جیسے قابل سپہ داروں کی کمان میں قلعۂ ولیم پر دوبارہ قبضہ
کر کے اور اون سخت مرد آزما کوششوں سے جنگی وجہ سے سراج الدولہ نے مجبوراً فروری ۱۷۵۷ء میں
صلحنامے پر دستخط کئے انگریزوں نے اپنی بدنامی کے اوس دھبے کو مٹادیا جو ڈریک کی نکلنے سے
شرمناک فراری سے اونھیں حاصل ہوئی تھی۔ کلائیو کی جو چھوٹی سی فوج تھی اوس میں ہیسٹنگز رضاکار کی

حیثیت سے لڑا اور پریشاں حال صوبہ دار سے صلح کی گفت وشنید میں بھی اوس نے آپ کو مفید ثابت کیا۔

یہ صلح زیادہ دنوں تک قائم نہ رہ سکی۔ یورپ میں فرانسیسیوں سے دوبارہ جنگ چھڑنیکی خبر ملتے ہی کلائیو اور واٹسن نے فرانسیسیوں کے مستقر چندر نگر پر حملہ کردیا اور نواب کے احکام اور دھمکیوں کی قطعاً پروا نہ کی۔ جون کے آخر تک جنگ پلاسی ہوگئی اور اوس میں فتح بھی حاصل کرلی گئی اور بدبخت سراج الدولہ کی جگہ کلائیو نے خوش نصیب سازشی میر جعفر کو مرشد آباد میں مسند نشین بھی کرادیا۔ جدید نواب کے دربار میں اسکریفٹن Scrofton رزیڈنٹ مقرر ہوا۔ اور ہیسٹنگز اوسکا مددگار ہوا۔ آخر سال میں جب کلائیو فورٹ ولیم کا گورنر ہوا تو اسکریفٹن کلکتے کی مجلس کا رکن مقرر ہوا اور ہیسٹنگز نے مرشد آباد میں اوسکی جگہ لی۔

ایسے نوعمر آدمی کے لئے یہ جگہ نہایت مخدوش تھی لیکن ہیسٹنگز نے نہایت خوبی سے کام کیا۔ واقعات زمانہ نے بلحاظ عمر اوسے زیادہ تجربہ کار بنادیا تھا ایک انگریز کیلئے ان تمام کاموں کو جو اوسکے تفویض ہوئے اس قدر ہوشیاری اور دیانتداری سے انجام دینا کچھ آسان نہ تھا۔ اوسے قائم بازار میں کمپنی کی تجارت کی نگرانی بھی کرنی پڑتی تھی۔ جدید نواب کو اوسکی طبیعت کے خلاف مشورہ بھی دینا پڑتا تھا۔ حریف وزرا اور اُمراء کی سازشوں سے بھی اوسے چوکنا رہنا پڑتا تھا۔ جدید اضلاع کی مالگزاری بھی وہی وصول کرتا تھا اور اوسے اہم یا پیچیدہ معاملات کی اطلاع بھی کلکتے دینی پڑتی تھی۔ کلائیو جو اوسے علاوہ بھی ایک دلیر اور سربھرا مشیر تھا لیکن اوسکا وہ وفادار دوست ضرور تھا فروری سنہ ۶۰ء میں کلائیو کی واپسی کے بعد وینسٹارٹ Vansittart اوسکی جگہ لینے کے لئے مدراس سے روانہ ہوا۔ اوسکے پہنچنے تک ہالول نے عارضی طور پر گورنری کا کام انجام دیا۔

اس عرصے میں میر جعفر اپنے حلیف انگریزوں سے تنگ آگیا تھا صبر و تحمل کی اب گنجائش نہ رہی تھی۔ کلکتے کی مجلس نے اس فرمانروا کو معزول کردینے کا فیصلہ کرلیا کیونکہ اوسکا کوئی کام درست نہ تھا۔ اسکی سلطنت کی حفاظت اونھیں خود اپنے خرچ سے کرنی پڑتی تھی اور قزاق مرہٹوں، غدار امرا اور نوعمر بے خانماں شہنشاہ دہلی کی کثیر فوج کے پنجوں سے اوسکی ریاست کو بچائے ہی محفوظ رکھتے تھے کمپنی کی ہی افواج نے پٹنہ بچایا اونھوں نے ہی حملہ آوروں کو بہار سے نکالا اور بنگال کی شورش کو فرو کیا۔ فورٹ ولیم کے خزانہ کا پیسہ پیسہ خرچ ہوگیا تھا اور میر جعفر نے

اپنا روپیہ ایسا اوڑا رہا تھا کہ اوسکی فوج جسکی کئی مہینے سے تنخواہ تک ادا نہ ہوئی تھی بغاوت پر تلی ہوئی تھی۔ مدراس میں انگریز کئی سال سے حریف فرانسیسیوں یا گردونواح کی دیسی طاقتوں سے جنگ میں معروف تھے اور اونکا کثیر روپیہ ان میں صرف ہو رہا تھا۔ بمبئی کو علٰحدہ اپنے یہاں کے تنازعات۔ سازشوں اور دقتوں کا سامنا تھا۔ کمپنی کو خود اپنے مشرق بعید کے مقبوضات کو سنبھالنے اور اوسکے اخراجات چلانے کی انگلستان میں فکر لگی ہوئی تھی۔

نہایت معمولی اور بے سود لیس وپیش کے بعد میر جعفر اپنی اس جگہ سے علٰحدہ ہوگیا جسکی زینت بڑھانیکے لئے اوس نے کچھ نہ کیا تھا۔ انگریزی ودیسی سپاہ کی نگرانی میں دریا کے راستے سے اوسے مع اوسکے خاندان کے کلکتے کے قریب ایک مقام پر رکھدیا گیا جہاں کی آب وہوا نہایت خوشگوار تھی۔ مرشدآباد میں اوسکے داماد میر قاسم کو اوس کی جگہ مسند نشین کردیا۔ تین سال کے اندر دو مرتبہ کلکتے کے تجار نے بادشاہ گر کا کام کیا۔ کلائیو اور ڈریک نے جو سودا میر جعفر سے کیا تھا اوس سے کہیں سخت اونھوں نے اس مرتبہ میر قاسم سے کیا۔ کمپنی کی ان خدمات کے صلے میں اوس نے میر جعفر کا قرضہ ادا کرنے اور بردوان۔ مدناپور و چٹگاؤں کی آمدنی اونکے لئے مخصوص کرنیکے علاوہ جنگ کرناٹک کے مصارف کے واسطے پانچ لاکھ روپیہ نقد دیا۔ اپنے مربیوں کے ذاتی وانفرادی مفاد واغراض کو بھی وہ نظرانداز نہیں کرسکتا تھا۔ وینسٹارٹ جو زیادہ سخت گیر نہ تھا اوس نے بھی پچاس ہزار پونڈ سے اپنی جیب گرم کی ہالول صاحب نے ستائیس ہزار اور دیگر اراکین مجلس نے پچیس ہزار پونڈ فی کس وصول کئے۔ جنرل کرنل کلیلیاڈ جو شاہ عالم کی فوجوں کو شکست دیکر واپس ہوا تھا اوس نے مال غنیمت میں حصہ لینے سے انکار کیا لیکن بیس ہزار پونڈ جو اوسکے حصے میں آئے وہ اوسکی واپسی کے بعد انگلستان میں اوس کے ایجنٹ کو ادا کردئے گئے۔ دو اور صاحب بہادروں کو تیرہ ہزار فی کس ملے اور یہ وہ صاحب تھے جو میر جعفر پر نکتہ چینی کرتے تھے کہ اوس نے اپنے بیکار اور حریص دوستوں پر اپنا روپیہ ضائع کردیا۔

ایک کڑا سودا

ان طریقوں سے انگریز یہاں دولت سمیٹتے تھے جسکی بدولت انگلستان میں اعزاز واقتدار اعلٰی عہدے حاصل کرتے اور سوسائٹی میں اپنا وقار بڑھاتے تھے میر قاسم جب مسند نشین ہوا تو اوسکا خزانہ خالی تھا اور بجز سخت گیری یا دست درازی کے دوسرا کوئی ذریعہ اوسے بھرنیکا نظر نہ آتا تھا۔ ہیسٹنگز جس نے میر جعفر کو راہ راست پر لانے اور خود اپنی راست بازی برقرار رکھنے کی حتی الوسع کوشش کی تھی چند ماہ اور مرشدآباد میں مقیم رہا اور اگست سنہ ۱۷۶۱ء میں ہالول اور اوسکے

دو ساتھیوں کی علیحدگی کی اطلاع سنکر کلکتے واپس ہوگیا ان حضرات نے اوس آخری مراسلے پر دستخط کئے تھے جن میں کلائیو نے نہایت جسارت سے اپنے آقاؤں پر متعدد قسم کی بے عنوانیاں۔ رشوت ستانی اور ناانصافی کا الزام لگایا تھا۔ مجلس کی ان خالی جگہوں میں سے ایک وارن ہیسٹنگز کے لئے جسکی قابلیت کا پورا احساس وینسٹارٹ کو ہوگیا تھا مخصوص کردی گئی۔

سیاسی حالت پر ایک نظر

اس کے اس جدید تقرر کے پہلے سال میں ہی ایسے واقعات عظیمہ پیش آئے جن سے یا تو کسی سابق دور کا خاتمہ ہوا یا جدید کا آغاز۔ جنوری سنہ ۱۷۶۱ء میں پانی پت کے میدان میں وہ دو ٹوک لڑائی ہوئی جس سے کچھ عرصے کے لئے مرہٹوں کی متحدہ طاقت کا تو خاتمہ ہوگیا اور خاندان بابر کو اوس سے کچھ تقویت نہ پہنچی۔ اوسی مہینے کے اوائل میں کرناک Carnac نے مغلوں کی فوج کو سون میں منتشر کردیا۔ شاہ عالم نے بخوشی معاہدہ کیا اور اُن میں میر قاسم کو بنگال۔ بہار و اوڑیسہ کا جائز صوبہ دار تسلیم کرلیا اسی مہینے میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کے درمیان وہ جنگ چھڑی جس میں مدراس انگریزوں کے ہاتھ سے نکل گیا سنہ ۱۷۴۸ء صلح ایلا شیپل کے بعد ہی دکن کے پہلے اور سب سے بڑے نواب نظام الملک بہادر کا انتقال ہوگیا جسکی وجہ سے وہ جنگ جنوبی ہند کے حریف تاجداروں کے جھنڈے کے نیچے چھڑ گئی۔ جس میں انگریزی افسروں نے ڈوپلے سے سبق حاصل کرنیکی کوشش کی۔ اور کلائیو و لارنس قواعد داں ہندوستانی سپاہی انگریزوں کی طرح فرانسیسیوں اور اونکے ساتھی ہندوستانیوں سے لڑے۔ سنہ ۱۷۵۶ء میں فرانسیسیوں اور انگریزوں کے درمیان یورپ میں دوبارہ جنگ چھڑ گئی اور جنوبی ہند کے مناقشات پر ہر ایک کے وجود و بقا کا انحصار ہوگیا۔

یہ جنگ ایک عرصے تک مختلف پلٹے کھاتی رہی۔ آخر ستمبر سنہ ۱۷۶۰ء میں جرار لیلی جس نے اپنے غنیم کو سمندر سے باہر نکالنے کی ٹھانی تھی اوسی کے ہاتھوں میں گرفتار ہوکر اسیر جنگ بنا۔ آیندہ سال جنوری سنہ ۱۷۶۱ء میں فرانسیسی مرکز کے اہل قلعہ نے بھوک سے تنگ آکر آپ کو ایرکوٹ کے حوالے کردیا۔ تین ماہ بعد فرانسیسیوں کی آخری فوج نے ہتھیار ڈال دئے۔ پانڈیچری کے تمام محفوظ مقامات سرنگوں کردئے گئے اور ڈوپلے۔ بسی اور لیلی کے حوصلے اور ارادے ہمیشہ کے لئے ناکمل رہ گئے۔

اب بآسانی اندازہ ہوسکتا ہے کہ جن معاملات کو تاریخ اوس روز سے کہتی چلی آرہی ہے

وہ کس طور سے نمایاں ہو رہے تھے۔ اگر پانی پت کے میدان میں احمد شاہ کو شکست ہو جاتی تو مغلوں کی گرتی ہوئی سلطنت پر مرہٹے ضرور قابض ہو جاتے اور اگر انگریزوں کے کلائیو۔ ناکس۔ کلیسا ڈ اور کرناٹک کو فتح نصیب نہ ہوتی تو انگریز بنگال سے خارج کر دئیے گئے ہوتے۔ میر قاسم نے جو رقم دی اوسی کی بدولت فرانسیسیوں کو حیدر علی کی کمک پہنچنے سے قبل پانڈیچری کا محاصرہ ختم ہو گیا۔ اگر فرانسیسیوں میں باہمی اختلافات اور بغض و عناد نہ ہوتا اور اگر اونھیں فرانس سے بروقت مدد ملجاتی تو جنوبی ہند کے حریف نوواردوں میں سلطنت قائم کرنیکی جو باہمی کشمکش تھی وہ ایک لاانتہاہی زمانے تک چلی ہی جاتی۔ پلاسی۔ پانی پت۔ پانڈیچری تین نام ہیں جن سے انگریزوں کے دور کے تین عظیم الشان مدارج کا پتا چلتا ہے۔ پلاسی کی بدولت وہ بنگال و بہار کے مالک بن گئے۔ پانی پت کی بدولت اونھیں بہار کے شمال میں بڑھنے کا موقع مل گیا۔ پانڈیچری کے بعد اونھیں ملک کے وسیع خطے پر جو بحر عرب سے خلیج بنگال تک پھیلا ہوا ہے رفتہ رفتہ اپنا سکہ جمانے کی مہلت مل گئی۔

اس زمانے سے کمپنی نے تجارت کے صلح پسند مسلک کے ساتھ جنگ آزما ملکی طاقت کے اختیارات بھی اختیار کر لئے۔ سنہ ۱۶۸۹ء تک کے ایک مراسلے میں یہ الفاظ قابل لحاظ درج ہیں کہ "تجارت کے ساتھ مالگزاری کے ذریعۂ آمدنی کو بڑھانا بھی ہمارا کام ہے۔ اسی بنا پر ہم کو باقاعدہ طور پر فوج رکھنی چاہئے تاکہ بیسیوں قسم کے حادثے ہماری تجارت میں خلل انداز نہ ہو سکیں اور اسی پر ہم مثل ایک قوم کے اپنا وجود ہندوستان میں برقرار رکھ سکیں گے" اب وہ محض بنگال زیریں کے زرخیز خطے سے ہی مالگزاری وصول نہیں کر رہے تھے بلکہ شمالی سرکار کے جس خطے سے جا کر کرنل فورڈ نے فرانسیسیوں کو نکال باہر کیا تھا وہاں سے بھی انھیں معتدبہ آمدنی حاصل ہو رہی تھی۔ صرف بنگال ہی میں انکی بارہ ہزار باقاعدہ فوج موجود تھی جس میں انگریز و دیسی سپاہی دونوں شامل تھے۔ ولندیزی شکست کھا کر ایسے دب گئے تھے کہ اون سے کسی قسم کا خطرہ باقی نہ تھا۔ ملابار کے بحری قزاقوں کے خلاف بمبئی کے بحریہ کی دخانی کشتیاں خوب کام کر رہی تھیں۔ بنگال و بہار کی مسند پر کلکتے کی مجلس کا ایک پتلا بیٹھا ہوا تھا۔ سلطنت کی جس شاہراہ پر کمپنی قدم بڑھا چکی تھی اوس سے اسکے بعد پیچھے ہٹنا ممکن نہ تھا۔ اونکا آئندہ دور Vestigia nulla Vestrorsum کا مصداق ہے۔ زمانہ خود مقناطیسی کشش کی طرح اونھیں جنگ۔ معاہدوں۔ اتحادوں اور فتوحات کی منزل سے کھینچکر

اوس سیاسی عظمت پر پہنچانے والا تھا جو اکبر و اورنگ زیب کے جاہ و جلال سے سبقت لیجانے والی تھی۔''

دوسرا باب
قسمت کی نیرنگیاں
۱۷۶۱ - ۱۷۶۹

سرجان میلکام لکھتا ہے کہ "وینسٹارٹ کے چہار سالہ کمزور اور نامعقول دور سے بڑھ کر نفرت انگیز کوئی دور تاریخ ہند میں نہیں" میکالے اس سے بھی زیادہ سخت الفاظ میں لکھتا ہے کہ "کلائیو کے پہلے اور دوسرے دور کے وقفے میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام و ناموس پر جو دھبہ لگا ہے وہ حکومت کے سالہاسال کے انصاف اور اوسکی ہمدردی سے بھی پورے طور پر نہیں مٹ سکا" درحقیقت برطانیہ کے اقتدار اور اعزاز کو اس زمانے میں سخت صدمہ پہنچا۔ وینسٹارٹ بذات خود ایک خوش فہم آدمی تھا۔ نیت بھی اوسکی درست تھی قابلیت کے لحاظ سے بھی وہ اوسط درجے پر تھا لیکن اوسکے کیرکٹر میں قطعی زور نہ تھا۔ اور ہیسٹنگز ہی ایک ایسا شخص تھا جسکے کیرکٹر میں بھی زور تھا۔ غیر معمولی قابلیت بھی اوس میں تھی اور راستی اور اوسکا دامن بھی پاک تھا لیکن وینسٹارٹ کی مجلس کے خاص اراکین کے مقابلے میں وہ بلحاظ عمر و نیز بلحاظ ملازمت بہت جونیر تھا۔ کمپنی کے نامعقول دستور کے تحت میں جو کئی سال بعد وارن ہیسٹنگز کی حکومت کیلئے بھی باعث ننگ رہا بُرائی بھلائی کے تمام اختیارات مجلس کی کثرت کے ہاتھ میں تھے اور اوسکے صدر کو محض مساوی رائے کے وقت زائد رائے کا حق تھا۔ وینسٹارٹ اور وارن ہیسٹنگز کی اون اراکین کے مقابلے میں جنھیں اپنے ذاتی اغراض اور ذاتی مفاد کے سامنے کسی بات کی پروا نہ تھی کچھ نہ چلتی تھی۔

میر قاسم کا بنگال میں دور

میر قاسم نے اپنے دور کے پہلے سال میں اپنے مربی انگریزوں کی رضا و خوشنودی حاصل کرنیکی ہر ممکن کوشش کی۔ اوس نے میر جعفر کے پُرانے ساتھیوں کو نکال باہر کیا اور ناجائز طور پر جو دولت اونھوں نے حاصل کی تھی اوسکا بھی بہت کچھ حصہ اوس نے اون سے وصول کر لیا۔ محض اپنی باغی فوج کی ہی تنخواہ اوس نے ادا نہ کی بلکہ کمپنی کی فوجوں کی جو تنخواہ چڑھی ہوئی تھی اوسے بھی ادا کر دیا۔ جو رقم اوس نے کلکتے بھیجی اوسی کی بدولت مدراس کے انگریز فرانسیسیوں پر پورے طور پر حاوی آسکے۔ اپنی حکومت کے ہر شعبے میں اوس نے معقول اصلاحات کیں۔ جس سختی اور جس خوبی سے نواب میر قاسم نے اپنے دور کے ابتدائی دو سال میں انصاف کیا اور جیسے مفید اور قابل تعریف کاموں میں اوس نے اپنا روپیہ لگایا ایسا شاید ہی کبھی بنگال میں ہوا ہوگا

لیکن یہ امید افزا حالت تھوڑے ہی عرصے بعد مفقود ہوگئی۔ پٹنہ کے ہندو گورنر کو اوس کے انگریز دوستوں نے نواب پر چھوڑ دیا اور اوس نے اوس پر سرکاری روپیہ کے غبن کا الزام لگایا۔ بدقسمتی سے پٹنہ کا کارخانہ اوسوقت ایلس Ellis کے تحت میں تھا۔ کلکتے کی مجلس کا یہ بدترین انتخاب تھا یہ تند مزاج۔ بددماغ۔ سرپھرا اور بے اُصول شخص تھا معلوم ہوتا ہے کہ نواب کے عہدہ داروں اور کمپنی کے ملازموں میں نفاق ڈالنے اور بدمزگی پیدا کرنے میں اوسے خاص لطف آتا تھا۔ میر قاسم کو اپنے حلیف انگریزوں پر جنکی جسارت وگستاخی انکی بدکرداری اور تعدی سے کم نہ تھی شبہہ کرنے کا بہت جلد موقع مل گیا۔ جن حقوق ومراعات کا انگریزی تجار اور اونکے ہندوستانی دوست دعویٰ کرتے تھے وہ اس فرمانروا کی آنکھوں میں کھٹکتے تھے کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ جو بدذاتیاں اور بدمعاشیاں ہر جگہ انگریزی جھنڈے کے نیچے پھیلی ہوئی ہیں اون سے متواتر اسکی آمدنی میں خسارہ آرہا ہے۔

انگریزوں کی بے عنوانیاں

سابق معاہدوں کی رو سے بنگال کے ہر حصے میں انگریزوں کے ہر مال پر ہر قسم کا محصول معاف تھا دستک یا سند جس پر انگریزی گورنر کے دستخط ہوتے تھے اوسکے دکھانے سے مال کو بلا ادائی محصول گزرنے دیا جاتا تھا۔ کمپنی کے ملازمین کی ذاتی تجارت اس میں شامل نہ تھی اور اونکے ہندوستانی دوست تو کسی طرح بھی اس کے مستحق نہ ہوسکتے تھے۔ لیکن اس استثناء سے فریب اور خفیہ تجارت عام ہوگئی سراسر کمپنی کے ملازمین کا اس میں ہاتھ تھا۔ ہر ایک گماشتہ یا ہر دلال اور ہر وہ ہندوستانی جو ایک دستخط خاص کرسکتا یا کمپنی کا ایک جھنڈا کرایہ پر لے سکتا وہ اسی طریقے پر دھوکا دیکر ریاست کو نقصان پہنچا سکتا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کمپنی کا ادنیٰ ترین محرر ہندوستانی تاجروں کے ہاتھ سندیں فروخت کرکے دو تین ہزار روپیہ ماہانہ کما سکتا تھا۔

انگریزوں کے خلاف صرف یہی الزامات نہ تھے۔ نواب نے خود اپنے ایک مراسلے میں وینسٹارٹ کو لکھا کہ "تمام انگریز عہدہ دار اپنے گماشتوں۔ نائبوں ملازموں کے ذریعے سے حکومت کے ہر ضلع میں تعلقداروں۔ تحصیلداروں اور مجسٹریٹوں کی طرح کام کرتے ہیں ہر جگہ کمپنی کا جھنڈا نصب کردیتے ہیں اور میرے عہدہ داروں کو کوئی کام نہیں کرنے دیتے۔ اسکے علاوہ وہ ہر ضلع۔ ہر بازار۔ اور ہر گاؤں میں کمپنی کے گماشتے اور دوسرے لازم۔ تیل مچھلی۔ بھوسا۔ بانس۔ چانول۔ دھان۔ چھالیا اور دیگر اشیا کی تجارت کرتے ہیں۔ اور ہر شخص

وارن ہیسٹنگز کا دورہ اور اوسکے نتائج

جسکے پاس دستک ہوتی ہے وہ اپنے آپ کو کمپنی سے کم نہیں سمجھتا[1]۔ میر قاسم کے عہدہ داروں نے اون سر پھرے صاحب لوگوں کے خلاف بھی صدائے احتجاج بلند کی جو رعایا سے اپنی مرضی کے موافق اور اپنی مقرر کردہ قیمت پر جبرًا مال خریدتے تھے اور انکار کی حالت میں اونکے بیت لگاتے اور خود اپنے مقدمات میں آپ منصف بن کر بیٹھ جاتے تھے اور باقاعدہ عدالتوں کے احکام اور فیصلوں کی قطعی پروا نہ کرتے تھے۔

اپریل ۱۷۶۲ء میں پٹنہ کے راستے میں وارن ہیسٹنگز نے جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا اوسکی اطلاع گورنر کو کی۔ وہ یہ دیکھکر دنگ رہ گیا کہ ہر کشتی جو اوسکے سامنے سے گزری اوس پر کمپنی کا جھنڈا تھا۔ ساحل سے کچھ فاصلے پر جو کشتیاں دکھائی دیتی تھیں اون پر بھی وہ لہراتا ہوا نظر آتا تھا۔ جس گاؤں میں بھی وہ گیا اوس نے دوکانیں بند پائیں۔ تمام لوگ اس ڈر سے بھاگ گئے کہ انگریزی تجار اور اونکے ساتھی اون سے کہیں مزید مطالبات کرنے اور روپیہ وصول کرنے نہ آئے ہوں۔ جو کچھ اوس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور جسکے بارے میں اوس نے اپنا مزید اطمینان کیا اوس سے اوس نے یہ رائے قائم کی کہ اوسکے ہموطنوں کی بے عنوانیوں کی بدولت نہ نواب کو کچھ آمدنی ہوسکتی ہے نہ ملک میں امن قائم رہ سکتا ہے اور نہ انگریزوں کا قومی وقار۔ یہ اون بااختیار اور بدکردار لوگوں کی پرانی داستان ہے جو اپنے ہمسایوں کے ساتھ زبردستی کر رہے تھے جن میں اپنی کمزوری۔ بزدلی غفلت کی وجہ سے اونکے مقابلے کی تاب نہ تھی۔ ایک طرف تو تمدن و تہذیب کا زور غالب تھا جو بے رحمی سے اپنا کام کر رہا تھا دوسری طرف کمزور اور بزدلوں کا غول تھا جن کی کمر اغیار کے صدیوں کے مظالم۔ اپنے فرقوں کے تشدد اور گرم ملک کے پست ہمت کرنیوالے جغرافیائی اثرات سے ٹوٹ چکی تھی۔ بنگال کے باشندے دراصل اون بھیڑوں کے مانند تھے جو ہر اوس شخص کے نذر کیجا سکتی تھیں جو اونکی کھال تک کھینچکر پھینک دے۔

ہیسٹنگز کے دورے کا مقصد محض اس خاص شکایت کو دور کرنا نہ تھا بلکہ وینسٹارٹ نے اوسے اون معاملات میں ثالث بنا کر بھیجا تھا جو اوس وقت میر قاسم اور پٹنہ کے انگریزوں کے درمیان واقع ہو رہے تھے نواب نے اپنا دارالحکومت مرشدآباد سے مونگیر کو منتقل کر دیا تھا

[1] برٹش انڈیا مصنفہ مل۔ جلد چہارم فصل پنجم۔

جو دریا سے اونچائی پر واقع تھا چند یورپی نو واردوں کی مدد سے اوس نے یورپی قاعدے پر اپنی فوج کو ترتیب دینا شروع کر دیا تھا۔ نواب وزیر اودھ سے بھی اوس نے کچھ مراسلت شروع کر دی تھی۔ مونگیر کے محفوظ مقام میں توپیں ڈھالنے اور تفنگ تیار کرنیکی بھٹیاں اور کارخانے قائم کر دئے تھے جنکا تیار کیا ہوا مال کسی لحاظ سے یورپ کے مال سے گرا ہوا نہ ہوتا تھا۔ اسی عرصے میں ایلس نے اپنا تشدد جاری رکھا اس سے نواب میر قاسم کا روز افزوں غصہ اور بھی بھڑک گیا۔ کمپنی کے ایک ملازم کے ذاتی مال کو بلا محصول گزرنے سے روکنے پر ایلس نے نواب کے ایک عہدہ دار کو پکڑنے اور سزا دینے کی کوشش کی۔ اور دوسرے کو جس نے کمپنی کی بلا اجازت اپنے آقا کے لئے شورہ خریدا تھا گرفتار کر کے اور ہتکڑی اور بیڑیاں ڈلوا کر کلکتے بھجوا دیا۔ ۱۷۶۲ء کے اوائل میں چند فرار شدہ لوگوں کی تلاش کی غرض سے مونگیر کے قلعے کی تلاشی کے لئے اوس نے پٹنہ سے فوج بھیجدی۔ مقامی گورنر نے فوج کو داخل ہونے سے روکدیا۔ لیکن اونکے دو افسروں کو اپنے ساتھ لیکر تلاشی لینے کا وعدہ کیا۔ ایلس کو یہ امر اشتعال انگیز نظر آیا۔ فوجوں کو مونگیر میں جمے رہنے کا حکم دیا۔ دونوں فریق نے کلکتے اسکی شکایت کی اور وہاں سے وارن ہیسٹنگز بھیجا گیا کہ اگر ممکن ہو سکے تو وہ آپسمیں انہیں صلح کرا دے۔ سابیہرم پر نواب نے اوسے کہلا بھیجا کہ "آپکے ہمرکاب عہدہ دار مونگیر آ کر مفرور اشخاص کی تلاش بخوشی کر سکتے ہیں"۔ پٹنہ سے جو فوج اس کام کیلئے آئی تھی وہ واپس ہوگئی۔ بنگال میں دونوں طاقتوں کے اختیارات و مفاد کے تصادم سے جو خرابیاں پیدا ہو رہی تھیں اونکی مدافعت کے لئے وینسٹارٹ کے سفیر نے جو تجاویز پیش کیں میر قاسم نے اونھیں بھی قبول کرلیا۔ وارن ہیسٹنگز نے لکھا کہ "جب تک نواب کے اختیارات اور ہماری مراعات کے حدود مقرر نہ ہوں کسی خرابی کا بھی علاج نہیں ہو سکتا" لیکن ان حدود کی تشریح کے لئے جو تدبیر اختیار کی گئی اوسے وینسٹارٹ کے ساتھیوں نے انگریزی اقتدار کے لئے باعث ہتک اور کمپنی کے لئے مضر کہکر رد کر دیا۔ ہیسٹنگز کے سپرد جو کام کیا گیا تھا اوس کی ناکامی کو محسوس کر کے وہ تین ماہ بعد واپس ہو گیا لیکن اوس پر اوسکا کچھ الزام نہیں۔

نومبر ۱۷۶۲ء میں ہیسٹنگز دوبارہ مونگیر گیا۔ اس مرتبہ خود وینسٹارٹ اوسکے ساتھ تھا۔ وینسٹارٹ کو اب بھی اس امر کی توقع تھی کہ مجلس جس جنگ کے چھیڑنے پر تلی ہوئی ہے وہ ٹل سکتی ہے میر قاسم نے انکا نہایت معقول استقبال کیا۔ طرفین کچھ بحث و مباحثہ کے بعد اس پر متفق ہوئے کہ

ملازمین کمپنی کے مال پر بلحاظ قیمت نو فی صدی محصول لگایا جاوے اور جس جگہ وہ مال خرید کریں اون سے وہیں یہ وصول کرلیا جاوے ایک نہایت معقول اور بجا مطالبے میں یہ معمولی رعایت جو اوس نے کی اوس میں مجلس کی رائے نہ لی۔ اراکین مجلس اس پر آپے سے باہر ہو گئے۔ ملک کی عام بہتری کے لئے وہ اپنے ذاتی فائدے کو رتی بھر بھی ہاتھ سے جانے دینا گوارا نہ کرتے تھے مجوزہ تدابیر تمسخر کے ساتھ اوڑادی گئیں اور اونھیں قطعی رو کر دیا۔

میر قاسم نے اسکے جواب میں مارچ ۱۷۶۳ء میں بذریعۂ فرمان بنگال سے محصول کروڑ گیری اوٹھا دیا۔ مروجہ تجارتی ڈھنگ جو سراسر بے ایمانی پر مبنی تھا جس سے ہر قسم کے جعل و فریب کا بازار گرم تھا جس سے لوٹ مار مچی ہوئی تھی اور جسکی بدولت ہر قسم کا تشدد جاری تھا۔ نواب کی آمدنی کو نقصان پہنچ رہا تھا غیر ملکیوں کے ایک حریص طبقے کا پیٹ بھرا جاتا تھا اور رعایا تباہ ہو رہی تھی اوسکا یہی ایک علاج تھا۔ لیکن نواب کے خلاف جو اپنی رعایا کو اون حریفوں کے مساوی کرنا چاہتا تھا جنھیں ہر قسم کی مراعات حاصل تھیں اس سے اور بھی زیادہ صدائے احتجاج بلند ہوئی۔ وارن ہیسٹنگز اور وینسٹارٹ نے ہر چند سمجھانے کی کوشش کی کہ رعایا کو اپنے ملک میں اون شرائط پر تجارت کرنیکا یہ حق حاصل ہے جو مغربی ممالک کے چند نو واردوں نے اپنے واسطے قائم کرلی ہیں۔ لیکن اونکی سب کوششیں بے سود ہوئیں۔ مجلس نے کثرت رائے سے طے کردیا کہ میر قاسم نے اون لوگوں کے ساتھ جن کے ہاتھ میں اوسکی قسمت کا فیصلہ ہے جو حرکت کی ہے اوسکا مزہ اوسے اچھی طور پر چکھا دینا چاہئے ان میں سے دو رکن فوراً اس مضر فرمان کی منسوخی کا مطالبہ کرنیکے لئے روانہ ہوئے اور اسکے ساتھ ہی تمام کارخانوں اور قلعوں کو جنگ کی تیاری کے احکام بھیجدئے گئے۔ ایلیس کو اب اپنی مرضی کے موافق کام کرنیکی آزادی ملگئی جس سے اوسکے اور اوسکے عزیز ترین ساتھیوں کے بہت جلد مزاج بحال ہوگئے۔

نواب کو خطرے کا تو اندازہ ہو گیا لیکن اوس نے انگریزی سفیروں کے مطالبات کی تعمیل کرنے سے انکار کردیا۔ کلکتے کی طرف سے مایوس ہوکر اوس نے اودھ کے فرمانروا سے مدد چاہی۔ شہنشاہ شاہ عالم بھی اس وقت وہیں پناہ گزین تھے لیکن باوجود ایلیس کے مزید اشتعال کے وہ اپنے سابق حلیفوں سے جنگ کو ٹالتا رہا۔

جون میں اوس نے وینسٹارٹ کو لکھا کہ لا میں نے آپ کو کیا دھوکا دیا ہے۔ آپ کے

ساتھ کیا برائی کی ہے؟ نہ میر جعفر خاں کے خزانے کا دو تین کرور روپیہ میں ہضم کر گیا ہوں نہ میں نے کلکتے کی زمین کے بیگھے مار لئے ہیں اور نہ آپ کے کسی گماشتہ کو مقید کیا ہے۔ کیا نکو بڑا لالا خان کا قرضہ میں نے ادا نہیں کیا؟ کیا میں نے آپ حضرات سے اوسکی فوج کا سابق قرضہ کبھی طلب کیا؟ کیا آپ پر کمپنی کی فوجوں کا میں نے کبھی بار ڈالا؟ میں نے تو اپنے ملک کا ایک خطہ آپ کے حوالے کر دیا جسکی ایک کرور آمدنی ہے۔ کیا میں نے یہ سب کچھ اس لئے کیا تھا کہ دو تین مہینے بعد آپ کسی اور کو نظامت کی مسند پر بٹھا دیں؟"

وارن ہیسٹنگز پر دونوں طرف کی بوچھار

اس وقت وارن ہیسٹنگز پر مسئلۂ زیر بحث کی وجہ سے دونوں طرف کی بوچھار ہو رہی تھی۔ ایک طرف تو نواب اپنی پریشانی اور مخاصمت میں یہ کہہ رہا تھا کہ محض وارن ہیسٹنگز کی بدولت وہ ان تمام مصیبتوں میں پھنسا کیونکہ اوسی نے یہ رائے دی تھی کہ وہ انگریزوں کو اپنے موافق بنانے اور اونکے ہاتھوں سے حکومت کا تباہ کن عطیہ حاصل کرے دوسری طرف جون کے مہینے میں بھری مجلس میں اوسکے ایک ساتھی نے غصے میں آکر اوس پر یہ حملہ کیا کہ وہ کرایہ کے وکیل کی طرح جا و بیجا میر قاسم کی حمایت کرتا ہے۔ ان سخت الفاظ کے بعد ہیسٹنگز پر ایک چپت بھی پڑ گئی۔ بیٹسن (Batson) کو اپنی اس حرکت کی معافی مانگنی پڑی اور مجلس نے اوس سے خود معافی نامہ تحریر کرایا۔

ایلس کی بیاوقتی اور اوسکا حشر

چند مہینے قبل ہیسٹنگز نے اس بات کی سخت مخالفت کی تھی کہ ایلس جیسے سر پھرے اور تیز مزاج شخص کو ایسے نازک وقت میں وسیع اختیارات ہرگز نہیں دینے چاہئیں لیکن اسکی کسی نے کچھ پروا نہ کی۔ آیندہ واقعات سے اوسکے خیال کی تائید ہو گئی ایک انگریزی سوداگر اور کمپنی کے اسلحہ کی لدی ہوئی ایک کشتی کی گرفتاری سے ایلس آپے سے باہر ہو گیا۔ اور اوسکی وجہ سے جنگ چھڑ گئی۔ ۲۴ جون کی شب کو اوسکی فوج نے پٹنہ پر دھاوا کیا۔ اسکے جواب میں نواب نے بنگال کے تمام انگریزوں کی گرفتاری کا حکم دیدیا۔ کلکتے کی مجلس کا ایک رکن امیات (Amyalt) جو ایلس کا بڑا حامی تھا میر قاسم کے ایک عہدہ دار کے عدول حکم پر قتل کر دیا گیا جس آسانی سے پٹنہ پر قبضہ ہوا تھا اوسی آسانی سے اوسے انگریزوں کے ہاتھوں سے نکال لیا اور فاتح جو اپنے غصے سے بے قابو ہو چکا تھا ایلس اور اوسکے مونس اوسکے ہاتھ پڑ گئے۔

نواب سے جنگ اور اوسکا اخراج

اسکے بعد جو حملہ انگریزوں کی طرف سے ہوا وہ اونکی فوج کے لئے اتنا ہی قابل فخر تھا جتنا کہ اونکا سابق سہ سالہ دور اونکے لئے باعث ذلت تھا باوجود جولائی کی بارش کے

جرار میجر آدمس نے اپنی فتحمند مہم بنگال میں شروع کردی۔ پانچ ماہ کے اندر وہ اپنی یورپی و دیسی قلیل فوج کے ساتھ کلکتے سے کرمناسا پہنچ گیا۔ اپنی باقاعدہ فوج سے کئی گنی فوج کو دو لڑائیوں میں اوس نے پسپا کیا۔ چار مستحکم مقامات کو حملے یا محاصرے سے تسخیر کیا اور چار سو سے زیادہ بندوقوں پر قبضہ کیا۔ اتنے بڑے عذریں اور اس قدر مخالف حالات میں شاید ہی کبھی اس قدر شاندار فتح کسی کو حاصل ہوئی ہوگی۔ ۲ر اگست کو گیریا میں جو شکست میر قاسم کی فوج کی ہوئی اوسکے بعد اوسکے انتقام کی تشنگی کی سیری اون لوگوں کے خون سے ہی ہوسکتی تھی جو اوسکے ہاتھ لگ گئے تھے۔ متعدد امرا اور عہدہ دار جو انگریزوں کے حامی تھے قتل کردئے گئے سیٹھوں کے طبقے کے دو صراف گنگا میں پھینک دئے گئے۔ مونگیر کی تسخیر کے بعد اون انگریزی اسیروں کی قسمت کا بھی فیصلہ ہوگیا جنھیں اوس نے حفاظت سے پٹنہ میں مقید کردیا تھا والٹر رینہارڈ (Walter Renhardt) جو سومبر (sombre) کے نام سے انگریزوں میں مشہور ہے اور جسے ہندوستانی سومرو (Sumru) کہنے لگے وہ السیشیا (Alsatia) کا ایک نادار سوداگر تھا جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہتا تھا۔ بالآخر نواب بنگال کی فوج میں اوسے ایک اعلیٰ عہدہ ملا۔ یہ بدمعاش ایک مرتبہ انگریزوں کی فوجی ملازمت سے بھاگ نکلا تھا۔ اوس وقت اوس نے نہایت خوشی سے جلّاد کا کام جسے نواب کے دیسی عہدہ داروں نے انجام دینے سے انکار کردیا تھا اپنے ذمے لے لیا۔

۵ر اکتوبر ۱۷۶۳ء کو تقریباً ۱۴۸ اسیر جنھیں بیان کیا جاتا ہے کہ عورتیں اور بچے بھی شامل تھے سمرو کے سامنے اوس کے سپاہیوں نے قتل کردئے۔ اکثر اسیروں نے اینٹوں، بوتلوں اور جو چیز اونکے ہاتھ لگی اوس سے اپنی اپنی جان بچانے کی کوشش کی۔ اونکے جلادوں نے خود اس بات کی خواہش کی کہ ان ملزموں کو ہتیار دیدئے جاویں کیونکہ نہتوں پر ہاتھ اوٹھانا سپاہی کا کام نہیں۔ لیکن سمرو نے چند بڈھے ڈرانے والوں کو گراکر باقیماندہ کو اس نفرت انگیز کام کے انجام دینے پر مجبور کردیا۔ پچاس سے کچھ زیادہ سول و فوجی عہدہ دار ہلاک ہوئے ایلس بھی ان میں شامل تھا۔ پٹنہ میں جو اسیر مقید تھے ان میں سے صرف ایک ڈاکٹر فلرٹن (Fullerton) کی جان بخشی گئی اور وہ اوس کی فوج سے جو اوس طرف کوچ کررہی تھی جا ملا کشتوں کی لاشیں قریب کے ایک کنوئیں میں پھینکدی گئیں۔

ان میں سے ایک سسک رہا تھا اوسکو بھی نہ چھوڑا دوسری جگہ جو قتل ہوئے اون سب کو ملا کر کشتوں کی تعداد دو سو تک پہنچ گئی۔

۶ نومبر ۱۷۶۳ء کو آدمس کی بہادر فوج نے پٹنہ پر گولہ باری کی۔ ایک ہفتے بعد وہ شکست خوردہ اور دل شکستہ غنیم کا تعاقب کرتے دکھائی دی۔ آدمس کے کرمناسا پہنچنے سے قبل میر قاسم اور قصاب سمرو دونوں دریا کے راستے ہو کر شجاع الدولہ نواب وزیر اودھ کے یہاں پناہ گزین ہو گئے۔ موسم کی خرابی اور تکان سے تنگ آکر آدمس نے کمان سے دست برداری کی اور کلکتے واپس پہنچکر انتقال کیا۔

میر جعفر کا دور ثانی

اس عرصے میں ضعیف۔ کمزور برص کا مارا۔ سٹھا ہوا۔ میر جعفر اپنے سابق دار الحکومت میں مسند نشین کرا دیا گیا۔ اس سے جو شرائط کی گئیں اونکے بعد وہ اپنے مربیوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن کر رہ گیا۔ اوس نے اپنی رعایا پر تمام سابق محصول جاری کرنے اور کمپنی کے ملازمین کی تمام سابق مراعات کو برقرار رکھنے اور کمپنی کے تمام سرکاری و ذاتی نقصانات کا معاوضہ ادا کرنیکا وعدہ کیا۔ اندازے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان انتظامات میں وینسٹارٹ اور ہیسٹنگز کی کوئی شرکت نہیں ہوتی تھی یہ دونوں دیکھ رہے تھے کہ سابق اشتعال انگیز باتوں کے دوبارہ عود کر آنے سے جدید خطرات کے لئے مواد تیار ہو رہا ہے۔ وینسٹارٹ نے مجلس نظما کو اپنے مراسلے میں صاف لکھ دیا کہ "اس ملک میں ہمارے معاملات اس وقت ایک ایسی حد پر پہنچ گئے ہیں کہ وہاں اونکا برقرار رہنا ہرگز ممکن نہیں۔ خواہ اونھیں حد سے زیادہ تصور کیجئے یا حد سے کم اس ناجائز معاملے میں جو نقصانات ان سب کو اوٹھانے پڑے اور جنکا معاوضہ انھیں بعد میں ملا اوس میں شریک ہو کر ہیسٹنگز نے اپنے ہاتھ خراب نہ کئے۔

نواب وزیر اودھ اور شہنشاہ شاہ عالم کی میر قاسم کو اعانت

باوجود آدمس کی فتوحات کے جنگ ختم نہیں ہوئی تھی۔ نواب وزیر اودھ میر قاسم کی حمایت کے لئے کھڑا ہو گیا۔ ۱۷۶۴ء کے اوائل میں شجاع الدولہ شاہ عالم اور میر قاسم کے ساتھ ایک کثیر جرار فوج لیکر کرمناسا کی طرف بڑھا۔ ۳ مئی کو پٹنہ میں کئی گھنٹہ کی سخت لڑائی میں پسپا ہو کر بکسر واپس ہوا اور موسم باراں میں وہیں قیام کرنیکا ارادہ کیا۔ چند ماہ سے سپاہیوں میں جس شورش کے آثار دکھائی دیرہے تھے وہ چند مہینے بعد اسقدر بھیانک شکل میں ظہور پذیر ہوئے کہ میجر ہیکٹر منرو (Hector Munro) نے مجبوراً اونکے سرغنوں کو توپ سے اوڑا دیا اس سے غدر مچانے والوں کے مزاج بحال ہو گئے اور وہ اپنے کام پر واپس آگئے اور اکتوبر میں منرو

اپنی سات ہزار فوج کے ساتھ جس میں تقریباً کل دیسی سپاہی تھے اور اٹھائیس توپیں تھیں بکسر کی اہم مہم پر روانہ ہوا۔

جنگ بکسر

۲۳ اکتوبر ۱۷۶۴ء کو منرو نے شجاع الدولہ کی پانچ ہزار فوج پر جس میں سمرو کے باقاعدہ سپاہی اور ہزاروں افغانی سوار جو پانی پت کے میدان میں اپنی بہادری دکھا چکے تھے شامل تھے بکسر کے میدان میں شاندار فتح حاصل کرلی۔ اس شکست فاحش کے بعد شجاع کے تسخیر ہند کے حوصلوں اور میر قاسم کے انتقامی ولولوں کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ ہوگیا۔ منرو کی اس عظیم الشان فتح سے تسخیر الہ آباد کے لئے راستہ صاف ہوگیا اور اسکی بدولت شاہ عالم کو برائے نام محافظوں سے صلح کرنے اور حفاظت طلب کرنے اور آیندہ سال ایک غرضمند اور پریشان عرضی گزار کی حیثیت سے انگریزی خیمے میں جانیکی ضرورت پیش آئی۔ چند ماہ بعد میر قاسم اپنی جان بچاکر روہیلکھنڈ پہنچا اور بدکردار و بدنام سمرو جسے شجاع نے چھوڑنے کے لئے تیار تھا اور جسکی نہ اب وہ حفاظت کرسکتا تھا بھرت پور کے جاٹوں کے یہاں ملازمت کی کوشش کررہا تھا اور خود شجاع دو مرتبہ شکست کھانیکے بعد اندنوں کے حقیقی فاتحین سے اونکی پیش کردہ شرائط پر صلح کرنیکے لئے رضامند تھا۔

وارن ہیسٹنگز کا استعفا

جب منرو کی فتح کی خبر کلکتے پہنچی ہیسٹنگز نے مجلس کی رکنیت سے استعفا دیدیا اور وطن جانیکی تیاری کی۔ اوسکا چھوٹا لڑکا جسے وہ دو تین سال قبل یہاں سے روانہ کرچکا تھا اپنی چچی کے پاس جاں بلب تھا۔ محض میر قاسم سے جنگ چھڑ جانیکی وجہ سے وہ ۱۷۶۳ء کے وسط میں کمپنی کی ملازمت سے مستعفی نہ ہوسکا تھا۔ وینسٹارٹ بھی اپنی جگہ سے بہ خوشی سبکدوش ہوگیا کیونکہ اس سے اوسکے وقار میں تو کوئی اضافہ نہ ہوا تھا لیکن برخلاف اوسکے مصیبتوں کی کوئی انتہا نہ رہی تھی۔ ۱۷۶۴ء میں وہ وطن واپس ہوا اور دوسرے سال ہیسٹنگز بھی روانہ ہوگیا۔

ہندوستان میں پندرہ سال قیام کرنے کے بعد ہیسٹنگز اپنے ہم رتبہ نوابوں کے مقابلے میں ایک مفلس شخص تھا۔ معمولی رقم جو وہ جمع کرسکا تھا اون میں کا ایک پیسہ بھی کسی ایسے طریقے سے حاصل نہ ہوا تھا جسے اوس زمانے میں ناجائز یا خلاف قاعدہ کہا جاسکے۔ برخلاف اسکے دیسی نوابوں کی فیاضی سے مستفید ہوکر یا اونکی مجبوریوں سے فائدہ اوٹھاکر ڈریک۔ ہالول۔ کلائیو۔ کرناک سے شخص ایک ایک معاملے میں ہزاروں کے وارے نیارے

کرتے تھے ۔ کمپنی کے دوسرے ملازم دیسی سوداگروں عمال اور زمینداروں سے رشوت اور نذرانے وصول کر کے دولتمند بن جاتے تھے ہیسٹنگز کو اس بات کا فخر حاصل ہے کہ وہ اس قسم کے مروجہ ناجائز اور ذلیل طریقوں سے بالکل علحدہ رہا ۔ اس قدر خراب ماحول میں جو شخص رہتا اگر اوسے ہر طرح سے دولت سمیٹنے کی خواہش پیدا ہو جاتی تو کوئی تعجب نہ ہوتا ۔ ویسٹارٹ کا قابل ترین ساتھی اپنا وہ مقصد کبھی نہ بھولا تھا جو اوس نے اپنے بچپن ہی سا چرچل میں قرار دیا تھا ۔ لیکن وہ اپنی دیانت داری یا قابل فخر خودداری کی وجہ سے اوس دلدل سے پاک دامن نکل گیا جس میں اوسکے زمانے کے انگریز ہندوستان و نیز انگلستان میں پھنس جاتے تھے اس بات کا جسے میکالے نے نہایت صاف الفاظ میں ادا کیا ہے کامل یقین ہے کہ " اوس پر کبھی یہ الزام نہیں آیا کہ وہ اون مذموم باتوں میں شریک تھا جو اوس زمانے میں عام تھیں اور یہ بھی یقین ہے کہ اگر وہ ان میں شریک ہوتا تو اوسکے قابل اور بدترین دشمن جنہوں نے بعد میں اوس پر مقدمہ چلایا نہ اوسکا پتا لگانے میں ناکام رہتے اور نہ اوسکا اعلان کرنے میں چوکتے ۔

انگلستان میں اوسکا قیام

کلکتہ چھوڑنے سے قبل اوس نے البتہ اپنی بہن اہلیہ وو ڈمین (Mrs. Woodman) کو ایک ہزار پونڈ بھیجے تھے ۔ یہ اون تمام مصارف کا معاوضہ سمجھنا چاہئے جو اوسکے چھوٹے بچے جارج کی نگہداشت میں اوس کو لاحق ہوئے تھے ۔ انگلستان پہنچکر پہلی خبر اوسے اس بچے کے انتقال کی ملی ۔ اسکے علاوہ اپنی بیوہ پھوپی کے لئے اوس نے دو سو پونڈ سالانہ مقرر کر دئے تھے ۔ اپنے پس انداز کا زیادہ حصہ وہ بنگال ہی میں محفوظ کرا گیا تھا جو گلیگ (Gleig) کے بیان کے موافق کچھ عرصے بعد غائب ہو گیا ۔ آیندہ چار سال جو اوس نے انگلستان میں گزارے اونکے متعلق حالات کا بہت کم پتا چلتا ہے ۔ اوس زمانے میں اوسکا تعارف ڈاکٹر جانسن سے ہوا جو اوس سے پہلے سے واقف تھا اس ذاتی تعارف کے بعد اس بڑے آدمی کو جیسا کہ وہ خود لکھتا ہے اوسکی مزید واقفیت حاصل کرنیکی خواہش ہو گئی ۔ اوسکا علمی مذاق جس سے اوسکے مراسلوں اور یادداشتوں میں ایک خاص خوبی پیدا ہو گئی تھی اب وہ اوس زمانے کی نثر و نظم میں نمایاں ہونے لگا ۔

اپنے قیام کے پہلے موسم سرما میں اوس نے مجلس نظما سے دوبارہ ہندوستان میں تقرر چاہا لیکن کوشش بے سود ہوئی ۔ دوسرے سال ۱۷۶۶ء میں اوس نے پارلیمنٹ کی

ایک ذیلی مجلس کے روبرو جو ہندوستان کے معاملات کی تحقیق کے لئے قائم ہوئی تھی نہایت مفید اور بیباکانہ اظہار دیا۔

اسی زمانے میں اوس نے انڈیا ہاؤس میں ایک اسکیم پیش کی جسکی بناء پر چالیس سال بعد ہیلے بری (Hailaybery) میں کمپنی کے ملازمین کے لئے ایک ٹریننگ کالج قائم ہوا۔ اوس نے ایک تجویز یہ بھی پیش کی کہ انگلستان میں کسی مقام پر ایک ایسی درسگاہ کھولی جادے جہاں کمپنی کے ملازم ابتدا میں فارسی سیکھ سکیں جو اوس زمانے میں ہندوستان کی دفتری زبان تھی اور اس غرض کے لئے مشرق سے قابل اُستاد بلائے جاویں غالباً جانسن نے اس تجویز کو پسند کیا لیکن لیڈن ہال اسٹریٹ (Leaden Hall street) میں اسکی کچھ شنوائی ہوئی وہاں تو صرف کفایت کی ایک صدا ہمیشہ رہتی تھی۔

ہندوستان میں جو نقصانات اوسکے ہوئے اور جس فیاضی سے اوس نے وطن میں اپنے عزیزوں پر روپیہ صرف کیا اوسکی وجہ سے ہیسٹنگز کو بہت جلد مالی مشکلات پیش آگئیں۔ ملازمت کے لئے اوس نے دوبارہ جو درخواست کی وہ بے سود نہ ہوئی۔ ۱۷۶۸ء میں مجلس نظما کو ایک ایسے معتبر شخص کی تلاش تھی جو مدراس کی مالی حالت سنبھالدے لہذا اونھوں نے ڈوپرے (Dupre) کی ماتحتی میں اوسے مدراس کی مجلس کا رکن مقرر کردیا اور مجلس مذکور اور اوسکے صدر کو اوسکے بارے میں تحریر کیا کہ "یہ ایک شریف آدمی ہے جس نے بنگال میں کئی سال تک نہایت قابلیت اور دیانتداری سے کام انجام دیا ہے" ڈیوک آف گریفٹن جہاز پر ۱۷۶۹ء کے اوائل میں وہ ڈوور سے مدراس روانہ ہوا۔ اوس نے اپنے عزیزوں کو اپنی فیاضی سے محروم نہ کیا تھا لہذا چلتے وقت اپنے سفر خرچ کے لئے اوسے روپیہ قرض لینا پڑا۔

شہنشاہ شاہ عالم سے کمپنی کا معاہدہ

گزشتہ چار سال میں کمپنی کے معاملات ہندوستان میں نہایت پیچیدہ اور خطرناک ہو گئے تھے۔ مئی ۱۷۶۵ء میں لارڈ کلائیو فورٹ ولیم کے گورنر اور سپہ سالار کی حیثیت سے ہگلی میں داخل ہوا۔ اس وقت تک کرناک نے مرہٹوں کو جمنا پار بھگا دیا تھا اور فرمانروائے اودھ کو فاتحین کی شرائط پر صلح کرنے پر مجبور کردیا تھا۔ خود کلائیو نے پہنچکر شجاع سے جو صلح کی اوسکے مطابق اوس نے پچاس لاکھ روپے بطور تاوان کے ادا کردیے۔ کمپنی کے ملازمین کو بلا ادائی محصول اپنی سلطنت میں تجارت کی اجازت دینے اور اضلاع کوڑہ والہ آباد کو اپنے سردار شہنشاہ شاہ عالم کے حوالے کرنے کا وعدہ کیا۔ چھبیس لاکھ روپیہ سالانہ اور ان اضلاع کے معاوضہ میں بے خانماں شہنشاہ نے

بذریعہ فرمان کمپنی کو بنگال ۔ بہار و اوڑیسہ کی دیوانی یا بہ الفاظ دیگر اس قدر وسیع علاقے کی حقیقی حکومت عطا کردی جو بلحاظ آبادی و رقبہ برطانوی جزائر کے برابر تھا اور جسکی آمدنی تین ملیون پونڈ سالانہ تھی ۔

اس فرمان کے ذریعہ سے جو ایک ایسی سلطنت کے برائے نام شہنشاہ نے عطا کیا تھا جسکا شیرازہ بکھر چکا تھا کمپنی نے اپنی ملکیت کی حقیقی وسعت کو پوشیدہ کرلیا جسدن میر جعفر بنگال کی مسند پر بیٹھا اوسی دن سے عنان حکومت درحقیقت انگریزوں کے ہاتھ میں آگئی لیکن ایک تجارتی کمپنی کا ایک بڑی سیاسی طاقت میں مبدل ہوجانا اس فرمان کے ذریعہ سے کچھ دنوں کے لئے چھپ گیا ۔ فرمانروا برائے نام اپنا دربار مرشدآباد میں کرتا رہا اور اپنے عہدہ داروں کے ذریعے سے ظاہری طور پر حکومت بھی کرتا رہا کمپنی نے اسکے ساتھ ملکر اپنی فوج سے امن برقرار رکھا اور مالیات کا انتظام کیا ۔

۱۷۶۵ء میں میر جعفر کے انتقال کے بعد اس مضحکہ خیز مسند پر اوسکا بیٹا نجم الدولہ جسکے بیکس باپ کو یہ لوگ لوٹ رہے تھے بٹھا دیا گیا ۔ اسپنسر (Spencer) اور اوسکی مجلس کے دیگر اراکین نے جدید نواب سے روپیہ گھسیٹ کر اپنی جیبیں گرم کرنیکا معقول انتظام کرلیا ۔ مرشدآباد کے خستہ حال خزانہ سے بیس لاکھ روپیہ اونکو دیا گیا ۔

کلائیو کے دوبارہ آنے کے بعد اور اوسکے قیام تک اس قسم کی زیادتیوں کی روک تھام رہی لیکن اپنا کام ختم کرنے سے قبل ہی وہ اپنی علالت کی وجہ سے ۱۷۶۷ء میں واپس ہوگیا تاہم اس دو سال کے عرصے میں اوس نے اپنے بددل آقاؤں کے معاملات کو سنبھالنے اور اونکے نام و ناموس کو دوبارہ قائم کرنیکے لئے بہت کچھ کردیا تھا ۔ اوس نے عزفمند مغل شہنشاہ سے فرمان حاصل کرکے کمپنی کے سوداگروں کو بنگال کا فرمانروا بنا دیا اور فرمانروائے اودھ کو اوسکا مفتوحہ علاقہ واپس کرکے ایک خطرناک غنیم کو ایک مطیع حلیف بنالیا اور اپنے استقلال ۔ اپنی جرأت اور اپنی قوت ارادی سے کام لیکر انگریزی عہدہ داروں کی بغاوت کو فرو کیا اور مجلس میں جو مخالفت اوسکی ہوئی اوس پر غالب آتا رہا باوجود خود غرض طبقوں کے جن میں وہ گھرا ہوا تھا اور باوجود انگلستان کی ناکافی امداد کے اوس نے کمپنی کی چند نمایاں خرابیوں کی تو قطعی بیخ کنی کردی اور باقی میں قدرے اصلاح کی ۔ فضول اخراجات میں کمی کی اور جو کچھ بھی ایک شخص اون حالات میں حکومت کی بے عنوانی ۔ رشوت ستانی ۔ ظلم و تشدد اور سابق پانچ سال کی بالی علیطیونکی

ہیسٹنگز اور سفر میں ایک حادثہ

مدافعت کے لئے کرسکتا تھا اوس نے وہ کر دکھایا۔

مدراس کے سفر میں ہیسٹنگز سخت علیل ہوگیا اوسکی تیمارداری ایک شوہردار عورت نے کی جو نوعمر۔ خوبصورت۔ دلکش اور سلیقہ شعار تھی۔ اوسکا شوہر بیرن اِمہاف (Baron Imhoff) ایک غریب مگر شریف جرمن تھا جو ملازمت کی تلاش میں مدراس جارہا تھا اہلیۂ اِمہاف سے ہیسٹنگز کا روزافزوں اخلاص عشق میں مبدل ہوگیا۔ اِمہاف کو اپنی غرض یا غالباً اپنی نیکی سے اس بدنمائی کو چھپانے اور اوس سے فائدہ اوٹھانے کا خیال ہوگیا۔ اس میں اِمہاف کی بیوی کے احساسات کا کتنا اثر تھا ایک بحث طلب مسئلہ ہے۔ بہرحال خود ان میاں بیوی میں یہ قرار پایا کہ اہلیۂ اِمہاف ہیسٹنگز کے روپیہ سے طلاق کا مقدمہ دائر کرے اور تا فیصلۂ عدالت وہ دونوں بدستور میاں بیوی رہیں۔ گلیگ ہمیں یقین دلاتا ہے کہ اِمہاف اور اوسکی بیوی دونوں اول مدراس میں اور اوسکے بعد کلکتے میں نیک نامی سے رہے'' اور میکالے معزز پادری سے اتفاق کرکے اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے کہ ''ہیسٹنگز کے دیگر احساسات کی طرح اوسکی محبت بھی کچھ کم صبر آزما نہ تھی۔ کم از کم اسکا تو یقین ہے کہ ضبط کا مادہ اور صنفِ نازک کی پاسداری دونوں ہیسٹنگز کے کیرکٹر میں نمایاں طور پر موجود تھے۔

تیسرا باب

مدراس کے انگریزوں کا حال

۱۷۷۲-۱۷۶۹

سنہ ۱۷۶۹ء میں جب وارن ہیسٹنگز مدراس پہنچا تو اوسکا جدید سردار ڈوپیرے لارنس پالک (Palk) کی جگہ فورٹ سینٹ جارج کا گورنر مقرر ہو چکا تھا۔ صلح پیرس سنہ ۱۷۶۳ء کے بموجب پانڈیچری فرانسیسیوں کو واپس مل چکا تھا جسکے معاوضے میں اونھوں نے انگریزوں کے نیک دوست محمد علی کو کرناٹک کا نواب تسلیم کرلیا تھا اور دونوں قوموں نے متفقہ طور پر نواب نظام الملک کو دکن کا حقیقی فرمانروا مان لیا تھا۔ اسکے بعد کرناٹک کے نواب صاحب اپنے انگریز دوستوں کے بل بوتے پر حکومت کرتے تھے انگریزوں نے نواب کی ریاست کی حفاظت اپنے ذمہ لے لی تھی اور اندرونی معاملات کے بگاڑنے کا کام نواب پر ہی چھوڑ دیا تھا۔ سنہ ۱۷۶۵ء میں پالک کی درخواست پر کلائیو نے ایک شاہی فرمان حاصل کیا جسکی رو سے کمپنی کو شمالی سرکار پر شاہی اختیارات حاصل ہوئے اور کرناٹک کا نواب حیدرآباد کی ماتحتی سے علیحدہ ہوگیا۔ اس طرح پانڈیچری کی تسخیر کے بعد سے پانچ سال کی مدت میں ایسٹ انڈیا کمپنی جنوبی ہند کے مشرقی ساحل پر اوڑیسہ سے لیکر راس کماری تک ایک اعلیٰ قوت بن گئی۔

نواب نظام الملک ایسے معاہدہ کو جسکی رو سے مقبوضہ اضلاع پر اونکے حقوق کو نظر انداز کیا گیا تھا ہرگز تسلیم کرنیکے لئے تیار نہ ہوئے جنگ کی دھمکی سے اور اپنے خالی خزانے سے گھبرا کر مجلس مدراس نے شمالی سرکار کے بارے میں نواب نظام الملک بہادر کو خراج دینے اور ضرورت کے وقت اونکی فوجی امداد کرنیکا وعدہ کرلیا۔ اوسکا وقت بھی عنقریب آنیوالا تھا۔ حیدر علی ایک خوش قسمت مسلمان سپاہی تھا جو اپنی زبردست قوت ارادی۔ استقلال اور جرأت اور اپنی لاثانی سازشی طبیعت کے زور سے میسور کی ہندو ریاست میں جو مشرقی گھاٹ کے گھنے جنگلوں کے پیچھے واقع ہے اعلیٰ ترین عہدے پر پہنچ گیا اور بالآخر ریاست کو غصب کرکے خود وہاں کا فرمانروا بن گیا۔ چند سال سے وہ ملابار کے حکمرانوں نیز مرہٹوں اور نواب نظام الملک کے علاقوں پر ہاتھ مار کر اپنے خزانے اور اپنی سرحدیں اضافہ کر رہا تھا۔

حیدر علی کا عروج

آخر کار نواب نظام الملک نے اوس کی روز افزوں طاقت سے مشتعل ہو کر پیشوا مادھوراؤ کی مدد سے جسکا نامور باپ بالاجی پانی پت کی شکست سے خوف کھا کر مر گیا تھا اوس کے خلاف جنگ کرنے کا ارادہ کیا۔

سنہ ۱۷۶۷ء میں مرہٹوں کی ایک بڑی فوج نے میسور پر حملہ کیا حیدر علی نے ایک کثیر رقم دیکر اول مرہٹوں کو اپنے ساتھ ملا لیا اور بعد میں نواب نظام الملک کو اس بات پر راضی کر لیا کہ وہ اوسکے ساتھ ملکر مدراس کی فوج پر جو اونھیں کی مدد کے لئے آرہی تھی حملہ کریں بہر حال کرنل اسمتھ اور اوسکی قلیل مگر بہادر فوج ضرورت کے لئے کافی ثابت ہوئی۔ دو بڑی فتحوں کے بعد جو کثیر فوج کے مقابلے میں حاصل ہوئیں، کرناٹک تمام حملہ آوروں سے پاک ہو گیا اور نواب نظام الملک نے مجبوراً صلح چاہی جس معاہدہ کا اس بری طرح سے خاتمہ ہو چکا تھا یاٹک کی مجلس نے دوبارہ اسکی تجدید کر لی اور اس مرتبہ پہلے سے بھی بدتر شرائط اوس میں شریک کر دی گئیں۔ اور ایک ایسے حلیف کیلئے جس سے وہ دو مرتبہ دھوکا کھا چکے تھے میسور کے خوفناک۔ چالاک اور وزائع والے سلطان سے لڑنیکا عہد کر لیا کمپنی ایک ایسے دشمن کے مقابلہ میں گراں بار اور طولانی جنگ میں پھنس گئی جو اون تمام دشمنوں کے مقابلے میں جن سے انگریزوں کو جنوبی ہند میں سابقہ پڑا تھا قوی اور قابل ترین تھا۔

مجلس نظماء نے ملازمین مدراس کے اس اصول مداخلت کی سختی سے مخالفت کی اور اونھیں مزید تنبیہ کی کہ اونکا کام ہندوستان میں خدائی فوجدار بنکر رہنا نہیں جیسے حیدر علی یا نواب نظام الملک کی مکمل تباہی اونکے لئے ہر گز مفید نہیں ہو سکتی جبکہ مرہٹے جنکا اونھیں حیدر علی سے زیادہ خوف ہے ہندوستان پر دست درازی کرنیکے لئے آزاد ہیں۔ اونکا کام یہ ہونا چاہئے کہ وہ دیسی ریاستوں کے جھگڑوں سے بالکل علیحدہ رہیں۔ نواب نظام الملک سے جو معاہدہ اون علاقوں کے بارے میں کیا گیا تھا۔ جو اوس وقت تک فرمانروائے میسور کے تحت میں تھے اوسکی مخالفت اونھوں نے نہایت پر زور الفاظ میں کی۔ اور اونکے ملازمین نے جو دولت اس زمانے میں جمع کی تھی اوس سے اون کے نزدیک اس عام خیال کی مزید تائید ہو گئی کہ امر مسلمہ۔ عہد ناموں اور معاہدوں کا جوش سرکاری مفاد کے لئے نہیں بلکہ محض اونکے ذاتی اغراض کے لئے ہے۔

اس عرصے میں حیدر علی سے جسکو اوسکے دشمن حقارت سے نائک کہتے تھے کئی ماہ تک جنگ جاری رہی جس میں اکثر پانسہ پلٹتا رہا۔ ساحل ملابار پر جو اوسکے مستحکم مقامات تھے

اون پر بمبئی کی فوج نے ایک مرتبہ قبضہ کرلیا اور تھوڑے ہی عرصے بعد حیدر علی کی بے صبر جرأت نے اوسے واپس لے لیا۔ مشرقی سرحد پر اسمتھ نے اوسکا ایسا ناطقہ بند کیا کہ ۱۷۶۸ء کے اختتام سے قبل ہی اوس نے صلح کی خواہش کی جسے پانک کی مجلس نے ناعاقبت اندیشی سے رد کردیا۔ اسکے بعد حملہ آوروں پر جنکی کمان اس وقت اسمتھ کے پاس نہ تھی اوس نے نہایت سختی سے حملہ کرکے اونہیں سرحد سے نکال باہر کیا اور اپنے سواروں کا ایک دل کا دل کرناٹک میں طوفان برپا کرنیکے لئے بھیجدیا۔

اسمتھ نے ایک مرتبہ اوراوسے چنگلپٹ (Chingulput) کی طرف پسپا کیا لیکن اس جرار قزاق نے ابھی اپنے پورے داؤں نہ کھیلے تھے۔ اوس نے اپنے غنیم کو آہستہ آہستہ اپنے تعاقب میں جنوب کی طرف کھینچ لیا اور اپنے توپ خانے اور پیدل کو پانڈیچری کی ایک پہاڑی کے قریب چھوڑدیا اور خود اپنے چیدہ چھ ہزار سوار لیکر مدراس پر جادھمکا اسمتھ کے پہنچنے سے قبل ہی اوس نے اپنا کام کرلیا اور سینٹ تھامس پہاڑ پر جو مدراس سے دکھائی دیتا ہے پڑاؤ ڈالکر مدراس کی مجلس کو پیغام بھیجا کہ وہ صلح کے لئے تیار ہے۔ اس پیغام کی بنا پر ڈوپرے جو ایک دانشمند سردار اور مجلس کا رکن تھا اوس سے دوستانہ طور پر گفتگو کرنیکے لئے گیا۔ ۳ر اپریل ۱۷۶۹ء کو حیدر علی نے صلح نامے پر دستخط کئے جس میں اوسکی دی ہوئی شرطیں حرف بہ حرف درج ہوئیں اونکی رو سے وہ اپنی سابق فتوحات کا مالک برقرار رہا اور فریقین سے ہر ایک نے دوسرے کی ضرورت کے وقت مدد کرنیکا وعدہ کیا۔ جب اس جنگ کا جس میں کمپنی اس قدر بے پروائی سے اون مقاصد کے لئے شریک ہوئی جو اوسکے حدود و ذرائع سے بہت بڑھے ہوئے تھے یہ شرمناک اور بے سود نتیجہ نکلا تو پانک کی مجلس نے روپیہ کی کمی اور دیسی حلیفوں کی بزدلی اسکے خاص اسباب ٹھہرائے۔

اگر حیدر علی نے اپنے جدید حلیفوں پر کچھ اعتماد کیا تھا تو بہت جلد اوسے مایوسی ہوگئی۔ حیدر علی نے پونا کے پیشوا کو خراج دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اوسکے روکنے کی سزا دینے کیلئے مرہٹوں کی ایک کثیر فوج نے ۱۷۷۰ء میں میسور پر حملہ کیا۔ کثیر تعداد اور اعلیٰ سرداری کے مقابلے میں حیدر علی کی کوئی چال نہ چلنے پائی اور محض مرہٹوں کی طمع زر کی بدولت اوس کا دارالحکومت سرنگاپٹم اونکے ہاتھوں سے بچ سکا۔ اس مصیبت میں پھنسنے کے بعد حیدر علی نے مدراس سے مدد چاہی۔ ڈوپرے اور اوسکے ساتھیوں نے اسکی پابندی اپنے اوپر لازم سمجھی

لیکن سر جان لنڈ سے (Sir John Lindsay) جو شاہ جارج کے سفیر کی حیثیت سے نواب کرناٹک کے پاس آیا ہوا تھا اوس نے محمد علی کو اوسکے انگریز مربیوں کے خلاف اوبھار دیا اور نواب نے حیدر علی کی مخاصمت میں اوسکے دشمنوں سے مل جانیکا قصد کرلیا۔ آخر میں نواب نے اسکا توخیال چھوڑ دیا لیکن اوس سے اوسے اس قدر نفرت تھی کہ اوسکا ساتھ دینے کے لئے وہ کسی طرح آمادہ نہ ہوا اور بغیر اوسکی مدد کے ڈوپلے اپنے حلیف کے ساتھ جسکی اعانت کا وہ حلف اوٹھا چکا تھا کچھ نہ کرسکتا تھا۔ سرنگا پٹم میں محصور ہوجانے اور باہر سے کسی امداد کی توقع نہ رہنے کے بعد میسور کے مغرور فرمانروا کو مجبوراً صلح کرنی پڑی جسکی رو سے تقریباً نصف سلطنت اوسکے ہاتھ سے نکل گئی اور خزانے سے اوسے ایک کثیر رقم جرمانے کی ادا کرنی پڑی۔ اوس نے انگریزوں کی اس حرکت کو جسے اوس نے بزدلانہ عہد شکنی کہا کبھی معاف نہ کیا۔

وارن ہیسٹنگز کا مجلس میں دوسرا رتبہ تھا اور کمپنی کے انتظامی معاملات کے لئے جو مخصوص مجلس تھی اوسکا بھی وہ رکن تھا اندازے سے معلوم ہوتا ہے کہ خارجی پالیسی کے معاملات میں اوس نے ہمیشہ اعتدال پسندی کا طرز اختیار کیا لیکن اوس کے خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجلس فورٹ سینٹ جارج کے اختیارات میں بادشاہ کے ارکاٹ والے سفیر کی مداخلت کو اوس نے کس قدر ناپسند کیا۔ اوس نے خیال کیا کہ اوسکے ہموطن جو ہندوستان میں مقیم ہیں اونکی یہ بدقسمتی ہے کہ اونکے بادشاہ کا سفیر مجلس مدراس اور نواب کے درمیان جسکا تمام دارومدار اس مجلس کی اعانت پر ہے اس طرح مخالفت کا بیج بو کر کمپنی کے عہدہ داروں کے بہترین کاموں پر پانی پھیر دے۔ یہ سچ ہے کہ لنڈ سے کے جانشین سر رابرٹ ہارلینڈ کو حکومت مدراس سے ملکر کام کرنے کی ہدایت کردی گئی تھی لیکن نواب محمد علی کے دربار میں جو اقتدار اوسے حاصل تھا اوسکا تصادم کمپنی کے اختیارات سے ہونا لازم تھا حالانکہ اوسکا خاص فرض کمپنی کا اقتدار اور اوسکا اعزاز بڑھانا تھا ہارلینڈ کو جو غیر ضروری اور نامناسب اختیارات دئے گئے تھے اون میں وارن ہیسٹنگز کو بجز نقصان کے کچھ فائدہ نظر نہ آتا تھا۔ اوسکے نزدیک اس قسم کے اختیارات کا منشا برطانوی مقبوضات کو بڑھانا یا قومی اعزاز و اقتدار میں اضافہ کرنا نہ معلوم ہوتا تھا بلکہ اونکا خاص اور بدیہی مقصد یہ معلوم ہوتا تھا کہ رعایا کو پریشان کیا جاوے اور اون ہاتھوں کو کمزور کیا جاوے جنکے زور سے اوسکا اقتدار قائم ہے جبتک کہ بادشاہ کا

بادشاہ کے سفیر کا کمپنی کے اختیارات سے تصادم

وزیر واپس نہ بلا لیا جاوے کمپنی کے سنبھلنے کی کوئی توقع نہ ہو سکتی تھی۔ وہ لکھتا ہے کہ اوسکے ہونے سے قطعی کوئی فائدہ نہیں۔ نواب کو کمپنی کے خلاف فساد و ابھارتا ہے اور جو کچھ دقتیں آپکو پیش آچکی ہیں اور مالیات میں جو دقتیں آیندہ پیش آنے والی ہیں اون سب کی جڑ وہی ہے۔"

یہ مراسلہ سر جارج کولبروک (Sir George Colebrooke) کو لکھا گیا تھا جو اوس وقت مجلس نظما کا صدر تھا۔ ایک وفادار ملازم کی حیثیت سے اوس نے اس بات پر زور دیا کہ پارلینڈ کے واپس بلانے کے بعد ہی کمپنی کے ہاتھ کرناٹک کو سنبھالنے کے لئے کھل سکتے ہیں اور اسکے بعد میں کمپنی کو اپنی فوجی فتوحات کا ثمرہ نصیب ہو سکتا ہے۔ اسوقت کمپنی کا سراسر نقصان ہے اور فائدہ سارا نواب کو ہے۔" سلوین (Sulvian) جو کمپنی کا ایک ناظم تھا اوسے وہ بطور شکایت کے لکھتا ہے کہ نواب کے دربار میں جو اسکاٹلینڈ والے ہیں اونھوں نے مدراس میں آفت برپا کر رکھی ہے۔ نواب کو ہماری حکومت سے وہ حسد دلاتے ہیں اور شرارت کی راہ سے مدراس کی تمام لغو اور بے بنیاد افواہوں سے اوسے مشتعل کرتے ہیں اور اوسکے تمام تحریری حربوں میں اوسے مدد دیتے ہیں۔ گزشتہ دو سال میں جو خطوط اوس نے لکھے وہ درحقیقت ایسے ہی ہیں۔"

باوجود ان تمام بدیہی اور معقول شکایات کے ہیسٹنگز نے نواب اور ڈوپرے کی مجلس کے مسئلوں میں اپنا ایسا معقول طرز رکھا کہ جب وہ کلکتے کو روانہ ہوا تو نواب نے اظہار عقیدت مندی کیا۔ اوسکا شکریہ ادا کیا اور اس بات کا اوسے یقین دلایا کہ اپنے تمام کاموں میں اوسکے طرز عمل کو اونھوں نے ہمیشہ قابل اطمینان پایا۔ ہیسٹنگز لکھتا ہے کہ یہ ایک اس قدر بڑی اعزازی سند ہے کہ صداقت اور صفائی قلب کے ساتھ میں اپنے کو اسکا مستحق نہیں سمجھتا لیکن بلا کم و کاست یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے بجز اپنے آقاؤں کے مفاد کی حفاظت کے اوسکے مفاد کی کبھی مخالفت نہیں کی۔ اپنے آقاؤں کی اعلیٰ خدمت اور وفاداری اوسکا خاص مسلک رہا اور اپنے عہد گورنری کے پرشور زمانے اور تاریک و مشکل ترین کاموں میں بھی وہ اسی پر کاربند رہا۔

ہیسٹنگز کا خاص کام

اپنے اعتدال پسند مسلک اور مفید اثر سے وہ حکام مدراس اور اونکے حریفوں کے ذاتی مفاد کی کشمکش کو دباتا رہا اور جو کام خاص طور پر اوسکے تفویض ہوا تھا اوسے نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے انجام دیتا رہا۔ اپنے عہدے کی رو سے وہ برآمد کے گودام کا محافظ تھا

اس اہم کام کو اوسکا پیشہ وایک نائب کے توسط سے انجام دیتا تھا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ریشم اور روئی کے مال میں جو روپیہ لگایا جاتا تھا اوسکی قطعی نگرانی نہ ہوئی تھی اور جو مال ولایت روانہ کیا جاتا تھا اوسمیں دیسی ٹھیکہ داروں کی شرارت کی وجہ سے صاف صاف تنزل محسوس ہونے لگا تھا۔ ہیسٹنگز نے ان خرابیوں کی جنکی بدولت ایک اہم تجارت معرض خطر میں دکھائی دیتی تھی دور کرنیکا تہیہ کر لیا۔

یہ کام جو اوس نے اپنے اوپر لیا وہ کوئی آسان کام نہ تھا لیکن بنگال کا سابق تجربہ اوسکے خوب کام آیا۔ اول اوس نے نہایت سختی سے ہندوستانی دلالوں کے تشدد کو روکا جو وہ غریب جولاہوں پر کرتے تھے؛ دو جن سے اس قسم کی شرائط پر کام لیتے تھے کہ وہ روز بروز مقروض ہو کر مصیبت میں پھنستے جاتے تھے اونکی حالت اس قدر خراب ہو گئی تھی کہ شہری اسرائیلیوں کی طرح مظلوم نظر آتے تھے ہیسٹنگز کے مدراس چھوڑنے سے قبل ریشم اور روئی کے گٹھوں میں جو انگلستان روانہ کئے جاتے تھے ترقی محسوس ہونے لگی ہیسٹنگز نے مدراس کے روپیہ کو تجارتی اصولوں پر لگانیکے لئے ایک معقول تجویز مجلس نظما کو روانہ کی۔ اسکی نصیحت پر فوراً عمل کر کے اونھوں نے برآمد کے گودام کی نگرانی اور دیگر فرائض متعلقہ ایک علحدہ تجربہ کار عہدہ دار کے تفویض کر دئے اور محرروں کا ایک عملہ اوسکو دیا۔ اس عہدہ دار کو اختیار دیدیا گیا کہ وہ تمام ٹھیکہ داروں اور دلالوں کو علحدہ کر کے اپنی پسند کے آدمی رکھ لے جو جولاہوں کے چودھریوں سے راست معاملہ کر سکیں اور اونھیں خاص شرائط دیکر اون سے یہ عہد لے سکیں کہ وہ کسی اور سے معاملہ نہیں کریں گے۔

اس خدمت کے صلے میں ہیسٹنگز کو ساحلی مقبوضات سے اپنے آیندہ کارناموں کے میدان میں منتقل ہونیکا بہت جلد موقع مل گیا۔ گزشتہ چند سال سے یعنی کلائیو کی واپسی کے بعد سے ورلسیٹ اور کارٹیر کی کمزور حکومت تک کمپنی کی طاقت بنگال میں گھٹتی جاتی تھی اور سابق بدنظمی کے آثار نمایاں ہو رہے تھے زرخیز ولایتیں جنھیں کلائیو کی تلوار نے فتح کیا تھا اور جنھیں اوسکی مدبری نے بعد میں مستحکم بھی کر دیا تھا ہندوستانی حکام کے تحت میں تھیں جو ایک برائے نام اور وظیفہ خوار فرمانروا کی حیثیت سے عضو معطل کی طرح مرشد آباد میں پڑا ہوا تھا اپنے ہموطنوں کو ہی لوٹتے تھے۔ اور فوجداروں۔ عاملوں۔ سرداروں اور اسی قسم کے دیگر اعلیٰ طبقوں کے جتھے اون درختوں کی طرح جو دوسرے درختوں کی قوت سے پرورش پاتے ہیں رعایا کا خون چوس رہے تھے اور جو آمدنی کمپنی کے لئے مخصوص تھی اوسے خود ہضم کر جاتے تھے۔ جوان

بے عنوانیوں کے روکنے کے لئے ۱۷۶۹ء میں انگریز نگراں مقرر ہوئے اونکے بارے میں خود ہیسٹنگز لکھتا ہے کہ "ملازمت کے وہ مبتدی تھے۔ آپ کو اونھوں نے فرمانروا بنالیا اور رعایا کے بڑے سخت فرمانروا بنے" انکی ناتجربہ کاری اور ناواقفیت یا حرص کی وجہ سے جو مصیبتیں پیش آئیں اونکا تدارک مرشد آباد کی مجلس مال اپنی کمزوری یا اپنی بددیانتی کی وجہ سے قطعاً نہ کرسکی۔

بنگال کی خستہ حالت

خود کلکتے کی مجلس کی حالت اچھی نہ تھی۔ جیسے بنجر زمین میں بیج بار آور نہیں ہوسکتا اسی طرح کلائیو کی اصلاحات بنگال میں بے سود ہوئیں۔ ہر رکن وہی کرتا تھا جو وہ اپنے نزدیک اپنے ذاتی معاملے کے لحاظ سے مناسب سمجھتا تھا۔ کمپنی کے ملازم اوسی آزادی سے تجارت اور معاملے کرتے اور رشوت وصول کرتے تھے جیسے کہ وینسٹارٹ کے زمانے میں جس بہتر حالت کی کلائیو نے اپنے وطن واپس ہوتے وقت توقع دلائی تھی وہ اونہی معدودے چند کیلئے مخصوص ہوگئی جو کمپنی کو خسارہ پہنچا کر دولت سمیٹ رہے تھے اور چند ہندوستانی دلال۔ عہدہ دار اور زمیندار جو ہر قسم کی چالاکیوں۔ بے عنوانیوں سے بنگال کی تجارت و مالگزاری کو تباہ کر رہے تھے اوس سے مستفید ہوئے۔

عالمگیر قحط

۱۷۷۰ء میں جب کارٹیز ورلسٹ (Cartis-Verelst) کی جگہ آیا تو ایک نہایت سخت قحط پڑا جس سے بنگال کی ایک تہائی آبادی تباہ ہوگئی اور زرخیز ملک کے کھیت درندوں کے مسکن بن گئے۔ کمپنی اس زمانے میں اپنی معمولی ضروریات کے لئے برابر قرض لے رہی تھی اور تجارتی جماعت سے سیاسی طاقت میں مبدل ہونے کی خوب سزا بھگت رہی تھی۔ کمپنی جو مالدار کہلاتی تھی درحقیقت اس قدر مفلس تھی کہ نظامت نے برطانوی خزانہ سے قرض لینے کی درخواست دی جس قرضے کی بدولت وہ دیوالیہ ہونے سے بچگئی وہ ۱۷۷۲ء میں اس شرط پر منظور ہوا کہ کمپنی نے شہنشاہ دہلی سے جو ریاست حاصل کی ہے اوس پر چند سال اور اپنا قبضہ برقرار رکھنے کے معاوضے میں برطانوی قوم کو وہ چالیس ہزار پونڈ سالانہ ادا کرے۔ ایک تجارتی جماعت کی حکومت اور آزاد و خود مختار فرمانرواؤں کی سرپرستی کا منظر کچھ ایسا عجیب تھا کہ کوئی انگریزی مدبر اپنے بادشاہ جارج سوم کی موجودگی میں اوسے گوارا نہ کرسکتا تھا "نوابوں" کے اس طبقے کے خلاف جو ہندوستان کی ملازمت کے بعد روپیہ لاد کر لاتے تھے اور دار العوام میں اونکے زور سے گھستے تھے اور قدیم اعلی النسب اور متمول طبقے کی شان و شکوہ کو پھیکا کردیتے تھے ایک عام ناراضی ظاہر ہوئی۔

ہیسٹنگز کا بنگال کیلئے انتخاب

جو خطرات کہ اس وقت درپیش تھے اون سے متاثر ہو کر مجلس نظما نے وارن ہیسٹنگز پر نظر ڈالی اور اوسی کو اتنا لائق - قابل - پاکدامن - وفادار سمجھا جو بنگال کو قرض کے پھندے سے نکال سکے اور بدانتظامی و بدامنی اور بے عنوانی جو وہاں پر پائی جاتی تھی اوسے روک سکے۔ ۱۷۷۱ء سے قبل ہی فورٹ ولیم کی مجلس میں اوسے دوسری جگہ مل گئی اور کارٹیر کے بعد اوسکا حق صدارت بھی تسلیم کرلیا گیا۔ بہت ہی افسوس کے ساتھ جو قدرتی طور پر اوسے اپنے مدراس کے دوستوں اور ساتھیوں کے چھوٹنے کا تھا جنکے ساتھ کمال اتفاق و اتحاد کے ساتھ وہ کام کرچکا تھا اوس نے اس نئے تقرر کو جس سے اوسکے آقاؤں نے اپنے اعتماد کا مزید ثبوت دیا تھا قبول کرلیا۔ بنگال سے جو اوسے اُنس تھا اوسکی وجہ سے اوس کی خوشی اور بھی بڑھ گئی - اوس نے اپنے دوست اہلیہ ہینکاک (Mrs. Hancock) کو لکھا کہ "میری مالی حالت اب اتنی خراب نہیں جتنی کہ دو سال قبل تھی لیکن یقین کے ساتھ یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ وہ بہتر ہے"، کیا اوسکی حیثیت کا کوئی کمپنی کا ملازم یہ کہہ سکتا تھا؟

اس زمانے کے جو اوسکے خطوط ہیں اون سے اوسکے جذبۂ محبت - اوسکی نیک و شریف طبیعت - اوس کی نازک مزاجی - اوسکی صاف گوئی - اور اوسکے دلکش اطوار کا ثبوت ملتا ہے علاوہ ازیں اس بات کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ دوسروں کے احسان کو وہ برابر تسلیم کرتا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ خاص طور پر وفادار تھا اور اس قدر بڑے دل والا اور آزاد خیال تھا کہ کبھی بُرائی کی طرف اوسکا خیال بھی نہ جاتا تھا - اہلیہ ہینکاک (Hancock) اور اہلیۂ ووڈمینس (Woodmans) کو جو خطوط اوس نے لکھے اون میں ایک بڑے آدمی کی شان نہیں نظر آتی بلکہ نہایت عمدہ صاف اور روزمرہ کی باتیں دل سے نکلی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔

کلکتے کا سفر

۲ر فروری ۱۷۷۲ئہ کو ہیسٹنگز مدراس سے روانہ ہوا اور ۲۰ر کو کلکتے پہنچ گیا۔ ان دنوں میں اوس نے کولبروک اور سکوین کو وہ خطوط لکھے جنکا سرسری طور پر پچھلے صفحے پر ذکر ہوچکا ہے۔ مختلف قابل غور امور کے متعلق جو طویل خط اوس نے لارنس سکوین کو لکھا اوس میں اوس نے اپنی آزاد رائے کا اظہار نہایت بے باکی اور بہت ادب کے ساتھ کیا۔ اس رائے سے وہ اتفاق کرتا ہے کہ محاسب کے دفتر کے لئے آدمی انگلستان سے آویں لیکن مقامی حکومتوں کے لئے معتمدین کے بھیجنے کی پالیسی پر اوسے اعتراض ہے۔

اوسکا خیال ہے کہ ان اشخاص کو نہ کوئی مقامی تجربہ ہوگا اور نہ وہ غالباً کمپنی کی بہتری کی پروا کریں گے۔ علاوہ ازیں اس سے کمپنی کے ملازموں کی حق تلفی ہوگی اور اون کے جائز حوصلوں پر اسکا بُرا اثر پڑے گا نہایت سنجیدگی سے وہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ ملازمت کے فرائض و ذمہ داریوں کے تناسب سے اوسکا معاوضہ مقرر کرنا نہایت ضروری ہے اور جو اصول مدراس میں اوسکے محکمے میں اختیار کیا گیا تھا اوس پر یہاں بھی عمل ہو سکتا ہے۔ سر جارج کولن بروک کو جو خط اوس نے لکھا اوس سے اون تمام تدابیر کا پتا چلتا ہے جنھیں وہ بنگال کی معقول حکومت کے لئے مناسب خیال کرتا ہے۔ اول وہ کمپنی کی مالی حالت کو ایسی ترکیب سے درست کرنا چاہتا ہے کہ اوسکی آیندہ آمدنی پر کچھ اثر نہ پڑے قحط کے مصائب کی وجہ سے مالگزاری کے انتظام میں خاص توجہ اور رحم دل آدمیوں کی وہ ضرورت سمجھتا ہے اور جو کچھ کہ اوس نے سنا ہے اوس کے مطابق اوس کے نزدیک اضافۂ مالگزاری کے بجائے کفایت درکار ہے۔

ان دنوں میں اوسے اپنے اوس دوست کی مبارکبادی اور نصیحت کا خط ملا جسکی کوشش سے اوسے یہ جدید عہدہ ملا تھا۔ ایک اُستاد کی طرح جو اپنے ایک سابق شاگرد کو لکھیگا لارڈ کلائیو اس جدید گورنر کو نصیحت کرتا ہے کہ سرکاری کام میں ذاتی مقاصد و اغراض کو قطعاً نظر انداز کرنا چاہئے اور دوسروں پر اعتماد کرنیکے بجائے اپنی قابلیت اور اپنی قوت تمیزی پر بھروسا کرنا چاہئے اور خطرے کے وقت کامل غور کے بعد ترکیب سے نگر جرأت کے ساتھ کام کرنا چاہئے۔ جب تک کہ مصیبت سر پر نہ آپڑے اوسوقت تک اپنے ارادے سے ہٹنے کا خیال نہ کرنا چاہئے بلکہ اپنی جدید تجاویز پر بھی برابر اس خیال سے عمل کرتے رہنا چاہئے کہ زمانہ اور استقلال خود ہر بات کو ٹھیک کریگا۔"

چوتھا باب

بنگال میں جدید دور

۱۷۷۲ - ۱۷۷۴ء

۱۳ اپریل ۱۷۷۲ء کو کارٹیر نے ہیسٹنگز کو اپنی جگہ کا جائزہ دیا۔ خزانہ یہاں کا خالی تھا۔ قرضے کا بار تھا اور حکومت کی کوئی کل سیدھی نہ تھی ہیسٹنگز کی گردن پر جو بار تھا اوس میں لیڈن ہال اسٹریٹ سے ہدایات وصول ہونیکے بعد کسی قسم کی کمی کی توقع نہ رہی۔ اوسے حکم ملا کہ وہ متعدد اور مختلف شعبوں میں ضروری اصلاح کرے لیکن جو ذرائع اور تدابیر بتائی گئیں وہ ایسے زبردست کام کے لئے قطعاً ناکافی تھیں۔ اوسے ہدایت کیگئی کہ کمپنی کے ہر ملازم کے ہر جرم کی تحقیقات بلالحاظ رتبے یا عہدے کے کیجاوے۔ جنکا جرم ثابت ہوجاوے اونھیں معقول سزا دیجاوے۔ جن اجاروں سے اندرونی تجارت تباہ ہو رہی ہے اونھیں یک لخت بند کر دیا جاوے۔ حصول مالگزاری کے لئے مناسب اور کم خرچ طریقہ اختیار کیا جاوے۔ نواب کے صرف خاص کی حالت درست کیجاوے اور بنگال و بہار کے خاص خاص ہندوستانی عہدہ داروں پر مقدمہ چلایا جاوے۔ یہ سب کچھ اور اسکے علاوہ جو کچھ بھی ہو وہ محض اوس مجلس کے صدر کی حیثیت سے انجام دے جسکے ہر رکن کو مساوی رائے کا حق حاصل تھا اور جن بے عنوانیوں کی تحقیق اور پاداش کی اوسے ہدایت کی گئی تھی اون میں اوس مجلس کے رکن بھی ماخوذ تھے۔

محض اپنے کیرکٹر کے زور سے اور ترکیب۔ اخلاق اور کمال صبر و بردباری سے کام لیکر اوس نے اپنی مجلس سے اپنی طبیعت کے موافق کام نکالا۔ صدارت کا جائزہ لینے سے چند ہفتے قبل اوس نے ڈوپرے کو لکھا کہ "آج کل میں خوب پڑھ رہا ہوں۔ اور تجربہ حاصل کر رہا ہوں مگر کسی بات کو ذہن نشین نہیں کرتا" اب اوسکے لئے عمل کرنیکا وقت ہے اور وہ لکھتا ہے کہ "میں امید کرتا ہوں کہ مجھے نہایت مفید اور معقول مدد ملیگی۔ اور بس یہی میں چاہتا ہوں"

پندرہ دن کے اندر ہی اس جدید گورنر نے بنگال کے کاموں میں انقلاب عظیم

پیدا کرنے کی تدابیر پر عمل شروع کر دیا۔ اب تک بنگال و بہار کی حکومتوں کا انتظام ہر جگہ کے نائب دیوان کے تحت میں تھا۔ اوڑیسہ میں تو مرہٹے ہی برقرار تھے۔ نائب دیوان یا ڈپٹی گورنر محکمہ مال۔ پولیس۔ عدالت اور نواب کے صرف خاص کے تمام کاموں کی نگرانی کرتا تھا۔ کمپنی کی برائے نام سرداری میں وہ ہیسٹنگز کے خیال کے مطابق صوبہ کا ناظم یا حاکم ہو گیا تھا لیکن درحقیقت اوسکے اختیارات اوس سے کہیں زیادہ وسیع تھے۔ خود بنگال میں کلائیو نے یہ اختیارات محمد رضا خاں کو دیدئے تھے۔ یہ ایک اعلیٰ خاندان۔ وفادار اور مشہور مسلمان تھا۔ اوس سے ملا ہوا بہار کا صوبہ اسی طرح شتاب رائے کے تحت میں تھا۔ یہ ایک بہادر ہندو سردار تھا جو پٹنہ کی فصیل پر ناکس کے بہادر سپاہیوں کی اول صف میں لڑ چکا تھا۔

اس جدید انتظام کی خرابیوں کا لحاظ کر کے جسکے تحت میں محض ظاہر داری رہ گئی تھی اور حقیقی طاقت زائل ہوتی جاتی تھی مجلس نظما نے یہ طے کیا کہ حکومت کے کم از کم ایک شعبے کو کمپنی راست اپنے ہاتھ میں لے۔ ۲۸ اپریل کو مجلس نظما کا مراسلہ موصول ہوا جس سے اطلاع ملی کہ اونھوں نے دیوان برقرار رہنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور بنگال کے محکمۂ مال کا پورا انتظام اور اوسکی نگرانی وہ اپنے ملازموں کے سپرد کرنا چاہتے ہیں ہیسٹنگز کو حکم ملا کہ محمد رضا خاں کو علیحدہ کر دیا جاوے اور غبن و تشدد و مظالم کے جو الزامات اوس پر عائد کئے گئے ہیں اوسکی تحقیقات کیجاوے اور کلکتے میں اوسکے مقدمے کی سماعت ہو۔ شتاب رائے کے لئے بھی یہی حکم تھا۔ چند دنوں بعد یہ دونوں حراست میں کلکتے لائے گئے اور تا فیصلۂ مقدمۂ ہٰذا جسکی سماعت خود گورنر کر رہا تھا اونھیں آرام کے ساتھ نظر بند رکھا گیا۔ مجلس کی منظوری سے بدلتے محمد رضا خاں کی جگہ مقرر رہا۔ ہیسٹنگز نے ان دونوں اسیروں کو یقین دلایا کہ محض انگلستان سے آقاؤں کے احکام ملنے پر اوس نے یہ طرز اختیار کیا جسکا اوسے بہت افسوس ہے اور وہ بذات خود مقدمے کی پیروی میں اونھیں ہر قسم کی سہولت بہم پہنچانے کے لئے تیار رہے۔

نظما کا خود دیوان برقرار رہنے کا فیصلہ

اسی اثنا میں اوس نے اپنی توجہ زیادہ اہم اور فوری امور کی طرف مبذول کی۔ ہندوستان میں مالگزاری ہی آمدنی کا خاص ذریعہ ہے لیکن گزشتہ چند سال سے بنگال کے حقیقی مالکوں کو اس مد سے بہت کم آمدنی ہو رہی تھی۔ جو کوئی بھی اس سے فائدہ اوٹھا رہا ہو کمپنی کو اوسکا حقیقی حصہ نہیں مل رہا تھا۔ اوسکا زیادہ حصہ تو ہندوستانی عہدہ دار کھا جاتے تھے۔

محکمۂ مال کی طرف توجہ

کچھ زمینداروں اور عملہ کے پیٹ میں جاتا تھا اور کچھ رشوت ستانوں کے طبقے کی نذر ہوتا تھا۔ محض کمپنی ہی خسارہ نہیں اوٹھا رہی تھی بلکہ لاکھوں بیکس مظلوم کاشتکار بھی تباہ ہو رہے تھے۔ ۱۷۷۰ء کے بعد اکثر اضلاع سے مالگزاری وصول کرنا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ایک خشک اسفنج سے پانی نکالنے کی کوشش۔

کارٹیر کی واپسی سے چند ہفتے قبل ہیسٹنگز حسب عادت مدبرانہ طرز اور انہماک سے اس مسئلہ پر غور کرتا رہا۔ انگلستان سے آخری فیصلے کی اطلاع ملنے سے قبل ہی مستحکم اصولوں پر ایک خاص مدت کے لئے بندوبست مالگزاری کرنے کی تجویز مجلس کے سامنے پیش ہو چکی تھی اور اس کے لئے ایک ذیلی مجلس بھی بن گئی تھی باوجود بنگال کی جون کی گرمی کے اس ذیلی مجلس نے ہیسٹنگز کی صدارت میں اضلاع میں پھر کر تحقیقات شروع کر دی۔ گرمی۔ بارش۔ اور آندھی کے دنوں میں اس مجلس نے کئی ہفتوں تک اپنی سرگرم کوششیں تکلیف و تحقیقات میں جاری رکھیں۔ لیکن بہت جلد انھیں محسوس ہو گیا کہ اس قدر اہم اور بڑے کام کو خوش اسلوبی اور جلدی سے انجام دینے کی ایک صورت ہے کہ نیلام کے سیدھے سادے طریقے سے پانچ سال کی قلیل مدت کے لئے بندوبست کر دیا جاوے۔ زمیندار یا مالگزاری وصول کرنیوالے موروثی طبقے کے ہاتھ بنگال کی اراضی کا نیلام کر دیا گیا۔ اسی طبقے کو لارڈ کارنوالس نے انگریزی رواج اور نمونے پر زمین کا مالک قرار دیا۔ جن زمینداروں کی بولی اوسط سے گری ہوئی رہی اونھیں کچھ معاوضہ دیکر علٰحدہ کر دیا اور اونکی زمین فروخت کر دیگئی۔

اصول مالگزاری اور اوسکے فوائد

معقول قواعد و ضوابط اور نگرانی کے تحت چند سال کے لئے بندوبست کرنا ملک کیلئے بہت مفید معلوم ہوتا تھا اور رعیت کو ستائے بغیر زمین کی پیداوار اور اوسکی خاصیت کا بھی صحیح اندازہ اس سے ہو سکتا تھا۔ جیسا کہ بعد کو بھی ہیسٹنگز نے یہی لکھا اور اسی خیال سے اوسکے ساتھیوں نے حاکم و محکوم کے مفاد کو یکساں کرنیکی کوشش کی۔ جس بار سے رعیت ایک زمانے سے نالاں تھی اوس سے بھی اوسے سبکدوشی حاصل ہو گئی۔ نہ اب اوسکی زمین پر زمیندار اپنی مرضی کے موافق لگان لگا سکتا تھا اور نہ اوسکے نائب اور عمال جرمانے اور نذرانے اوس سے وصول کر سکتے تھے بنیا جو گاؤں میں لین دین کرتا تھا اور تین فیصدی ماہانہ سے بارہ فیصدی ماہانہ تک کسانوں سے وصول کرکے اونھیں تباہ کرتا تھا اوس پر بھی چند قیود لگا دئے گئے۔ خود زمیندار بھی اس سے محفوظ ہو گئے اور حکومت اونکی مالگزاری میں اضافہ

نہیں کر سکتی تھی۔ سال کی موزوں فصل پر اقساط وصول کرنیکا انتظام ہوگیا کمپنی کے ملازموں۔ زمینداروں اور دیسی عہدہ داروں کو نذرانے دینے کی سخت ممانعت کی گئی۔ آیندہ سے عمال کو اناج کے خرید و فروخت کی اجازت نہ رہی۔ نہ کوئی یورپی ملک کے کسی حصے میں زمین خرید سکتا تھا اور نہ کلکٹر کا کوئی ہندوستانی ماتحت زمین پٹے پر لے سکتا تھا اور نہ وہ کسی کاشتکار کا ضامن بن سکتا تھا۔

گو اس ذیلی مجلس کی محنت پورے طور سے بار آور نہ ہوئی ہو تاہم اوس کام کی خوبی میں کوئی فرق نہیں آیا جو اوس نے سخت دقتوں کے مقابلے میں انجام دیا۔

اگر پانچ سال بعد باقیدار زمیندار سیکڑوں کی تعداد میں دکھائی دیں اور مالگزاری بیس لاکھ سے زیادہ باقی ہو اور ملک مختلف قسم کی بے عنوانیوں سے اب بھی نالاں ہو تو اوسکے ساتھ یہ بھی یاد رہے کہ ذیلی مجلس نے دورہ کیا وہ ایک اجنبی خطے میں تحقیق کر رہی تھی جہاں کوئی معتبر رہنما اوسے صحیح راستہ تک بتانیوالا نہ تھا اور ایسے نئے مسئلوں پر جن کا اوسے کوئی تجربہ نہ تھا اوسے نہایت عجلت میں فیصلہ کرنا پڑا لور کیز Kayes کی رائے کے مطابق شریف لوگ اگر معاملے کے سچے بھی ہوں تو مدبری کے عملی کاموں میں ابتدا میں اون سے غلطی کا سرزد ہونا یقینی ہے۔

سول انتظامات

اس طرح اصلاح کی جو بنیاد پڑی اوس میں دوسرے شعبے بھی شامل ہو گئے۔ اکثر اضلاع کے رقبے میں انگریزی شائر کے مساوی تھے اونکے سول انتظامات کے لئے ہندوستانی عمال کی جگہ انگریزی کلکٹر مقرر ہوئے۔ چند اضلاع یا کلکٹریوں پر ایک کمشنر عام نگرانی کی حیثیت سے مقرر ہوا۔ پٹنہ اور مرشد آباد میں مال کی جو نگراں مجالس تھیں اونھیں ایک کر کے کلکتے منتقل کر دیا۔ ہندوستانی دیوان۔ فوجدار اور زمینداروں کو جو عدالتی و دیوانی اختیارات حاصل تھے اون میں ہر ضلع میں ایک ایک سول و فوجداری عدالت جس پر کلکٹر حاوی تھا قائم ہو جانے سے بہت کچھ کمی ہو گئی۔ آیندہ سے کلکتہ بنگال کا دار الحکومت مقرر ہوا اور وہاں سول اور فوجداری مقدمات کے مرافعوں کے لئے دو عدالت العالیہ قائم ہوئیں۔ صدر دیوانی عدالت یا چیف سول کورٹ میں خود گورنر صدر ہوا اور دو رکن کی ایک مجلس اوس کے لئے قائم ہوئی۔ صدر نظامت عدالت یا خاص عدالت فوجداری بدستور ایک داروغہ یا ہندوستانی جج کے تحت میں رہی اوسکا تقرر گورنر با اجلاس کونسل کرتا تھا ہر عدالت میں ایسے ہندوستانی

جو ہندو شاستر اور اسلامی قوانین کی باریکیوں سے بخوبی واقف ہوتے تھے شاہد عادل مقرر ہوتے تھے۔ یہ تمام انتظامات اور تبدیلیاں ہیسٹنگز کے دور کے پہلے سال میں ہوئیں۔

انگلستان سے جس جدید مسلک کے نفاذ کا حکم صادر ہوا تھا اوسکے سلسلے میں جو کام اس زمانے میں انجام پایا وہ کل یہی نہ تھا۔ چونکہ بنگال کے برائے نام نواب کی اب کچھ حکومت باقی نہ رہی تھی لہذا نائب صوبہ یا ڈپٹی وائسرائے کا عہدہ اڑا دیا گیا۔ نواب کی رقم نصف کردی گئی اور اب وہ سولہ لاکھ روپے یا ایک لاکھ ساٹھ ہزار ۱۶۰۰۰۰ پونڈ رہ گئی۔ نواب کے صرف خاص اور وظیفہ خواروں پر بھی تخفیف مصارف کا اثر پڑا۔ کم سن نواب جو اپنے باپ کی جگہ مسند نشین ہوا تھا اوسکی اتالیقی کے لئے ہیسٹنگز نے بدبخت میر جعفر کی بیوہ منّی بیگم کو منتخب کیا۔ دیوان یا نگران صرف خاص کے عہدے پر اوس نے مہاراجہ نند کمار کے بیٹے راجہ گورداس کا تقرر کیا۔ راجہ نند کمار میر جعفر کے زمانے میں اعلیٰ عہدوں پر مامور رہ چکا تھا لیکن ہیسٹنگز کا وہ قدیم دشمن تھا اور آیندہ اس نے اوس پر حملہ کیا۔ اوس وقت سے جب کہ وہ سراج الدولہ کے دور میں ہگلی کا گورنر ہوا ۱۷۶۲ء تک جب کہ ہیسٹنگز نے اوسے کمپنی کے خلاف سازش میں ماخوذ کر کے سزا دلائی اوسکی زندگی سازش میں گزری ہیسٹنگز ۱۷۷۲ء میں لکھتا ہے کہ "اس شخص کو نہ میں نے پسند کیا اور نہ کبھی اوس پر میری عنایت رہی۔ متواتر سات سال تک یہ میرے خلاف کام کرتا رہا۔"

اس چالاک برہمن کی بدکرداریوں۔ سازشوں۔ غداریوں اور جعل سازیوں کی انڈیا ہاوس کے بورڈ کو پوری اطلاع تھی۔ حالانکہ اوسکا چال چلن اور اوسکے اطوار صد درجہ مذموم تھے لیکن اوسکے ہموطنوں پر اوسکا اتنا اثر تھا اور اوسے اتنا اقتدار حاصل تھا کہ وہ کمپنی کے مفاد کو بآسانی نفع و نقصان پہنچا سکتا تھا۔ اوسکی عام قابلیت سے اوسکے حریف مقابل رضا خاں کے خلاف بھی کام لیا جا سکتا تھا۔ نظما نے ہیسٹنگز کو اختیار بھی دیدیا تھا کہ اس غدار سے جو کام وہ لینا چاہے لے سکتا ہے اور ہیسٹنگز نے اونکے مفہوم کو سمجھکر بھی اوس کے بیٹے کو اس عہدے پر مامور کیا۔ اوسکے چند ساتھیوں نے اسکی مخالفت اس بنا پر کی کہ اوسکا تقرر نند کمار کا ہی تقرر ہے لیکن جب اونکے صدر نے اس بات پر زور دیا کہ جو کام سر دست پیش ہے اوس میں اسکی خدمات مفید ہونگی تو اونکو کچھ پس و پیش نہ رہا اور اونھوں نے اس کی منظوری دے دی۔

دیگر مختلف کام

(۱) رشوت ستانی اور دیگر بدعنوانیوں کا انسداد

رشوت ستانی۔ بدکرداری اور تشدد کے رفع کرنیکے لئے جو تدابیر ہیسٹنگز نے اختیار کیں اون میں بھی اوس نے مجلس نظما کے احکام کی عبارت کا زیادہ خیال کیا بلحاظ انکے حقیقی مفہوم کی پابندی کی۔ اوس نے لکھا کہ "اس سلسلے میں جو اختیارات مجھے دئے گئے تھے اگر اون پر عمل کیا جاتا تو مجھے ہر شخص کے خلاف مسلح ہو جانا پڑتا اور ہر شخص میرے خلاف مسلح ہو جاتا اور جو کچھ کہ اختیارات مجھے پہلے سے حاصل تھے وہ بھی غائب ہو جاتے"۔ جنھوں نے نمک۔ تمباکو۔ چھالیا۔ چاول اور اناج کے اجارے قائم کرنیکی سازش کی تھی اون میں اکثر کمپنی کے نظما کے رشتہ دار تھے ہیسٹنگز نے اس قسم کی تجارت کو سختی سے بند کیا لیکن ان سب کے ساتھ سلوک نرمی کا کیا اور سزا کے مسئلہ کو التوا میں ڈال دیا۔

(۲) کمپنی کی تجارت کو فروغ دینے کی ترکیب

بعد ازاں ہیسٹنگز نے کمپنی کی تجارت کو فروغ دینے کی طرف توجہ کی۔ اوس کی اس زمانے کی مراسلت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ذیلی کاموں سے وہ کس قدر واقف تھا اور مزید معلومات حاصل کرنیکا اوسے کس قدر شوق تھا اور کس آسانی اور مستعدی سے وہ ضروری کاموں کو چھوڑکر ریشم تیار کرنیکے جدید طرز پر بحث کر سکتا اور کرم ریشم کی خبرداری کے بارے میں نصیحت تک کر سکتا تھا۔ اوس کے فرائض اس قدر زیادہ اور اس قدر مختلف نوعیت کے تھے کہ وہ اپنے دوست ڈوپرے سے بجا طور پر شکایت کرتا ہے کہ "میرا دماغ کمزور ہو گیا ہے اور اب وہ کام کے بار کا متحمل نہیں ہو سکتا"، "کام کے بار سے اور ہمہ وقت کی پریشانی سے طبیعت اوکتا گئی ہے اور مزاج چڑچڑا ہو گیا ہے"۔ اگر وہ کھڑکی سے باہر اپنی گردن نکالتا یا کبھی ہوا خوری کو باہر جاتا تو دادخواہ اپنی شکایات کا انسداد چاہتے اور ہر طرف سے انصاف کی دہائی اوسے سنائی دیتی۔ وہ لکھتا ہے کہ "تاہم اس امید پر کہ انگلستان سے مدد ملیگی اور کبھی نہ کبھی تمام امور راہ راست پر آہی جاویں گے اور اس ولایت کی فلاح کا انتظام ہو ہی جاویگا ہم استقلال سے کام کئے جا رہے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ابھی میری صحت اور میرے کام کے ذوق نے جواب نہیں دیا"۔ جس اعانت کی اوسے توقع تھی اوس میں کمی نہ ہوئی۔ اوسکے دوستوں نے جو اچھی رائے اوسکے موافق ہندوستان میں قائم کی تھی اوسکی تائید انگلستان میں بھی ہوئی جو رازدار کمیٹی کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ جو کام اوس نے کامیابی کے ساتھ شروع کر دیا تھا اوس سے اونھوں نے پورا اتفاق کیا اور مدد کا وعدہ کیا

راجہ شتاب رائے کا مقدمہ اور انکی رہائی۔

۱۷۷۳ء میں راجہ شتاب رائے کے مقدمہ کی سماعت ایک مجلس کے روبرو شروع ہوئی جسکا ہیسٹنگز خود صدر تھا۔ دیگر اہم امور کے بارے

وجہ سے اور گورنر کی مصلحت آمیز خواہش سے کہ اوسکے جدید دور کی بنیاد مستحکم اصولوں پر رکھی جاوے۔ مقدمے میں التوا مناسب سمجھا گیا اور اس طور سے ملزم کو اپنی صفائی کے لئے ثبوت بہم پہنچانے کے لئے کافی مہلت مل گئی۔ شروع سے ہی ہیسٹنگز کو راجہ کی بے گناہی کا یقین تھا اور اوسے تعجب تھا کہ اوس پر مقدمہ کیوں چلایا گیا ہے چند ماہ بعد اوسکی کامل اور باوقار رہائی کے ساتھ ہی وہ اپنے سابق عہدے پر مامور کر دیا گیا۔ صرف عہدے کا نام بدل دیا گیا۔ اگست میں وہ بہار کے ڈپٹی گورنر کی حیثیت سے پٹنہ روانہ ہوا لیکن اوسکی صحت اس قدر خراب ہو گئی تھی کہ سفر کے بعد چند ہفتے ہی وہ زندہ رہ سکا۔ مل اور میکالے کا خیال ہے کہ اوسکا دل ٹوٹ گیا اور یہی سبب اوسکی ہلاکت کا ہوا لیکن ہورس ولسن Horace Wilson بجا طور پر کہتا ہے کہ یہ اوسکی محض خوش خیالی ہے۔ اغلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ کلکتے کی آب و ہوا اوسے موافق نہ آئی۔ اوسکی سابق خدمات کے اعتراف اور جدید مصائب کے معاوضے میں ہیسٹنگز نے اوسکے بیٹے کو اوسکی جگہ مقرر کر دیا۔

محمد رضا خاں کا مقدمہ اور اوسکی رہائی

محمد رضا خاں کے مقدمے کی کارروائی ایک سال تک جاری رہی۔ اوسکے خلاف جو الزامات تھے اونکی تحقیق نہایت صبر کے ساتھ ہوتی رہی ہیسٹنگز دوہرا کام کرتا تھا تحقیق بھی وہ کرتا تھا اور ترجمان کا کام بھی انجام دیتا تھا۔ بیسیوں گواہوں سے جرح کرنے اور سیکڑوں کاغذوں اور دستاویزوں کے جانچنے کے بعد نندکمار پر اوسکا شبہہ پہلے سے بھی بڑھ گیا اور اوسے اس امر کا یقین ہو گیا کہ اگر ملزم کسی لحاظ سے قصوروار ہے بھی تو اوسکے خلاف ثبوت بہم پہنچانے کا وقت نکل گیا۔ نندکمار نے جو ثبوت پہنچایا وہ قطعاً بے سود نکلا۔ اس بدطینت برہمن نے صرف چند حسابات پیش کئے جن سے کوئی ثبوت نہ مل سکا اور جو دلائل اوس نے پیش کئے اونھیں وہ خود ثابت نہ کر سکا آخر طویل کارروائی ملزم کی رہائی پر ختم ہوئی اور مجلس نظما نے بھی اسکی توثیق کر دی۔ نندکمار کی نفرت و مخاصمت کا نشانہ اور نظما کی شتابی کا زخم خوردہ دوبارہ اپنے سابق اقتدار پر بحال ہو گیا۔ یہ اپنے مصیبت زدہ ساتھی سے زیادہ خوش قسمت رہا۔ حکومت بنگال کے اعلیٰ عہدے پر وہ مامور ہوا اور اپنی آنکھوں سے اپنے قدیم سازشی دشمن کو ملزم کی موت مرتے دیکھ سکا۔

انتظامی تبدیلیاں

حکومت بنگال کی چند انتظامی تبدیلیوں کی طرف اب ہیسٹنگز کی توجہ مبذول ہونیوالی تھی۔ نئے انگریز کلکٹر جو مقرر کئے گئے تھے وہ اپنے جدید فرائض کو انجام دینے کے اہل

ثابت نہ ہوئے اور ۱۷۷۲ء میں اونکا کام ہندوستانی دیوان اور عاملوں کے تفویض کردیا گیا۔ مالی معاملات میں مال کی کمیٹی جو روزانہ کلکتے میں رعیت اور دیگر عرضی گزاروں کی فریاد سنتی تھی اونکی نگراں بنی اور تمام کلکٹریوں کو چھہ حصوں میں منقسم کردیا گیا اور ہر حصہ پانچ ارکان کی ایک صوبہ داری مجلس کی نگرانی میں رکھا گیا جسکا کام سول مقدمات کے مرافعوں کی سماعت کرنا۔ زمین کے پٹوں کی تحقیق کرنا اور حسابات مال کی جانچ کرنا قرار پایا کمپنی کی ملازمت کے چیدہ اشخاص اون اضلاع میں دورے پر بھیجے جاتے تھے جہاں مقامی تحقیقات کی ضرورت سمجھی جاتی تھی۔

ہیسٹنگز نے بنگال میں ایک ایسا عدالتی نظام قائم کردیا کہ باوجود اوس کی تمام کمزوریوں اور خامیوں کے اسکی بدولت مقررہ اصولوں پر ہر ایک کے ساتھ یکساں انصاف ہونے لگا۔ اس نعمت کو مفید تر بنانے کے لئے اوس نے ہندو شاستر اور اسلامی قوانین مرتب کرلئے تاکہ جدید عدالتوں کی اون سے رہنمائی ہو۔ اس کام کے ایک حصے میں بہت سہولت ہوئی کیونکہ اورنگ زیب نے اپنے زمانے میں فتاوائے عالمگیری مرتب کرائے تھے گو یہ ایک طویل کتاب ہے لیکن مفید بہت ہے۔ برخلاف اسکے ہندو قوانین جن کا تعلق دو تہائی رعایا سے تھا بیشمار کتابوں میں پھیلے ہوئے تھے جو ایسی زبان میں لکھی ہوئی تھیں کہ خود ہندو بھی انھیں بہت کم سمجھ سکتے تھے۔ ہندو شاستر کی ایک مستند کتاب مرتب کرنیکے لئے ملک کے دس قابل پنڈت ہیسٹنگز کی خواہش سے کلکتے آئے۔ اصلی نسخوں کو سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ کرلیا اور اس جدید مجموعۂ قوانین کی مدد سے عدالتیں تمام مقدمات کو صحت اور عجلت کے ساتھ فیصل کرنے لگیں۔ کمپنی کے ایک ملازم ہالہیڈ (Holbed) نے اسکا ترجمہ انگریزی میں شروع کردیا ۱۷۷۵ء میں یہ ختم ہوگیا۔ ترجمہ ختم ہونے سے قبل ہیسٹنگز نے اسکے شروع کے دو باب اپنے قدیم ہم مکتب لارڈ مینسفیلڈ Lord Mansfield کو یہ ثابت کرنیکی غرض سے بھیجے کہ اس ملک کے باشندے وحشی نہیں ہیں۔ جیسا کہ زیادتی اور نااتفاقی سے عموماً انکی نسبت کہا جاتا ہے۔

ڈکیتی کا انسداد

اسی زمانے میں ہیسٹنگز کلکتے کی بھی اصلاح کرتا رہا اور نقض امن وخلاف قانون تشدد جو عام طور پر بنگال میں رائج ہوگئے تھے تقریباً اون پر کئی کاری ضرب بھی اوس نے لگادیں۔ ڈکیتوں کے جتھے نے ایک صدی سے دیہات کے کمزور طبقے میں قتل وجدال

اور لوٹ مار برپا کر رکھی تھی اون کی بدولت ان غریب دیہاتیوں کے نزدیک امن وقانون کے کچھ معنے ہی نہ رہے تھے۔ ۱۷۷۲ء میں جس کمیٹی نے دورہ کیا وہ رقمطراز ہے کہ "انکا پیشہ ہی قزاقی ہے اور اکثروں کا یہ آبائی پیشہ بن گیا ہے۔ انکے باضابطہ جتھے اور فرقے ہیں اور انکے خاندانوں کا دارومدار لوٹ مار کے مال پر ہے جو یہ اپنے گھر لاتے ہیں۔ قزاقوں کے اکثر بڑے بڑے خاندان ہیں جو آبائی تعلقات اور رشتوں اور خفیہ اشاروں اور زبانوں سے آپس میں متحد ہیں اور قدیم زمانے کے ٹھگوں کی طرح یہ ایک ہی قسم کے مذہبی رسم ورواج کے پابند ہیں۔ دیکھنے میں یہ مسافر اور تیرتی معلوم ہوتے ہیں اور انکے پاس بجز لانبی لاٹھیوں کے کچھ نہیں معلوم ہوتا لیکن یہ لاٹھیاں بھالوں کے دستوں کا کام دیتی ہیں جو انکے کپڑوں میں چھپے ہوتے ہیں۔ چونکہ یہ اکثر تیس تیس چالیس چالیس کے غول میں اچانک رات میں حملہ کر دیتے ہیں اس لئے دیہاتیوں کو انکے مقابلے کا موقع نہیں ملتا۔ ساہوکار وصراف سے لیکر کسان تک کو یہ بے رحمی سے لوٹ لیتے ہیں اور جو اپنی جان بچا کر ان سے بچ جاوے وہی خوش قسمت سمجھا جاتا ہے۔ مال غنیمت کا ایک حصہ زمیندار کیلئے مخصوص کر دیا جاتا ہے جسکے اغماض سے یہ ڈکیتی پڑتی ہے گاؤں کے پٹیل۔ ولکھیا اور تھانہ دار یا جمعدار کو بھی کچھ حصہ دیکر خاموش کر دیا جاتا ہے۔

ہیلسٹنگز نے ان زیادتیوں کو سختی سے دبانا شروع کیا۔ اپنی مجلس سے منظوری لیکر اس نے حکم دیدیا کہ جو ڈکیت گرفتار ہوا وسے اوسکے گاؤں میں پھانسی دیدیجاوے۔ اوس گاؤں پر سخت جرمانہ کیا جاوے۔ اوسکے گھر والے حکومت کے غلام تصور کئے جاویں اور انہیں حکومت کی ہدایات کے بموجب رعایا کے آرام وآسائش کے لئے تقسیم کر دیا جاوے۔ فوجدار کو جو پولیس کا خاص اعلی عہدہ دار ہوتا تھا ہر ضلع میں تعینات کر دیا گیا اور اوسے ہدایت کی گئی کہ وہ امن پسند دیہاتیوں کو محفوظ رکھنے اور ڈکیتیوں کے سراغ لگانے اور اونھیں گرفتار کرنے کیلئے ہر ممکن تدابیر اختیار کرے اور اوسے مزید اختیار یہ دیدیا گیا کہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں وہ زمینداروں اور مال کے عہدہ داروں سے مدد طلب کر سکتا ہے۔

ہیسٹنگز کا دراصل منشا یہ تھا کہ جن زمینداروں کے علاقے میں ڈاکا پڑے اونھیں کو اوسکا ذمہ دار قرار دیا جاوے مزید تحقیقات سے آگے چل کر انکا لگاؤ اس میں ثابت بھی ہو گیا۔ لیکن اسکے متعلق جو تجاویز اوس نے پیش کیں اونھیں مجلس نے کثرت رائے سے رد کر دیا۔

اوسکے خطوط سے اندازہ ہوتا ہے کہ عام مفاد کے لئے مجلس کے فیصلے کو رد کرنے کی جب
ضرورت پیش آتی ہے تو وہ اپنے ان اختیارات کی کمی کو کس قدر محسوس کرتا ہے۔ اوسکے دور کے
ابتدائی تین سال میں جو مسائل مجلس میں بحث کے لئے پیش ہوئے اور جن میں اوس نے مجلس کو
اپنے موافق رکھا اون سب سے اوسکے ذاتی اثر کا بدیہی ثبوت ملتا ہے لیکن اس موقع پر اوسکے
مخالف اوسکے بہلانے میں نہ آئے اور جس مصیبت و دقت کو وہ اوس وقت سختی سے دبا سکتا تھا
وہ اوسکے قابل ترین جانشین ڈلہوزی تک کو پیش آئی۔

علاوہ ان ڈکیتیوں کے طوفان اور سوسائٹی کی دیگر بدنظمیوں کے ہر سال برہمپترا
کی طرف سے سنیاسیوں کا ایک غول بنگال میں طوفان برپا کرنیکے لئے آجاتا تھا۔ ہیسٹنگز
انھیں سنیاسی ڈکیت کہتا تھا۔ یہ مادر زاد برہنہ فقرا اپنے جتھے بنا کر ہر سال جگناتھ جی کے
مندر کی زیارت کو جاتے ہر وقت چکر لگاتے اور تندرست بچے جو اونکے ہاتھ لگتے اونہیں بھگا
لے جاتے تھے اور مذہب کی آڑ میں خوب لوٹ مچاتے تھے سنہ ۱۷۷۳ء میں ان بدمعاشوں کی ایک
کثیر جماعت نے رانگ پور کے راستے میں پرگنے کے سپاہیوں کی دو قلیل جماعتوں کو جو انگریزی
افسروں کی ماتحتی میں تھیں تقریباً نیست و نابود کر ڈالا۔ باقاعدہ سپاہ کے کئی باطالیان انھیں
بنگال سے نکالنے کے لئے بھیجنے پڑے اور آیندہ اس قسم کے دھاووں کی مدافعت کے لئے
سرحد پر فوج رکھ دی گئی۔

مہم تبت

سنہ ۱۷۷۲ء میں کوچ بہار کے نوعمر راجہ نے ہیسٹنگز سے بھوٹانیوں کے حملوں کی مدافعت
اور اونہیں اونکے پہاڑی مقامات کی طرف ہانک دینے کے لئے مدد چاہی تھی اور اس زمانے
میں کمپنی کی فوجیں اونکے خلاف سخت جنگ میں مشغول تھیں۔ اس مدد کے معاوضے میں
اوس نے کمپنی کی سرداری تسلیم کرنے اور اپنی نصف آمدنی حکومت بنگال کے نذر کرنیکا وعدہ کیا۔
یہ درخواست منظور ہوئی اور کچھ سپاہ فوراً اوس کی مدد کے لئے بھیجدی گئی۔ بھوٹانی نہایت
سختی سے لڑے لیکن سپاہیوں کی تنظیم اور انگریزی عہدہ داروں کی سرداری نے
اونہیں پہاڑوں کی طرف بھگا دیا۔ سنہ ۱۷۷۴ء میں اون کے سردار دیب راجہ نے صلح کی اور
اسکی رو سے اوسکے مفتوحہ قلعے اوسے واپس دیدئے گئے اور بھوٹانی سوداگروں کو رانگپور
میں تجارت کرنیکی اجازت دیدی گئی۔

اسی مہم سے ہیسٹنگز کو تبت پر مہم بھیجنے کی ضرورت پیش آئی۔ ٹشو لاما بدھ مذہب کے دو حریف مذہبی

رہنماؤں میں سے ایک تھا جو سلطنت چین کے علاقۂ بعید پر حکمراں تھا۔ اوس نے ہیسٹنگز سے درخواست کی کہ اوسکے گستاخ باجگزار دیب راجہ کے ساتھ نیک سلوک کیا جاوے۔ اس درخواست پر ہی ۱۷۷۴ء میں صلح ہوئی اور ہیسٹنگز نے جارج بوگل Bogle کو جو ایک ہونہار اہل قلم تھا لاما کے پاس دوستانہ وفد بنا کر بھیجا۔ توقع یہ تھی کہ ہندوستان اور تبت میں نفع تجارت کا یہ پیش خیمہ بن جائے گا بوگل مئی ۱۷۷۴ء میں ایک غیر مانوس ملک میں اپنے عجیب و غریب سفر پر روانہ ہوا۔ ہندوستانی مال کے بیشمار نمونے اور تحفے اسکے ساتھ تھے اور اسے ہدایت تھی کہ اس سلسلے میں ہر قسم کی معلومات حاصل کریگے جو مواقع اُسے مل سکیں اون سے وہ خوب فائدہ اوٹھاوے۔ ایک ڈاکٹر ہیملٹن طبی عہدہ دار اوسکے ہمراہ تھا بھوٹان کے دار الحکومت ٹوسودان میں وہاں کے جدید فرمانروا دیب راجہ نے جو کوچ بہار کے حملہ آور کی جگہہ مسند نشین ہوا تھا انکا معقول استقبال کیا تبت کے پہاڑی علاقے میں داخل ہونیکے بعد ڈیشر گپے میں خود ٹیشو لاما نے آکر ان کا استقبال کیا اور اوسکے ساتھ اونھوں نے سانپو دریا کو جسے برہمپترا بالا بھی کہتے ہیں عبور کیا اور ٹیشو لمبو پہنچکر لاما کے محل میں داخل ہوئے۔ اگر انھیں آگے بڑھنے کی ممانعت نہ ہوتی تو وہ اونھیں بڑے لاما کے دار الحکومت لاسا بھی بھیجتا۔ جون ۱۷۷۵ء میں بوگل کلکتے واپس پہنچا اور ہیسٹنگز نے نہایت خندہ پیشانی سے اوسکا استقبال کیا۔

جہانتک کہ تبت سے تجارت کا تعلق تھا اس مہم سے جس پر وارن ہیسٹنگز کی بہت کچھ آس لگی ہوئی تھی بجز دوستانہ سلام و پیغام اور اوس ملک کی چند خاص صنعتوں اور پیداوار کے نمونوں کے اور کچھ ہاتھ نہ آیا۔ بوگل کے قابل قدر خطوط اور مضامین ایک صدی تک تحریر کی شکل میں ہی رہے۔ اوسکے نیک دوست ٹیشو لاما نے ۱۷۸۰ء میں پیکن میں انتقال کیا اور مرتے وقت تک وہ تبت کو غیر ملکی تجارت میں پھنسانیکی اجازت شاہ چین سے حاصل نہ کر سکا۔ آیندہ سال بوگل کے انتقال سے اوسکے مربی کی امیدوں اور مقاصد کو اور بھی صدمہ پہنچا۔ اس عرصے میں رانگپور میں ہر سال ایک میلہ ہوتا رہا اور بوگل کے ہم سفر ڈاکٹر ہیملٹن کو اس تین سال کی مدت میں دو مرتبہ دیب راجہ کے پایۂ تخت میں سفیر کی حیثیت سے بھیجا گیا جس سے بھوٹانی کے ساتھ تعلقات مستحکم ہوگئے۔ بالآخر ۱۷۸۳ء میں ایک دوسرا وفد کپتان ٹرنر کی ماتحتی میں ٹیشو لاما کے پاس بھیجا گیا اور جس مقام تک بوگل پہنچا تھا

وہاں یہ بھی پہنچ گیا۔ دوسرے سال مارچ میں ٹرنر پٹنہ پہنچکر ہیسٹنگز سے ملا۔ اس عظیم الشان گورنر کا دور ہی ہندوستان میں ختم ہونیوالا تھا اور اوسکے علاوہ گورکھوں کے بلند حوصلوں کے خوف سے حکومت چین نے تبت کے تمام راستوں کو بند کر دیا تھا لہٰذا اوس کی دانشمندانہ پالیسی بار آور نہ ہو سکی۔

انتشار بدنظمی کا انسداد

جو کام کہ خود ہیسٹنگز کو ابتدا میں ایک منتشر اور بگڑا ہوا انبار نظر آتا تھا اور جو ایک طوفان بےتمیزی سے کم نہ تھا اوس میں ۱۷۸۵ء کے موسم سرما تک اوس نے ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا۔ اگرچہ کمپنی کے بنگالی کی حالت سنبھالنے کی کوششیں ظاہری طور پر بار آور نہ ہوئیں تاہم وہ کسی نہ کسی طرح سرکاری قرضے کو کم کرنے۔ ہر محکمے میں ایک نئی جد وجہد پیدا کرنے اور کلکتے کے خزانے کی بچت بڑھانے میں کامیاب رہا۔ حکومت کے ہر شعبے میں اوسکا اچھا اثر دکھائی دیتا تھا۔ متعدد مقامی چوکیوں کے محصول کو اوٹھا دینے اور ایک ادنیٰ اور یکساں محصول کروڑگیری قائم کر دینے سے ملک کی تجارت کو اوس نے فروغ دیا دیہات کے جلاہے ظالم جلادوں کی غلامی سے آزاد ہو گئے اور اپنی دستکاری کے لئے وہ کمپنی کے گماشتوں سے خود معاملہ کرنے لگے نمک اور افیون کی تجارت حکومت کی نگرانی میں آ گئی اور اوس سے سرکاری آمدنی میں اضافہ ہونے لگا ہیسٹنگز کی سرپرستی میں ایک بینک کلکتے میں کھولا گیا اور اوسکو اس بات کا بھی فخر حاصل ہے کہ شادی کے موقعوں پر سرکاری طور پر جو محصول اور نذرانے وصول کئے جاتے تھے وہ اوس نے موقوف کر دیے اپنے آقاؤں کے مقرر کردہ محدود دائرے میں جو اب بھی اپنے سیاسی فرائض سے پیچھے ہٹتے تھے اوس نے اپنے عہدے کے اختیارات کی مدد سے جو مفوضہ کاموں کے لئے ناکافی تھے کلائیو کی شمشیر اور اوسکی پالیسی کی مفتوحہ ولایتوں میں نہایت کامیابی کے ساتھ ایک معقول حکومت کی بنیاد ڈال دی۔

باوجود موذی آب وہوا کے اثرات کے اور ایک ایسی مجلس کے وجود کے جو بلحاظ تعداد تکلیف دہ تھی اور اپنے حقوق کی سختی سے نگرانی کرتی تھی اور باوجود ایسے ماتحتوں کے جو باضابطہ نگرانی کے عادی نہ تھے۔ اور اون ذاتی اغراض و مقاصد۔ اور باہمی حسد کے جو سرکاری مفاد کے منافی تھے اور انڈیا ہاؤس کے اون احکام کے جو اکثر اوسکے کاموں پر پانی پھیر دیتے یا اون کاموں میں رکاوٹ پیدا کرتے تھے

جن میں خارجی مصلحت کے لحاظ سے فوری عمل درکار ہوتا تھا جو کچھ اوس نے ڈھائی سال کی مدت میں انجام دیا وہ ایک اعلیٰ تنظیمی قابلیت اور صبر و تحمل آمیز سرداری کا بہترین نمونہ ہے اور محض اسی کے صلے میں وہ اعلیٰ مدبروں میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ اپنی کونسل کو چھوٹی چھوٹی مجلسوں میں منقسم کر کے اور مختلف مجلسوں کے بجائے افراد کا تقرر کر کے اوس نے اپنے کام کو خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ اسکی بدولت کام روانی سے ہونے لگا اور بہ نسبت سابق اختلاف و کشیدگی کے مواقع کم ہو گئے۔ ہمت و جرأت اور دماغی قابلیت میں وہ اپنے ہر ایک ساتھی سے بڑھا ہوا تھا لیکن باوجود اسکے اوس نے نہ کبھی اسکی بڑائی جتائی اور نہ کبھی شان میں آکر دوسروں کو نیچا دکھانے کی کوشش کی بلکہ ہمیشہ صبر آزما استدلال اور بے حد مصالحت آمیز کوششوں سے اونکی اعانت حاصل کی وہ اقبال کرتا ہے کہ اکثر اوسے ایثار کرنا پڑا جسے اوسکی عقل نے کبھی تسلیم نہ کیا۔ بارول جو بعد میں اوسکا حلیف و معاون بنا شروع میں اوسکا سخت بے رحم دشمن تھا اوسکے ساتھیوں میں سب سے زیادہ تکلیف دہ سر رابرٹ بارکر تھا جسکے پاس بنگال کی فوج کی کمان تھی۔ تخفیف مصارف کے جوش کی بدولت کئی سو دیسی سواروں کو برطرف کرنے پر گورنر کا اپنے ایک بہادر و تندمزاج فوجی عہدہ دار سے سخت جھگڑا ہو گیا۔ زیادتی ایک ہی طرف سے ہوئی۔ کفایت شعاری کی خدمت میں جسے سر رابرٹ ناپسند کرتا تھا جو زبان درازی اوس نے کی اوسکا ہیسٹنگز نے نہایت نرمی سے جواب دیا۔ جنرل کے سخت الفاظ پر اظہار افسوس کیا اور اوس سے استدعا کی کہ سب کے ساتھ صلح سے رہنا چاہیے۔

ہیسٹنگز کے اپنی مجلس سے تعلقات

۱۷۷۳ء کے وسط تک بجز دو ایک موقعوں کے ہیسٹنگز کی مجلس اوسکے قابو میں تھی۔ اپنے دوست ڈوپرے کو لکھتا ہے کہ "چند اختلافات تنازعوں اور مقابلوں اور علانیہ جنگ کے بعد ہم سب میں اتحاد اور ایک دوسرے پر اعتماد قائم ہو گیا۔ مجھے اپنے ساتھیوں کی اعانت کا اب کامل یقین ہے اور تمام کام جسکا بار تنہا مجھ پر رہا ہے اوسکا کچھ حصہ میں اب دوسروں کو منتقل کر سکتا ہوں اور جو اختیارات مجھے حاصل ہیں اون میں اس کی وجہ سے کمی آنیکا کچھ اندیشہ نہیں" چونکہ مجلس کی تعداد اوسوقت گیارہ یا بارہ تھی لہذا اوسے اپنے علمی تجربے۔ اور صائب و سلیم رائے اور خوبی دماغ سے بڑھ کر اپنے انتہائی اور قابل ستائش صبر سے مدد ملی ہوگی۔

پانچواں باب

روہیلوں سے جنگ

۱۷۷۲ء-۱۷۷۴ء

ہیسٹنگز نے اپنے امن پسند مشاغل کے باوجود ابتدا سے بنگال کے سرحدی معاملات کی رفتار پر نگاہ رکھی اور اوسے شروع سے ہی اس بات کے آثار نظر آتے تھے کہ جو بدامنی بنگال سے باہر برپا ہے اوسکا اثر اوسکی ولایتوں پر ضرور پڑیگا۔ بیقرار مرہٹوں کو پانی پت کی شکست فاحش سے جو صدمہ پہنچا تھا اوس سے وہ سنبھل رہے تھے۔ ۱۷۶۹ء میں پیشوا مادھوراؤ نے شمالی ہند کے فرمانرواؤں کی تاراجی کیلئے ایک کثیر فوج روانہ کی۔ مرہٹوں کا یہ غول جاٹوں اور راجپوتوں کی ریاستوں سے چوتھ وصول کر کے روہیلکھنڈ میں داخل ہوا اودھ کو دھمکایا۔ اور مغلوں کی فوجوں کو پسپا کر کے ۱۷۷۰ء کے موسم سرما میں دہلی میں داخل ہوگیا شاہی پائے تخت کے ایک مرتبہ اور مالک بنکر اونھوں نے شاہ عالم کو اوسکے عارضی مستقر الہ آباد سے مدعو کیا۔ کلکتے والوں نے اوسے ہر چند سمجھایا اور دھمکایا لیکن بقول عالمگیر کا یہ کمزور اور حریص بیٹا محض اس ہوس میں کہ جس مقام سے وہ ۱۷۵۸ء میں جان بچا کر بھاگا تھا واں ایک مرتبہ اور شہنشاہ کی حیثیت سے داخل ہوسکیگا اونکی باتوں میں آگیا۔

مرہٹوں کی جدوجہد

۱۷۷۱ء کے اواخر میں شاہ عالم سندھیا کی سوارہ فوج کی ہمرکابی میں دہلی میں داخل ہوا اور جن لوگوں نے اورنگ زیب کی سلطنت کی بری طرح بنیادیں ہلا دی تھیں انہی کی اعانت سے اوس نے اکبر کے تخت پر بیٹھنا گوارا کیا۔

روہیلوں کا خروج

ساحل جمنا کے قدیم اور مشہور شہر اور اوسکے گردونواح کے علاقے پر سات آٹھ سال سے شہنشاہ کے نام سے ایک نہایت معقول حکومت قائم تھی جسکا روح رواں روہیلوں کا سردار نجیب الدولہ تھا ۱۷۷۰ء میں اوسکے انتقال کے بعد اوسکے بیٹے ضابطہ خاں نے اوسکی جگہ لی۔ یہ دونوں شخص پہاڑی علاقے کے رہنے والے پٹھان تھے۔ انہی کے خاندان نے ہندوؤں کی قدیم ریاست کیتھیر کو جو گنگ بالا سے ہمالیہ کے شمالی مشرقی سمت میں

پھیلی ہوئی تھی فتح کر کے روہیلکھنڈ کا نام دیا تھا۔ اٹھارھویں صدی کے وسط میں روہیلکھنڈ کے زرخیز و سیراب خطے کو اونکے سرداروں نے آپس میں بانٹ لیا۔ جس زمانے میں یہ لوگ مرہٹوں یا نواب وزیر اودھ کے خلاف جنگ میں مشغول نہ ہوتے تو آپس میں لڑتے تھے لیکن خاص اور اہم خطرے کے وقت وہ سب حافظ رحمت خاں کے گرد جو اونکا قدیم اور معتبر ترین سردار تھا جمع ہو جاتے تھے۔

اسی قسم کا ایک خطرہ انھیں ۱۷۷۲ء میں پیش آیا جب کہ مرہٹوں نے روہیلکھنڈ کا رخ کیا۔ روہیلوں نے اپنے قدیم غنیم صفدر جنگ کے بیٹے شجاع الدولہ نواب وزیر اودھ سے مدد چاہی۔ چالاک وزیر نے مرہٹوں کے اخراج میں انھیں مدد دینے کا وعدہ اس شرط پہ کیا کہ رحمت خاں اوسے چالیس لاکھ روپے دے۔ شرائط طے پانیکے بعد جولائی ۱۷۷۲ء میں سر رابرٹ بارکر کے سامنے باضابطہ معاہدے پر فریقین نے دستخط کئے۔ دوسرے سال مئی میں اودھ اور بنگال کی متحدہ افواج کی آمد پر مرہٹے گنگا پار واپس چلے گئے۔ چند ماہ بعد پیشوا کی فوج متعدد ولایتوں کے مال غنیمت سے لدی ہوئی جنوب کی طرف نربدا کو عبور کرتی دکھائی دی۔ کیونکہ گھر کے قریب ہی جدید مہم پر روانہ ہونیکا اونکا ارادہ تھا۔

شہنشاہ شاہ عالم کا مرہٹوں سے اتحاد اور کمپنی کا اوسکے ساتھ سلوک

اسی اثنا میں بدبخت شہنشاہ شاہ عالم کو اونکی دوستی کے اون تمام وعدوں کی حقیقت معلوم ہوگئی جنکے لالچ میں آکر وہ مغلوں کے شاہی محلات میں واپس ہوا تھا۔ یہ جدید مربی مادھوجی سندھیا کے ہاتھوں سے جو شہنشاہ کی آڑ میں اپنی اون تمام تدابیر کو چھپانا چاہتا تھا جو پانی پت کی زک کو رفع کرنیکے لئے وہ اختیار کر رہا تھا ایک کٹھ پتلی بنکر رہ گیا۔ ایک مہم کے بعد جس میں یہ خود شریک تھا اوسکے حلیفوں نے اوسے حصہ دینے کے وعدے کے باوجود پورا مال غنیمت خود رکھ لیا۔ دہلی کے قریب بدامنی پھیلانی شروع کی اور جو فوج اونکے خلاف بھیجی گئی اوسے اونھوں نے شکست دی۔ اسکے بہترین سپہ سالار میرزا نجف خاں کو تکاجی ہولکر نے شکست دیکر پسپا کر دیا۔ دہلی کے دروازے فاتحین کے لئے کھولدئیے گئے۔ بیکس و بے بس شہنشاہ کو مجبوراً اپنے بہادر محافظ سے دست کش ہونا پڑا اور الہ آباد و کوڑہ کی جو ولایتیں کلائیو نے ۱۷۶۵ء میں دلائی تھیں وہ بھی مرہٹوں کی نگرانی میں دینی پڑیں۔

یہ سب کچھ ۱۷۷۲ء میں پیش آیا۔ بنگال کے انگریزی حاکم ان ولایتوں کو جو بہار کو اودھ سے ملاتی ہیں ایک ایسے بڑے غنیم کے قبضہ میں ہرگز نہ دیکھ سکتے تھے۔ ہیسٹنگز کے حکم سے

ان دونوں مقامات پر فوراً انگریزی فوجیں اوتار دی گئیں۔ اس معاملے میں گورنر کی مجلس بھی اوس سے متفق تھی۔ بنگال کے حکمرانوں اور نواب وزیر اودھ دونوں کے لئے یہ امر ضروری تھا کہ لیٹرے مرہٹوں کے غول کو اٹاوہ اور الہ آباد کے درمیانی علاقے سے دور رکھا جاوے۔ گورنر نے تو اس فوری حملے کو کچھ اہمیت نہ دی کیونکہ پیشوا نرائن راؤ کی عمر اونیس ۱۹ سال کی تھی اور مرہٹے بڑی مہموں سے تنگ آ گئے تھے لیکن مجلس نے فوری عمل تجویز کیا اور ہیسٹنگز نے اظہار افسوس کے بعد نہایت بیباکی سے اسکی ضرورت بالآخر تسلیم کی۔

کمپنی نے اپنے دونوں عہدہ دار بھیجدیئے تاکہ جب تک انکی نسبت کچھ فیصلہ ہو یہ کمپنی کی طرف سے ان ولایتوں کا انتظام کریں۔ ہیسٹنگز کو معلوم تھا کہ کمپنی اپنی سلطنت کی توسیع کے سخت خلاف ہے۔ وہ اس بات پر آمادہ تھا کہ اگر شاہ عالم اوسکے کہنے پر چلے تو وہ ان مقامات کو اپنی نگرانی میں لیکر اوسکی ذات کے لئے محفوظ رکھے گا۔ لیکن شہنشاہ کا اصرار تھا کہ جب تک بنگال کے خراج کا بقایا ادا نہ کیا جاوے وہ کچھ نہیں سن سکتا اس مطالبے کی گورنر اور اوسکے ساتھیوں نے قطعی پروا نہ کی۔ ۱۷۶۹ء و ۱۷۷۰ء کے قحط تک خراج کی باضابطہ ادائی کے لئے بنگال کا مال باہر جاتا رہا۔ بعد ازاں قحط کی وجہ سے رقم ادا نہ ہو سکی اور اسی عرصے میں شہنشاہ نے اپنے حلیف انگریزوں کا ساتھ چھوڑ دیا۔ وہ نہ صرف اونکے ذلیل ترین دشمنوں کے ہاتھ میں جا پھنسا بلکہ اوس نے حکومت بنگال کے خلاف سازش بھی کی اور میجر جان مارِیسن کو اپنا سفیر بنا کر انگلستان روانہ کیا اور اس امر کی کوشش کی کہ حکومت انگلستان بنگال کو کمپنی سے نکال کر وہاں کی حکومت راست اپنے تحت میں لے لے۔ شاہ عالم کو خراج ادا کرنا مرہٹوں کو متمول بنانا تھا جنکے ہاتھ میں وہ پھنس گیا تھا اور جنکی سازشوں میں وہ شریک تھا۔ ہیسٹنگز نے سلیوین کو لکھا کہ "ہم کو چھوڑنے اور ہمارے دشمنوں سے اتحاد کرنے کے بعد ہمیں کوئی مجبوری کمپنی کا مال برباد کرنیکی نہیں رہجاتی اور رو وہ بھی ایسی حالتیں جب کہ اوسکی وجہ سے خود ہمارے آقاؤں کے حقوق پورے نہیں ہوتے"۔ آیندہ غلط فہمی کو دور کرنیکی غرض سے ہیسٹنگز نے شاہ عالم کو آگاہ کر دیا کہ اب وہ بنگال سے خراج کی قطعی توقع نہ رکھے۔ مجلس نظما نے اس تجویز کو خوب پسند کیا۔ چند سال قبل اونھوں نے خود یہ تجویز پیش کی تھی کہ اگر شہنشاہ مرہٹوں یا اور کسی طاقت سے ملجاوے تو اوس کی اس حرکت کو خراج بند کرنیکا بہانہ بنایا جاوے۔

ہیسٹنگز خود تسلیم کرتا ہے کہ انگلستان و ہندوستان دونوں جگہ اکثر اصحاب نے اس فعل کو جرم قرار دیا لیکن اگر ایسا ہوا تو اسکا الزام مجلس نظما پر ہے۔ مِل جو ہیسٹنگز کا دوست نہیں وہ بھی یہی کہتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ خود شہنشاہ نے اپنے رویہ سے ہیسٹنگز کو اس خراج کے بند کرنیکا کافی موقع دیدیا جو ۱۷۵۶ء کے معاہدے کی رو سے قرار پایا تھا ہیسٹنگز کو یہ خیال کرنیکی معقول وجہ تھی کہ شاہ عالم اپنے جدید مربی کے ہاتھ میں ایک نہایت ہی خطرناک آلہ ہے۔ کلائیو نے اپنی فیاضی سے جو ولائتیں اوسے دیدی تھیں اون کو دوسروں کے حوالے کردینے سے اوس نے خود اوس معاہدے کو کالعدم کردیا جسکی رو سے وہ خراج کا مستحق تھا۔ مصلحت اور عام مسلک کی بنا پر ہیسٹنگز نے اوس معاہدے کی شرائط کی تکمیل سے انکار کردیا جسے اوسکا سابق حلیف خود توڑ چکا تھا۔ اوسکی جگہ جو مدبر ہوتا وہ یہی کرتا۔

روہیلوں کا نواب وزیر سے تنازعہ

چونکہ شہنشاہ نے خراج سے دست کش ہوکر ان ولائتوں کو حاصل کرنے سے انکار کیا لہذا ہیسٹنگز نے انھیں اپنے حلیف ہمسایہ کو چند شرائط پر دینے کا فیصلہ کردیا۔ شجاع کو خود انگریزوں کی مدد درکار تھی۔ رحمت خاں سے جس رقم کا وہ مطالبہ کررہا تھا وہ وصول ہوتی نظر نہیں آتی تھی کسی نہ کسی بہانے سے روہیلے مطالبے کو ٹال دیتے تھے۔ وزیر اودھ اوس وقت کو بھول گیا تھا جب کہ بکسر کی شکست کے بعد رحمت خاں کے ہموطنوں نے اوسے پناہ دی تھی اس موقع سے فائدہ اٹھاکر اوس نے روہیلوں کے خلاف اپنے باپ کی حکمت عملی پر عمل کیا رحمت خاں کی جگہ محافظ کا خطاب اوس نے شہنشاہ سے حاصل کرلیا۔ اب صرف ایک یہ کام باقی رہ گیا کہ اگر انگریزوں کی مدد نہ ملے تو کم ازکم اونکی رضامندی ہی حاصل کرلیجاوے۔

بنارس میں مجلس کا انعقاد

۱۷۷۳ء کے اوائل میں جو تجاویز اوس نے پیش کیں اون کے جواب میں ہیسٹنگز نے اپنی مجلس کی رائے کے مطابق وزیر سے ملاقات کی خواہش کی۔ پہلی ملاقات اگست کے مہینے میں بنارس میں ہوئی اور تقریباً پندرہ دن تک اسکا سلسلہ قائم رہا ملاقات اس قدر راز میں ہوئی کہ سر رابرٹ نے اپنی علٰحدگی کی خاص طور پر شکایت کی۔ ۷ ستمبر کو معاہدے پر دستخط ہوئے جسکی رو سے الہ آباد اور کوڑہ پچاس لاکھ کے معاوضے میں وزیر کو دے گئے۔ اسکے ایک جزو کی ادائی نقد قرار پائی اور باقی کی دوسال کی مدت میں۔ ماہانہ اخراجات کی

باہر ثابت ہوچکی تھی اپنی حکومت برقرار رکھنے کا کوئی حق حاصل نہ رہا تھا لہذا اوسے اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ دریائے گنگ کی سرحد کی حفاظت کسی اور موزوں شخص کے سپرد کیجاوے۔ ہیسٹنگز کے اس مسلک میں نمایاں حصہ اوس مالی دشواری کا نظر آتا ہے جو بنگال کے فرمانرواؤں کی پریشانی کا خاص باعث تھی۔ اوسے اس بات کا یقین نہ تھا کہ انگلستان میں اوسکے اس مسلک کی تائید ہوگی کیونکہ وہاں عام اصولوں پہ زیادہ زور دیا جاتا ہے اور اون واقعات کی کم پروا کیجاتی ہے جنکی وجہ سے اون اصولوں میں استثنا کرنا پڑتا ہے لیکن اوسے بذات خود یہ اطمینان تھا کہ محض اتفاق سے اوسکے ہاتھ ایسے ذرائع آگئے ہیں جو بے ضرر ہیں اور جنکی بدولت وہ کمپنی کو اوسکی مصیبت کے وقت فائدہ پہنچا سکتا ہے سالیون کو وہ لکھتا ہے کہ "کمپنی کی خارجی ضروریات کے علاوہ جنکا مجھے علم تھا اوس کی ذاتی مشکلات اس قدر سخت تھیں کہ کمپنی کی فوجوں کو جدھر بھی بڑھانے کا مجھے موقع ملتا میں اونکی تنخواہ اور اونکا صرفہ بچانیکے لئے اونھیں بھیجدیتا۔"

جو طرز عمل اوس نے اختیار کیا اور جنکی مذمت برابر ہوتی رہی ہے اور جن میں میکالے کے مندرجہ ذیل شاندار الفاظ سے کوئی نہیں بڑھ سکا کہ "اوس نے ایک سرسبز و شاداب خطے اور معقول حکومت کے بے گناہ فرمانرواؤں پر بلا وجہ اقدامی جنگ کی"۔ اوس میں مرہٹوں کا خوف بھی شامل تھا۔ پانی پت کی خونریز جنگ کے بعد سے مرہٹے جو بتدریج ترقی کر رہے تھے اوسے ہیسٹنگز نہایت ہوشیاری اور بے چینی سے دیکھ رہا تھا مدراس کے قیام سے اوسے اندازہ ہوگیا تھا کہ ان مرہٹوں کی حرص۔ اون کے فریب اور اونکی اولوالعزمی شمالی ہند کی منتشر سلطنتوں میں کیا کچھ مصیبت برپا نہ کریگی۔ اگر سیواجی کے ہموطنوں نے روہیلکھنڈ میں ایک مرتبہ قدم جما لئے تو اودھ کی ریاست بھی اونکے بس میں آجاویگی اور انگریزوں کو بنگال بچانیکے لئے ایک سخت لڑائی لڑنی پڑیگی۔ روہیلوں کی بیگناہی تو اونکی مراسلت سے ثابت ہوگئی جو وہ سندھیا اور ہولکر سے کر رہے تھے اور جو اودھ کے لئے سخت مضر تھی۔ شجاع کا قرضہ ادا کرنیکے بجائے وہ گنگا کی طرف سے کانپور پر حملہ کرنیکی فکر میں تھے۔ روہیلکھنڈ کی رعایا آرکیڈیا کی ضرب المثل نعمتوں سے مستفید ہونے کے بجائے تباہ حالت میں تھی۔ دائمی جنگ و جدال کے میدان میں وہ رہتے تھے۔ اپنے آقاؤں کے تشدد اور بے رحم مرہٹوں کے غیر محدود حملوں سے ہمیشہ کی مصیبت میں پھنسے ہوئے تھے۔

روہیلوں کی حقیقت

ادائی اسکے معاوضے میں شجاع کو ایک برطانوی فوج کی کمک اس شرط پر دیگئی کہ جنگ مذکورہ کے ختم پر وہ کمپنی کو چالیس لاکھ روپے ادا کرے۔

ہیسٹنگز کو خوف تھا کہ مرہٹے موقع پاتے ہی دوبارہ حملہ ضرور کریں گے۔ شاہ عالم پر اوسے اعتبار نہ تھا برطانوی مفاد کے لئے شجاع کو اپنے ساتھ ملانا ضروری سمجھا تھا کمپنی کی مالی حالت سنبھالنے کی بھی فکر دامنگیر تھی۔ ان سب باتوں سے متاثر ہوکر وہ اپنے قابل مگر ناعاقبت اندیش و بدنیت حلیف کا ہم خیال ہوگیا اور بنارس کا معاہدہ اپنی جیب میں ڈالکر وسط ستمبر میں کلکتے روانہ ہوگیا مجلس کے بارہ اراکین میں سے صرف سر رابرٹ بارکر نے معاہدے پر نکتہ چینی کی۔ جب اوس نے یہ دلیل پیش کی کہ شہنشاہ نے ۱۷۶۵ء میں جو اختیارات کمپنی کو عطا کئے تھے وہ کسی دوسرے کو بھی دے سکتا ہے تو ہیسٹنگز نے جرأت کے ساتھ کہا کہ کمپنی کی حکومت مغل شہنشاہ کی کسی سند پر قائم نہیں۔ "تلوار کے زور سے بنگال فتح کیا گیا ہے اور تلوار ہی اوسکی حفاظت کریگی اور اگر خدانخواستہ یہ سلطنت ہمارے ہاتھ سے نکل جاویگی تو اوسکا دوسرا مالک بھی اسی قدرتی فرمان کے زور پر یہاں قابض ہوگا۔"

انگریزوں کی جو حیثیت ہندوستان میں تھی اوسے ان صاف الفاظ میں ظاہر کردیا گیا۔ کلائیو اور نظام کی یہ مصلحت رہی ہو کہ جن ولایتوں کو کمپنی کی افواج تلوار کے زور سے فتح کرچکی ہیں اون پر قابض رہنے کے لئے دہلی کے برائے نام شہنشاہ کی باضابطہ سند حاصل کی جاوے۔ ۱۸۵۷ء کے طوفان تک کمپنی کی پالیسی یہی رہی اور قانونی سندوں کا ظاہری احترام جاری رہا لیکن جو حقیقت ہے وہ ظاہر ہے حتیٰ کہ اوس وقت تک ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت تلوار کے زور سے ہی قائم ہے ہیسٹنگز کے صاف الفاظ نے اون تمام قانونی شکنجوں کو توڑ دیا جو حقیقی واقعات پر غالب آنے لگے تھے۔ اپنے آقاؤں کی حتی الوسع خدمت کرنیکی خواہش سے اور اپنے مدبرانہ طرز سے اوس نے معاملے پر غور کیا اور اس انتظام میں کمپنی کا مالی فائدہ اور مرہٹوں کی مدافعت کا ذریعہ اور ایک وفادار حلیف کو تقویت پہنچانے کی سبیل دیکھ کر اوس نے اسے انجام دیا۔ اوسکے نزدیک بلحاظ جغرافیہ و بلحاظ سیاسیات اودھ اور روہیلکھنڈ کا ایک دوسرے سے وہی تعلق ہے جو الزبتھ کے زمانے سے قبل اسکاٹلینڈ اور انگلستان کے درمیان تھا۔ روہیلوں کے سرداروں کو وہ کمزور اور تکلیف دہ فرقہ سمجھتا تھا اوسکے نزدیک انھیں اس ملک پر جسکی حفاظت اونکے اختیار سے

خود روہیلوں کے سرداروں میں نا اتفاقی تھی۔ ان میں سے چند وزیر اودھ کے ساتھ تھے چند غیر جانبدار رہے اور اکثروں نے بادل ناخواستہ رحمت خاں کا ساتھ دیا۔

روہیلوں کے خلاف جنگ کرنیکے دلائل

ہیسٹنگز نے روہیلوں کے ساتھ جو مسلک اختیار کیا وہ ایک اعلےٰ سیاسی مصلحت پر مبنی تھا۔ وزیر کمپنی کا تنہا مفید حلیف تھا اور روہیلوں کی طاقت ہیسٹنگز کے نزدیک ایک عرصے سے اودھ کے لئے مضر ثابت ہو رہی تھی ہیسٹنگز کو خوف تھا کہ روہیلے اپنے طاقتور ہمسائے کے حسد سے کسی نہ کسی وقت مرہٹوں سے ملجادیں گے لہذا اودھ اور بنگال کو جو خطرات درپیش آویں گے اونکی مدافعت روہیلکھنڈ کی تسخیر سے ہی ہو سکتی ہے۔ اسی مراسلہ میں وہ یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ اس طور سے ہمارے حلیف کی ریاست مکمل اور محفوظ ہو جائیگی اور اسکے بعد نہ اوسے گنگا کی طرف سے کسی حملے کا خوف رہے گا اور نہ بہار اور تبت کے پہاڑی علاقے کی طرف سے مزید براں ہماری فوجیں بوقت ضرورت اوسکی اعانت اور اوسکی مخالفت کے لئے بآسانی اوسکے علاقے میں داخل ہو سکیں گی۔ اس ذریعہ سے اوسے معقول دولت ملیگی جس میں ہمارا بھی حصہ ہوگا اور بغیر کسی مخدوش اضافے کے اوسکی ریاست مستحکم ہو جاوگی۔ وزیر کی سرحد مرہٹوں سے ملجاویگی جسکی وجہ سے اوسکا دارومدار ہم پر اور بھی زیادہ ہو جاویگا۔ اور ہم دونوں کا باہمی اتحاد بھی زیادہ اُستوار ہو جاویگا۔"

روہیلوں سے جنگ

وزیر نے روہیلکھنڈ کی تسخیر کے لئے نہایت مناسب وقت منتخب کیا تھا۔ ۱۷۷۳ء کے آخری ہفتوں میں اوسکی ابتدائی نقل و حرکت کو روکنے کے لئے مرہٹوں کی فوج دوآب میں موجود نہ تھی الہ آباد اور کوڑہ جو وزیر کو دئے گئے تھے اونکی توثیق شاہ عالم نے کردی تھی اور روہیلوں کے خلاف اوسے مدد دینے کے لئے اپنی ایک فوج کو بھی اوس نے حکم دیدیا تھا۔ مارچ ۱۷۷۴ء میں کرنل چیمپین (Colonel Champion) کی فوج نے شجاع کی درخواست پر کرمناسا کو عبور کیا اور اپریل میں متحدہ افواج روہیلکھنڈ میں داخل ہوئیں۔ بنارس کے معاہدے کے مطابق ہیسٹنگز نے مڈلٹن کو سیاسی ایجنٹ مقرر کرکے لکھنؤ بھیجدیا تھا۔ ۲۳ اپریل کو تقریباً چالیس ہزار روہیلے کٹرا کے قریب پسپا ہوئے چیمپین کی باقاعدہ فوج نے خوب خونریزی کی اوسکی مشاق توپوں کی آتش رسانی نے پے در پے حملوں کی مدافعت کی اور اوسکی پیدل کی آتش باری کے سامنے سے جس میں زیادہ تر دیسی سپاہی تھے غنیم فوراً بھاگ نکلا رحمت خاں خود کشتوں میں پایا گیا۔ لڑائی ختم ہونیکے بعد شجاع نے جو دور سے تماشا دیکھ رہا تھا اپنے سپاہیوں کو لوٹ مار کیلئے

چھوڑ دیا اور اونھوں نے اس بُرے طریقے سے لوٹ مچائی کہ اون کے حلیفوں نے تنگ آکر اونکے خلاف سخت اعتراض کیا۔ اونھوں نے کہا کہ "فتح ہم نے حاصل کی ہے فائدہ یہ مردود اوٹھا رہے ہیں"

اگر جنگ کا پورا کام شجاع الدولہ نے اپنے حلیفوں پر چھوڑ دیا تھا تو بعد میں وہ اونھیں معقول حصہ دینا بھی نہ بھولا۔ اس مہم کے اختتام پر جو سال کے ختم تک جاری رہی اوس نے چیمپین کی فوج کو ساڑھے دس لاکھ روپیہ انعام دیا جو اوس زمانے میں ایک لاکھ تیس ہزار پونڈ کے مساوی تھا۔ ایک قلیل فوج کیلئے یہ کوئی معمولی رقم نہ تھی۔

انگریزی سپہ دار کو انعام

فیض اللہ خاں جو بادل ناخواستہ جنگ میں شریک ہوا تھا روہیلوں کی بقیہ فوج کو لیکر پہاڑی علاقے میں چلا گیا۔ چیمپین کی فوج اگست تک اپنا کام ختم کر سکی لیکن روہیلوں میں آیندہ مقابلے کی سکت باقی نہ تھی۔ وزیر نے شرائط صلح بھی پیش کر دیں۔ چونکہ اونکا سامان رسد قریب الختم تھا اور چیمپین پہاڑوں کی طرف جہاں اونھوں نے پناہ لی تھی بڑھ رہا تھا لہذا اون میں سے کم از کم فیض اللہ خاں نے ان شرائط کو قبول کر لیا اور ایک کثیر رقم کی ادائی کے بعد اوسے اپنے باپ کی جاگیر رام پور پر قبضہ برقرار رکھنے کی اجازت دیدیگئی اوسکے تقریباً اٹھارہ ہزار ساتھیوں کو میرٹھ کے قریب کے علاقے میں جو ضابطہ خاں کو اودھ کا ساتھ دینے کے معاوضہ میں عطا کیا گیا تھا گنگا پار جانے پر مجبور کیا گیا۔

روہیلوں پر مظالم

یہ ایک واقعہ ہے کہ روہیلکھنڈ کی تسخیر میں فاتحین کے ہاتھ اون مظالم اور ناانصافیوں سے آلودہ تھے جو مشرقی لڑائیوں میں عام ہیں۔ لیکن جن دردناک قصوں کو میکالے نے برک کی طرح عوام کے ذہن نشین کرا دیا ہے وہ تحریری واقعات سے بہت مختلف ہیں۔ چند گاؤں ضرور جلائے گئے ہونگے اور لوٹے بھی گئے ہوں گے۔ کچھ خون ناحق بھی ہوا ہوگا۔ اوس سرزمین کا کچھ خطہ تاراج بھی کیا گیا ہوگا۔ شجاع الدولہ مشرقی حکمرانوں سے نہ بہتر تھا نہ بدتر۔ اور نہ اوسکے اور حافظ رحمت کے سپاہیوں میں کچھ فرق تھا۔ یہ سمجھنا حماقت ہے کہ فاتحین روہیلکھنڈ کے زرخیز خطے کو صحرا بنا کر چھوڑ دیں گے یا رعایا کو جسکی محنت وصنعت سے وہ اپنی آمدنی کی توقع رکھتے ہیں نیست ونابود کر ڈالیں گے۔ اوسکے ایک طرف کرنل چیمپین تھا دوسری طرف خود ہیسٹنگز کا ایجنٹ مڈلٹن دونوں نے نہایت سختی سے مخالفت کی اور مڈلٹن نے تو ازراہ ہمدردی و انصاف اوسے دھمکی تک دی۔

عام روایات کی تردید

چیمپین ایک معقول افسر تھا لیکن اوسکے احساسات و جذبات اوسکے دماغ پر حاوی ہوجاتے تھے۔ مڈلٹن کے حسد میں اوس نے وزیر کے خلاف تمام لغو حکایتوں کو قبول کرلیا۔ اوس نے جو رپورٹ کلکتے بھیجی وہ اوس کے مطابق نہ تھی جو مڈلٹن نے ہیسٹنگز کو بھیجی تھی۔ ہیسٹنگز نے کرنل کی یاد دہانی کی کہ اگر وہ چاہے تو نواب وزیر کو انصاف و رحم کی ترغیب دلانے کے لئے اون متعدد ذرائع کو استعمال کرسکتا ہے جو اوسے حاصل ہیں۔

ہیسٹنگز نے بعد میں یہ دلیل پیش کی کہ برطانیہ کے نام و ناموس کا محافظ چیمپین تھا اگر اوس پر کوئی حرف آیا تو بجز چیمپین کے اور کوئی اسکا ذمہ دار قرار نہیں دیا جاسکتا۔ مڈلٹن کو جو خطوط اوس نے لکھے اون میں وہ برابر اس بات پر زور دیتا ہے کہ رحمت کے خاندان کی اعانت میں وہ اپنا پورا اثر صرف کرے اور اگر نواب وزیر اپنی نئی رعایا کے ساتھ ظلم و تشدد کرے تو وہ اوسکی سختی سے مخالفت کرے اور ہر قسم کے ظلم اور بے رحمی کے خلاف انگریزوں کی نفرت کا اظہار کرے اور آخر میں اوسے دھمکی دے کہ اوسکے انگریز حلیف اوسکا ساتھ چھوڑ دینگے۔

چیمپین کی اڑائی ہوئی افواہیں

وزیر کو بدنام کرتے وقت چیمپین بھول گیا کہ ۱۷۶۲ء کی مہم میں خود اوس نے شجاع کے ایک ہزار سے زیادہ گاؤں جلا دئے تھے اور وینسٹارٹ کو لکھا تھا کہ "اگر جون میں بارش شروع نہ ہوجاتی تو میں اس سے کہیں زیادہ نقصان کرتا"۔ چیمپین درحقیقت ہیسٹنگز سے اس بات پر جلا ہوا تھا کہ اوس نے نہ تو اوسے حکومت اودھ پر پورے اختیارات دئے اور نہ اوسکی فوج کو لوٹ مار میں حصہ لینے دیا۔ ایک سال بعد خود اوسکا بیان جو قلمبند کیا گیا اوس سے اوسکے سابق بیانات اور روایات کا ابطال ہوگیا۔ پہلی مرتبہ فارسیٹ نے دوسرے افسروں کے بیانات اور ہمعصر نامہ نگاروں کے مواد کو تین قابل قدر جلدوں میں شائع کیا ہے۔ اب اس اشاعت کے بعد عقل اون تمام حکایات کو تسلیم نہیں کرسکتی جنھیں میکالے اور برک نے چیمپین کی گھڑی ہوئی روایات اور فرنسس کی اڑائی ہوئی افواہوں کی بنا پر عوام کے ذہن نشین کرادیا ہے۔

ہیسٹنگز کے ہم رتبہ لوگوں میں سے شاید ہی کسی کو دوسروں کے ذاتی عناد اور مخالف فرقوں کے مقررین اور مصنفین اور یک طرفہ اعتراضات اور غلط فہمیوں سے اتنا نقصان پہنچا ہوگا جتنا کہ اوسے پہنچا ہے۔ اوسکے زمانے کے ایک نامہ نگار نے نہایت سنجیدگی سے بیان کیا ہے کہ روہیلوں کے پانچ لاکھ خاندان جمنا پار بھگا دئے گئے

اور روہیلکھنڈ کا خطہ ایک غیر آباد صحرا بن گیا ہے۔ مِل تک یہ لکھتا ہے کہ جو شخص روہیلا کہلاتا تھا وہ یا تو ہلاک کر دیا گیا یا جلا وطن اور فرار ہو کر اپنی جان بچا سکا۔" اور میکالے چیمپین کے بیان میں رنگ آمیزی کر کے تحریر کرتا ہے کہ " ایک لاکھ سے زیادہ باشندے اپنے مکان چھوڑ کر تباہی کے جنگلوں کو بھاگ گئے تاکہ اوس شخص کے ظلم اور سفاکی سے وہ بچ سکیں جسکے ہاتھ عیسائی حکومت نے اونکے جان و مال اور اونکی عورتوں اور بیٹیوں کی عزت بیچ ڈالی تھی ہیسٹنگز اپنے ہاتھ باندھ کر کھڑا تماشا دیکھتا رہا۔ اوسکے سامنے اون کے گاؤں جلا دئے گئے بچے ذبح کر ڈالے گئے۔ اور اونکی عورتوں کی عصمت دری ہوتی رہی،، جو کچھ حقیقی واقعہ ہے وہ ہم دیکھ چکے ہیں اور وہ اس سے قطعی مختلف ہے۔ روہیلوں کے تباہ یا تہ تیغ کئے جانیکا اب وہ مفہوم نہیں جسکے ادا کرنیکے لئے ان الفاظ کو ابتدا میں استعمال کیا گیا تھا بلکہ اوس سے اون چند پٹھانوں اور اونکے اٹھارہ ہزار آدمیوں کا اخراج مراد ہے جنھوں نے خود یا جنکے قریبی آبا و اجداد نے تلوار کے زور سے اس سرزمین کو تسخیر کیا تھا۔ ان پٹھانوں میں سے کئی ہزار فیض اللہ خاں اور دوسرے سرداروں کے ساتھ مقیم رہے۔ دس لاکھ ہندو کاشتکار وغیرہ بھی باقی رہے۔ ہیملٹن (Hamilton) کے بیان کے موافق فرمانرواؤں کی تبدیلی کا اون پر کچھ اثر بھی نہیں پڑا۔ اگر اونکا ملک تباہ ہو گیا ہوتا تو لازمی طور پر بھوکے مر گئے ہوتے۔ ان فرضی اور خیالی مظالم کے منظر کا تماشا دیکھنے کے بجائے ہیسٹنگز نے اوس فاتح کا ہاتھ روکنے کی پوری کوشش کی جو اپنے ذاتی اغراض و مفاد کی خاطر مظلوموں کے مصائب اور اونکی تباہی سے غافل ہو گیا تھا۔

ایک سیاسی مجبوری

برطانوی افواج کے اس جنگ میں حصہ لینے پر ہیسٹنگز کے خلاف الزامات کا طومار بندھ گیا ہے۔ بنارس کے معاہدے کی توثیق کے ساتھ میں نظما نے اپنے مراسلے میں درحقیقت دیسی سلطنتوں کی باہمی جنگ میں اپنے سپاہی دینے کی ممانعت کی تھی لیکن اونکی ممانعت اونکے اوسی مسلک پر مبنی تھی جسکی بنا پر وہ اپنے ملازمین کو جنوبی ہند کی جنوبی کارروائیوں سے روکتے رہتے تھے۔ جارج سوم کے زمانے کے مدبروں کو اپنے زمانے کے اعلیٰ اصولوں سے جانچنا سراسر ناانصافی ہے۔ ہیسٹنگز کے ہمعصروں کے اعلیٰ جذبات تو وہ نفس امریکہ کے حبشیوں کو شمالی امریکہ میں اپنے ہموطنوں کے خلاف لڑانے سے بھی نہ روک سکے۔ روہیلوں کی جنگ کے تین سال بعد مجلس اعیان کے ایک رکن نے کہا کہ " خدا اور اوسکی قدرت نے

جو کچھ ذرائع ہمیں عطا کئے ہیں ہم اون سب کو استعمال کرنے میں حق بجانب تھے"۔ صرف لارڈ چیتھم نے تنہا کھڑے ہوکر "وحشی جنگ کے ان خوفناک دوزخی کتوں" سے کام لینے پر سب کو برا بھلا کہا۔ چیمپین کی فوج میں بھی زیادہ تر اسی نسل کے سپاہی تھے جس نسل سے نواب وزیر کے آدمی تھے اور یہ روہیلے پٹھانوں سے کم وحشی نہ تھے لیکن چیمپین اور اوسکے رفیقوں نے اونکی زیادتیوں کے بیان میں حد درجہ مبالغہ کیا ہے۔

ایک جدید مولف نے جو کوئی معمولی شہرت کا آدمی نہیں اس مسئلہ پر ان الفاظ میں بحث کی ہے کہ "روہیلوں پر حملہ کرنا ہی اصولی غلطی تھی کیونکہ اونھوں نے ہمیں کبھی اس قسم کا اشتعال نہیں دلایا تھا"۔ لیکن ہیسٹنگز نے دو برائیوں میں اوسے منتخب کیا جو کم بری تھی۔ اگر روہیلوں نے راست کوئی اشتعال نہیں دلایا تھا تو مرہٹوں سے اونکی سازشیں بنگال و اودھ کے لئے دائمی خطرے کا باعث تھیں۔ اوس نے خیال کیا کہ اون کے ہاتھوں خود پس جانیکے خطرے کو برقرار رکھنے سے اونہی کے پیس دینے میں شریک ہونا زیادہ بہتر ہے۔ اوسے بھی مجبوراً وہی سیاسی اور دفاعی عمل اختیار کرنا پڑا جو انگلستان کے انگریز مدبروں نے نپولین بوناپارٹ کی جنگ کے دوران میں دو قابل یادگار موقعوں پر ڈنمارک کے خلاف اختیار کیا۔ علاوہ ازیں ہیسٹنگز نے خیال کیا کہ ایک ایسے حلیف کو مدد دینا عین انصاف ہے جسکی وفاداری کا کامل ثبوت مل چکا تھا جسکے مطالبات رحمت خاں کے خلاف ایک معاہدے پر مبنی تھے جس میں ایک انگریز سپہ دار کی راست تصدیق شامل تھی ہیسٹنگز کی مجلس نے اپنے مراسلات میں نظما کو خاص طور سے کمپنی کے اقتدار و اتحاد کو برقرار رکھنے کی مجبوری جتائی اور یہ جتلا دیا کہ معاہدے پر جنرل بارکر کے دستخط ہو جانیکے بعد کمپنی قطعی طور پر اوس کی ضامن بنگئی اور وزیر سے جو اتحاد قائم ہوچکا تھا اوسکی بنا پر روہیلوں کی مکاری سے اوسے نجات دلانا کمپنی کا فرض تھا۔ کیا کمپنی کے حلیف سے عہد شکنی کرنا اور دونوں کے دشمن مرہٹوں سے سازش کرنا اوس عمل کے لئے جو ہیسٹنگز نے اس جنگ میں اختیار کیا کافی اشتعال نہیں۔؟

چھٹا باب

قانون تنظیم

۱۷۷۳-۱۷۷۵

ہیسٹنگز کے عہد کے پہلے ہی سال میں پارلیمنٹ کی ذیلی مجلسوں نے جنکی تحقیقات کی بنا پر لارڈ نارتھ کا پیش کردہ قانون تنظیم ۱۷۷۳ء عمل میں آیا کمپنی کے تمام معاملات کو کایا پلٹ کر دیا ہیسٹنگز نے مجلس نظما کو لکھا کہ "اب تک آپ کا جو کچھ دستور ہے وہ محض چند قدیم منشوروں پر مشتمل ہے جو آپکے تجارتی مقبوضات کے انتظام۔ برآمد کے نرخ اور سالانہ سرمایہ کی شرائط مقرر کرنیکے لئے جاری کئے گئے تھے"! لہذا کوئی تعجب کی بات نہیں کہ "یہ ایک معقول سلطنت کی حکومت اور اوسکی دولت کو افراد کے تشدد اور غبن سے محفوظ رکھنے کیلئے ناکافی ثابت ہوئے" یہ پہلا موقع تھا کہ برطانوی قانون سازوں نے سنجیدگی کے ساتھ اس امر کی کوشش کی کہ ہندوستان میں ایک دستور قائم کیا جاوے جو کمپنی کی تبدیل شدہ سرکاری حیثیت کے موزوں ہو۔

اس جدید قانون کی رو سے ہر ناظم کی مدت ایک سال کے بجائے چار سال قرار پائی اور مجلس سرمایہ داران میں رائے دینے کے حق کے لئے پانسو پونڈ کے بجائے ایک ہزار پونڈ کے حصے کی شرط لازم کی گئی اور یہ قرار پایا کہ کسی ناظم کو چار رائے سے زیادہ کا حق نہیں ہوسکتا گورنر بنگال کو گورنر جنرل بنا دیا۔ اوسکی مجلس کی تعداد گھٹا کر چار کردی گئی اور مدراس بمبئی کی حکومتیں ان دونوں کی نگرانی میں دیدی گئیں۔ گورنر جنرل کی تنخواہ پچیس ہزار اور مجلس کے ہر رکن کی دس ہزار پونڈ سالانہ مقرر ہوئی۔ گورنر جنرل کے تحت جو ولایتیں تھیں اونکی برطانوی رعایا کے لئے انگریزی قانون کے مطابق انصاف کرنیکے واسطے کلکتے میں ایک صدر عدالت العالیہ قائم ہوئی جس میں ایک میر مجلس اور تین ماتحت ججوں کا تقرر ہوا۔ علاوہ ازیں یہ بھی قرار پایا کہ تمام سول و فوجی معاملات کے متعلق جو کاغذات انڈیا ہاؤس میں وصول ہوں اونھیں وزارت کے ہر رکن کے پاس پندرہ دن کے اندر اطلاع کی غرض سے بھیجا جاوے تاکہ اگر وہ اونھیں پڑھنا چاہیں تو پڑھ لیں لیکن اونھیں اون پر کوئی حکم دینے کا اختیار نہ ہوگا۔ کمپنی کے تمام تجارتی حقوق مع نمک۔ چھالیا تمباکو کے اجارے کے

محفوظ رکھے گئے ہیسٹنگز پر حکومت کا اعتماد ظاہر کرنے کے لئے اوسے گورنر جنرل مقرر کیا گیا۔ انڈیا ہاؤس کے سابق مشوری حقوق میں جو کمی ہوئی اوسکی مخالفت کو دبانیکے لئے سرکاری خزانے سے اسے چودہ لاکھ پونڈ کا قرضہ منظور کر دیا گیا۔

جدید کونسل اور اوسکے ارکان

مجلس کے جدید اراکین میں صرف رچارڈ بارول (Richard Barwell) سابق ارکان میں سے تھا۔ باقی تین جنرل کلیورنگ (General clavering) کرنل مانسن (Colcnel Monson) اور فلپ فرینسس کو لارڈ نارتھ کی وزارت نے حکومت ہند کو پارلیمنٹ اور تاجدار انگلستان کی مرضی کے موافق ڈھالنے کے لئے خاص طور پر منتخب کیا۔ اگر بارول ہیسٹنگز کی رائے پر چلے تو بھی وزارت کے نامزد کردہ اراکین کو ایسی مجلس میں۔ جہاں سب کو مساوی رائے کا حق حاصل تھا تفوق حاصل رہتا تھا جہاں تک سابق دستور کی خرابیوں کا تعلق تھا وہ جدید دور میں دوبارہ عود کر آئیں اور برطانوی مقبوضات ہند کے گورنر جنرل کے ہاتھ بہ نسبت سابق گورنر بنگال کے بھی زیادہ سختی سے بندھے ہوئے تھے۔ معمولی اور رسمی طور پر جدید اراکین کو ہدایت کر دی گئی تھی کہ وہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں باہمی اخلاص و اتحاد پیدا کریں لیکن بہت جلد محسوس ہوگیا کہ اونکے ذاتی تعصبات یا اون قواعد کے حقیقی مفہوم کے مقابلے میں جو خاص طور پر انکی رہنمائی کے لئے بنائے گئے تھے اس قسم کی ہدایت کی کیا وقعت ہوسکتی تھی۔

بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ۱۷۷۳ء کے قانون نے بجز کمپنی کے سیاسی انتظامات پر پارلیمنٹ کو نگرانی کا حق عطا کرنے کے اور قطعاً کچھ طے نہیں کیا۔ اس سے مجلس نظما کے جائز اور ناجائز اختیارات میں البتہ کمی ہوئی۔ لیڈن ہال اسٹریٹ کے اندر کفایت کا مادہ بھی پیدا ہوگیا۔ ہندوستان کی برطانوی رعایا کو اسکی بدولت قانون و انصاف کے وہ ضابطہ اور مقررہ اصول بھی حاصل ہوگئے جو انگلستان میں رائج تھے لیکن مختلف عہدہ داروں کے باہمی تصادم اور اونکے غیر طے شدہ اختیارات کے نقائص کو دور کرنے کے بجائے اوس نے انہیں اور اوکسا دیا۔ گورنر جنرل کو قطعاً بیکار کر دیا اوسکی خارجی پالیسی کا قطعاً خاتمہ کر دیا اور کلکتے کی مجلس اور عدالت العالیہ کے درمیان ایک سخت طولانی نزاع کی بنا ڈالدی۔ ہندوستان کی معقول حکومت کے لئے ایک مکمل مشین قائم کر دی گئی لیکن اوسے چلانے اور اوس سے مناسب طور پر کام لینے کی ترکیب کو قطعاً نظر انداز کر دیا مجلس کے جدید ارکان

اپریل ۱۷۷۴ء میں ہندوستان روانہ ہوئے۔ جہاز میں میر مجلس عدالت العالیہ سر ایلیجا امپی اور اوسکے تین ماتحت تھے چیمبرز ہائیڈ اور لیمسٹر (Chambers, Hyde, Lemister) بھی اوسی دن روانہ ہوئے۔ سفر میں دونوں جہاز ساتھ ساتھ رہے۔ ان میں سے چند شخص اپنے ساتھ اپنے بیوی بچے بھی لائے۔ تین ارکان جو مقرر ہوئے تھے اون میں کلیورنگ جو سپہ سالار فوج مقرر ہوا تھا ایک دیانت دار مگر سر پھرا سپاہی تھا ۱۷۵۹ء میں اوس نے گوڈیلوپ (Guedelope) پر حملہ کیا تھا۔ پارلیمنٹ میں اسکا معقول اثر تھا اور اوسی وجہ سے لارڈ نارتھ اور بادشاہ کی اس پر عنایت تھی ہیسٹنگز کہتا ہے کہ "یہ میرے خلاف تعصب لیکر آیا اور ایسے آدمیوں کی یہ بات سن لیتا ہے جنکا خاص مقصد اس تعصب کو بڑھانا ہے" جارج مانسن ہندوستان کی مہمات میں ساحل پر لڑ چکا تھا اور منیلا (Manilla) کی فتح ۱۷۶۲ء میں اسکا نمایاں کارنامہ تھا۔ یہ ایک ادنیٰ قابلیت کا خود غرض۔ تند مزاج اور سرکش شخص تھا لیکن جو کوئی اسکی ذرا عزت کرتا اوسکے ساتھ یہ ہو لیتا۔ اس اتحاد ثلاثہ کا تیسرا رکن فرنسس تھا یہ ایک قابل۔ اسلئے دماغ مہذب اور زور دار شخص تھا۔ کئی سال محکمہ جنگ کے دفتر کا یہ صدر محرر رہا مبصرین کی رائے ہے کہ مشہور مراسلات جونیس (Letters Of junius) کے مصنف سے مشابہ ہے۔

فرنسس کی سوانح عمری کے مصنف ہرمین میریول (Herman merivala) کی رائے ہے کہ میکالے نے اوس مشہور اور تیز ہجو گو کے بیان میں بجنسہ فرنسس کا خاکا کھینچ دیا ہے۔ جونیس (Junius) حب وطن اور انسانی ہمدردی سے ہرگز بے بہرہ نہ تھا اور نہ اوسکی برائیاں حد سے گزری ہوئی تھیں لیکن درحقیقت وہ حد درجہ کا سرکش اور گستاخ معلوم ہوتا ہے بد طینتی کینہ پروری اور ایذا رسانی کے کام اوس سے اکثر سرزد ہوتے تھے اور اس پہ طرہ یہ کہ ان کاموں کو وہ سرکاری مفاد کے لئے ضروری سمجھتا تھا۔ عبرانی پیغمبر سے قدیم زمانے میں سوال کیا گیا کہ "کیا تم غصے کو اچھا سمجھتے ہو" اونھوں نے جواب دیا کہ "ہاں میں اچھا سمجھتا ہوں" یہی جونیس کی طبیعت تھی اور اوسکے اکثر خطوط میں وحشیانہ سفاکی اور مظالم کی جو مثالیں ملتی ہیں اونھیں اسی پر محمول کرنا چاہیے۔ کوئی شخص بھی اوس سے بڑھکر بے رحم نہیں ہو سکتا جو اپنی برائیوں اور

ایذا رسانیوں کو اپنے فرائض میں شمار کرے۔ خود میریویل (Merivale) اوس کی سرکش طبیعت کا ذکر کرتا ہے جسکی وجہ سے اوسکا کسی سے نباہ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ سر جیمیس اسٹیفن دروغ گوئی۔ مکاری غیبت کو بھی اوسکی برائیوں کی فہرست میں شامل کرتا ہے۔ فرنسیس کی بدطینتی اوسکا غیر معمولی ذہن اور سرکشی اور خود داری۔ جسارت آمیز مکاری اور جس معاملے میں اوسکی موج آجاوے اوہیں اوسکے سر پھرے دماغ کا انہاک۔ یہ سب اوصاف اوس میں ایسے تھے جنکی بدولت وہ اوس سخت اور طویل تنازعہ میں جو گورنر جنرل بنگال سے اوسکے ساتھی شروع کرنیوالے تھے سردار بن گیا۔

ہیسٹنگز کے دوستانہ خطوط جدید ارکان اور ججوں میں سے ہر ایک کے لئے مدراس میں موجود تھے۔ اون میں سے صرف ایک یعنی سر الیجا امپی کو جو اوسکا قدیم ہم مکتب تھا اوس نے نہایت مسرت آمیز خط لکھا جس میں ایک قدیم دوست سے ملاقات کے موقع پر اظہار خوشی کیا اور یہ توقع ظاہر کی کہ اوسکی اس عجیب و جدید حیثیت میں اوسے کافی مدد ملیگی۔

اکتوبر ۱۷۷۴ء کو پوری جماعت چند پال گھاٹ پر اُتری۔ انکا جہاز غرق ہوتے ہوتے بچ گیا۔ دوپہر کا وقت تھا۔ چند نے گرمی کی شکایت کی اور چند نے منھ بنایا کہ اون کے استقبال کے لئے فوج موجود نہیں۔ لیکن اونکے اونر نے پر سترہ توپوں کی سلامی دیگئی اور ہیسٹنگز نے کہا کہ فورٹ ولیم سے یہ مقام دور ہے اس وجہ سے فوج کا انتظام نہیں ہو سکا۔ ہیسٹنگز کے مصاحبوں میں سے ایک نے انھیں علی پور میں گورنر جنرل کے مکان پر پہنچایا۔ یہاں ہیسٹنگز اور اوسکے اکثر ساتھی ان سب کے استقبال کے لئے موجود تھے جو اونکی شان کے موافق ہوا۔ لیکن جدید ارکین کے دماغ پھرے ہوئے تھے۔ اونھوں نے اوسے انصاف اور دوستانہ طریقے سے سمجھنے کی کوشش ہی نہ کی بلکہ نہایت بُرے طور پر اوسکا جواب دیا۔ دوسرے دن مجلس کا اجلاس ہوا جس میں وہ تمام مراسلات پڑھے گئے۔ جن میں مجلس نظما نے ان سب کے لئے ہدایات تحریر کی تھیں۔ گورنر جنرل اور اوسکے ساتھیوں کو ہدایت تھی کہ کمپنی کے مالی اور سیاسی مفاد کو امن پسند طریقوں سے بڑھانیکے لئے سب کو اخلاص و اتحاد سے کوشش کرنی چاہئے۔ تجارتی اغراض کے لئے ایک علیحدہ مجلس مقرر کرنیکی ہدایت تھی اور فوجی سامان کے لئے بھی حد مقرر کر دیگئی تھی۔ سابق مظالم اور بے عنوانیوں کی تحقیقات کرنیکا حکم تھا۔ ہیسٹنگز نے جو بندوبست مالگزاری کا کیا تھا

وہ برقرار رکھا گیا اور ہندوستانی ریاستوں سے مراسلت کرنیکا حق گورنر جنرل کو اس شرط سے دیا گیا کہ وہ اوس تمام مراسلت کو مجلس کے سامنے پیش کرتا رہے چونکہ بارول ابھی کلکتے واپس نہیں ہوا تھا لہٰذا مجلس کا اجلاس ۲۴ تاریخ تک کے لئے ملتوی ہوا۔ ۲۴ کو بارول آکر ان میں شریک ہوا۔ اس موقع پر ہیسٹنگز نے اپنے سابق عہد کی مختصر مگر جامع کیفیت انکے سامنے پیش کی۔ روئداد کے پہلے حصے پر کچھ اختلاف نہ ہوا۔ لیکن عہدنامہ بنارس اور روہیلوں کی جنگ کا نام لیتے ہی فرنسس کی جماعت کی مخالفت کا اظہار ہو گیا اور اوس وقت سے ہیسٹنگز پر وہ طوفان برپا ہونے لگا جس سے ہیسٹنگز کو اوس وقت تک چین نصیب نہ ہوا جب تک اونکے یہ ساتھی مر نہ گئے یا انگلستان واپس نہ ہو گئے مانسن نے مطالبہ کیا کہ گورنر جنرل وہ تمام مراسلت پیش کرے جو وہ اپنے لکھنؤ کے ایجنٹ سے کرتا رہا ہے ہیسٹنگز نے جواب دیا کہ وہ نہایت خوشی سے اون تمام کاغذات کو پیش کرسکتا ہے جن کا سرکاری امور سے تعلق ہو لیکن جو خطوط ایک خاص اعتماد سے اور انتہائی راز میں لکھے گئے ہیں اونکے پیش کرنے پر اوسے کوئی طاقت مجبور نہیں کرسکتی بارول نے نہایت وفاداری سے اپنے قدیم سردار کا ساتھ دیا اور اس قانون کی تعمیل سے جو زیربحث معاملے کے بعد نافذ ہوا ہے اور جس سے معاملات ماقبل پر اثر پڑنیکا اندیشہ ہے انکار کردیا۔

لیکن جدید ارکان جو جھگڑا کرنے پر تلے ہوئے تھے اور جنھیں اپنی راست بازی کا کامل یقین تھا کسی انکار یا کسی گفتگو پر خواہ وہ کتنی ہی اچھی یا انصاف پسند کیوں نہ ہو قبول کرنیکے لئے تیار نہ تھے ہیسٹنگز کے نائب کے ذریعے سے اوس پر ضرب لگانے کے لئے اونھوں نے مڈلٹن کو لکھنؤ سے واپس بلانیکا فیصلہ کردیا اور اوسکے بجائے چیمپین (Champion) کو مقرر کیا۔ یہ پہلی ضرب تھی جو لارڈ نارتھ کے سفیروں نے اپنے رائے نام سردار پر آتے ہی رسید کی جس سے اوس تنازع کی بنا پڑی جو میکالے کے قول کے بموجب برطانوی ہند میں نفاق اور سراسیمگی پھیلانے کے بعد انگلستان میں اپنا رنگ دکھانیوالا تھا۔ اور جس میں زمانے کے تمام نمایاں مدبّروں اور مقرروں نے کسی نہ کسی طرف کا جنبہ ضرور کیا۔

مڈلٹن کی واپسی کے بعد اوسکی جگہ پر برسٹو کا مستقل تقرر ہوا۔ چیمپین کو حکم ملا کہ وہ روہیلکھنڈ سے اپنی کل فوج ہٹالے اور نواب وزیر سے تمام سابق مطالبات کا تقاضا کرے

اور اوسے دھمکی دے کہ تعمیل نہ ہونے کی حالت میں اودھ سے بھی کمپنی کی فوجیں ہٹالیجاوینگی۔
وہی اصحاب جو بنارس کے معاہدے کی خدمت کر رہے تھے اور روہیلوں کے خلاف
جو جنگ ہوئی اوسکی ناانصافی اور بد معاملگی پر غل مچا رہے تھے یہ نہ دیکھ سکے کہ وہ اسکے
ساتھ ہی ساتھ اوسی پالیسی سے کیونکر ثمرہ حاصل کر سکتے ہیں جسے اونکا تیز ادراک
اسقدر برا سمجھتا ہے۔ ہیسٹنگز نے اس فیصلے کے خلاف جس سے اوسکے بہترین کاموں پر
پانی پھر جاتا تھا اور جسکی بدولت ہندوستانی سرداروں میں اوسکا سارا اثر زائل ہوجانے اور
خود رعایا کی نظروں سے اوسکے گرجانیکا اندیشہ تھا اپنے پورے دلائل صرف کردیے
اور اپنے سابق تجربے کا پورا زور لگالیا لیکن اوسکا کچھ بس نہ چلا۔ اوسکے مخالفین کے ہاتھ
میں جب باگ آگئی تو ظاہر ہوگیا کہ وہ انصاف کیا انسانیت سے بھی کام کرنیکے اہل نہیں۔
رسمی اجلاس پر بار بار اور ہیسٹنگز معاملات کے التوا اور تحقیق کے لئے اپنے دلائل صرف
کردیں۔ اور سرکاری تجربہ کار عہدہ داروں اور ماہرین کی رائے کی وقعت کرنے پہ کتنا ہی
اصرار کریں اور اپنے ساتھیوں کے فیصلوں کے خلاف جنکی سرکشی اور ناعاقبت اندیشی
اونکے مغالطے سے کم نہ تھی کتنے ہی اختلافات تحریر کرادیں کلیورنگ مانسن فرنسیس اس کی
قطعاً پروا نہ کرتے تھے اور پانچ کی مجلس میں دو کے دلائل یا مرافعوں کا اون پر کچھ اثر
نہ ہوتا تھا۔ فلپ فرنسیس جسکا سابق بدعنوانیوں کو رفع کرنیکا جوش اوسے مزید مغالطوں
میں پھنساتا تھا اور جس نے کلائیو کو اس شان سے لکھا تھا کہ گویا وہی ایک شخص ہے
جو بنگال کو تباہی سے بچا سکتا ہے اوس میں رحم اور انسانیت کا نام تک نہ تھا۔
کلیورنگ اور مانسن اس تنازع میں جواب چھڑ گیا تھا آپ کو سردار سمجھ لیں لیکن
درحقیقت وہ کمہار کے ہاتھ میں چکنی مٹی کی طرح تھے جسے وہ اپنی مرضی کے موافق جس طرح
چاہے موڑ سکتا تھا۔

۱۷۷۴ء کے اواخر میں جدید فورٹ ولیم جسکی تعمیر کلائیو نے دریا کے قریب
۱۷۵۷ء میں شروع کرادی تھی اوسکا اجلاس ناگوار طولانی مباحث کا منظر بن گیا اور ہیسٹنگز
کے دل میں ونسیٹارٹ کے دور کے تلخ تجربوں کی یاد تازہ ہوگئی۔ جو ذلتیں اوسے
برداشت کرنی پڑتی تھیں اونکا اوسکی پرفخر شریف اور نازک طبیعت پہ گہرا اثر پڑ رہا تھا۔
بعض وقت تو وہ خیال کرنے لگتا تھا کہ سارا میدان میں ان بے رحم دشمنوں پر ہی چھوڑ کر چلدوں"

لیکن اپنے آقاؤں کے امور کی انجام دہی کے فرض کا احساس اور خود اپنے کاموں کا پرفخر خیال اور لارڈ نارتھ کی ظاہرا دوستی پر کامل اعتماد اوسے اس بات پر مجبور کرتا رہا کہ نظا اور اپنے احباب کے پاس انگلستان میں اوس نے جو مراسلے بھیجے ہیں اونکے فیصلے تک وہ یہیں قیام کرے۔

اس اثنا میں اوسکی نازک طبیعت کا مجلس کے اون اجلاسوں میں بہت سخت امتحان ہوا ہوگا جہاں اوسکے ساتھی سابق دور کی بدعنوانیوں کے رفع کرنیکا سارا جوش اپنے صدر پر ہی صرف کرتے تھے حق پر کوئی ہو ہیسٹنگز کی ہر معاملے میں غلطی ثابت ہوتی تھی۔ فرینسس نے کہا کہ "ہم تینوں تو بادشاہ ہیں" یہ فقرہ خوب مشہور ہوا اور کلکتے والے اوسے سنکر دنگ رہ گئے۔ عدالت العالیہ کے ممبر مجلس نے اپنے خطوط میں لارڈ نارتھ کو سے کونسل کے جدید اراکین کی بددماغی۔ گستاخی۔ اور حکومت کی بیجا شان کی شکایت کی ہیسٹنگز نے اپنی تقاریر۔ مراسلات۔ اختلافات اور اپنے دوست احباب اور خیرخواہ اعلیٰ عہدہ داروں کے خطوط میں اونکے خلاف نہایت صبر واستقلال سے جنگ جاری رکھی۔ سرکاری وذاتی مراسلت میں دونوں فریق ایک دوسرے کے خلاف خوب لکھتے تھے۔ جب کہ کثرت کا تشدد انتہا سے بڑھ گیا تو ہیسٹنگز اور بارول اپنی عزت بچانیکے لئے اجلاس کا کمرہ چھوڑ کر چلے جاتے تھے لیکن اس اتحاد ثلاثہ کی پرجوش لڑائی میں کوئی فرق نہ آیا۔ اونھوں نے اپنے صدر کی خودداری کو صدمہ پہنچانے۔ اوسکے اختیارات کو نظرانداز کرنے اور اوسکے کاموں کی کایا پلٹنے کے کسی موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ جن اصحاب کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ اخلاص واتحاد سے کام کرنے کی خاص طور پر ہدایت کی گئی تھی وہ ہیسٹنگز کی سابق پالیسی کے ہر ذیلی کام کو جرم قرار دیتے تھے یا غلط ثابت کرتے تھے۔ روہیلوں کی جنگ کے متعلق جو اونھوں نے تحقیقات کی اور نواب وزیر اودھ کے تعلقات کے بارے میں جو جستجو اونھوں نے کی اوس سے اونکی مخاصمت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے چیمپین کی فوج کے افسر اوس شخص کے خلاف گواہی دینے کے لئے طلب کئے جاتے تھے جس نے اونکے نزدیک انگریزوں کی فوج کو ایک بے رحم سفاک کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا۔ کرنل لیسلی (Colonel Leslie) سے جب سوال کیا گیا کہ اوسکی فوج اس جنگ کو اخلاقی حیثیت سے کیسا سمجھتی ہے تو اوس نے جواب دینے سے انکار کر دیا لیسلی اور ہینے (Leslie and

(Hauney) کا سارا بیان ملزم کے موافق تھا۔

لکھنؤ اور روہیلوں کے معاملات کی تحقیق اور ہیسٹنگز کے خلاف فیصلہ

جب ایک مسئلے میں زک ہوئی تو دوسرے پر اونھوں نے ہاتھ ڈالا اونھیں اوس سے بھی کچھ فائدہ نہ ہوا۔ وزیر پر جن مظالم کا الزام لگایا گیا تھا اوسکا کچھ ثبوت نہ ملا البتہ روہیلوں اور اوسکے اصلی کیرکٹر کے متعلق اونھیں بہت کچھ معلومات حاصل ہوئیں جنکی وجہ سے اونھیں اپنے سابق خیالات میں مجبوراً تبدیلی کرنی پڑی ہوگی لیکن کوئی مزید اضافہ اونھیں اونکے خونخوار طریقہ سے باز نہیں رکھ سکتا تھا۔ شجاع نے کمپنی کی فوج کو جو بڑی رقم عطاء کی تھی اوس سے واقفیت حاصل کرنیکے بعد اونھوں نے اپنے صدر پر ایک الزام اور بڑھا دیا اور باوجود تمام بیانات و اظہارات کے جو اونکے پاس موجود تھے اونھوں نے اوسکے خلاف فیصلہ کر کے نظما کو لکھا کہ " اوس نے ایک بے گناہ معصوم قوم کے خلاف جنگ کی اور اوسکے حلیف نے جو ذلیل ترین سفاکیاں کیں اونکی اوس نے تائید کی "۔

ہیسٹنگز کے خلاف ذاتی شکایات

۳۰ نومبر کو جو مراسلہ ان تینوں نے لکھا اوس میں اس بات کی بھی شکایت تھی کہ انکے ورود کے وقت اونکا خیر مقدم مناسب طریقے پر نہیں کیا گیا۔ اس سے اونکا ہلکا پن ظاہر ہوا اور اونکے حقیقی احساسات اور اونکی نیت کا پتا چل گیا۔ اونھوں نے لکھا کہ نہ اونکی باضابطہ طور پر سلامی ہوئی۔ نہ فوجوں کو اونکے خیر مقدم کے لئے ترتیب دیا ہیسٹنگز بجائے اجلاس کے کمرے کے اون سے اپنے گھر پر ملا۔ بعد ازاں جدید کمیشن کی اجرائی میں غیر معمولی تعویق کی گئی اور جدید حکومت کے اعلان کی جو رسم ادا ہوئی اوس میں بھی فوجوں کو مناسب طریقے پر ترتیب نہیں دیا۔ کونسل کے پہلے اور دوسرے اجلاس کے وقفے میں جدید اراکین کو ذلیل حالت میں بلکہ اضطراب کی حالت میں رکھا۔ ان معمولی شکایتوں پر جن میں اکثر بے بنیاد تھیں اور باقی سب پوچ و لچر تھیں اس قدر آلا پنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ کلیورنگ کی جماعت نے کس طبیعت سے سرکاری کام شروع کیا۔

کلکتے کی مجلس کی جدید پالیسی سے شجاع الدولہ کو اس بات کا احساس ہوگیا کہ انگریزہ ہمسایوں سے جو کچھ تعلقات ہیں وہ ختم ہوتے نظر آتے ہیں۔ جس طاقت نے ۱۷۶۵ء میں اوسکا وجود برقرار رکھا تھا اوسکے ساتھ اوس نے گزشتہ چند سال میں اپنی وفاداری ثابت کر دکھائی تھی۔ ہیسٹنگز کے ساتھ اوسے ایک خاص محبت ہوگئی تھی لکھنؤ کے انگریزی ریذیڈنٹ سے جو اوسکی ملاقات ہوئی اوس میں یہ بات بھی ظاہر ہوگئی جب مڈلٹن نے

اپنی واپسی کے حکم کا مراسلہ اوسے دکھایا تو اوسکی آنکھوں سے بیساختہ آنسو نکل آئے اور وہ سمجھا کہ یہ عمل اوسکے خلاف کیا گیا ہے یہ خیال کرنیکے بھی وجوہ موجود ہیں کہ آیندہ سال جنوری میں اوسکا انتقال کلکتے کی مجلس کی جدید پالیسی کی وجہ سے ہوا - اوس نے گورنر جنرل کے نام ایک خط چھوڑا جس میں التجا کی تھی کہ اوسکو جو اخلاص اوسکے ساتھ تھا وہ اوسکے بیٹے کے ساتھ بھی قائم رکھا جاوے ۔

اودھ کے ساتھ سراسر ناانصافی

نواب کی اس آخری درخواست کو جو اوس نے بستر مرگ پر کی تھی پورا کرنے کی ہیسٹنگز نے پوری کوشش کی لیکن خارجی مسلک کا انتظام قطعاً طور پر اسکے ہاتھ سے نکل چکا تھا - فرنسس اور اوسکے ساتھیوں نے اودھ کے تمام سابق معاہدوں کو کالعدم کرنے اور جدید نواب وزیر پر اپنے جدید شرائط عائد کرنے میں نہایت عجلت سے کام لیا ۔ اونکا ایجنٹ برسٹو نہایت سرگرمی سے اونکے تجاویز کو عمل میں لانیکے لئے مصروف ہوگیا اور اونھوں نے اس سے اوسی قسم کی مراسلت کی جس پر کہ وہ ہیسٹنگز کے بارے میں اظہار نفرت کر چکے تھے ۔ ہرچند ہیسٹنگز اور بارول نے اس امر کی کوشش کی کہ سابق معاہدوں کا احترام کیا جاوے اور نوعمر نواب وزیر کے جملہ اختیارات کا جو اوسے اپنے باپ کے تخت وجاگیر پر حاصل ہیں لحاظ کیا جاوے لیکن سب بے سود - آصف الدولہ نے بھی اسکی نہایت سختی سے مخالفت کی اور ظاہر کیا کہ اوسکی ریاست پر بیجا بار ڈالا جا رہا ہے اور اوسکے پورا کرنیکے جو ذرائع ہیں اون سے بھی وہ محروم کیا جا رہا ہے لیکن اسکا بھی کچھ اثر نہ ہوا - ۱۷۷۵ء کے اواخر تک اوسے جدید معاہدے پر دستخط کرنے پڑے جس کی رو سے کمپنی کو چیت سنگھ والی بنارس کی جاگیر پر حق مالگزاری حاصل ہوا اور اودھ کی مقیم انگریزی فوج کے جو مصارف سابق نواب ادا کرتا تھا اون میں پچاس ہزار ماہانہ کا اضافہ کر دیا گیا اور لپنے باپ کے سابق قرضے کی فوری ادائی کا بھی وہ پابند ہوا ۔

باوجود ان سخت شرائط کے اور اوسکی فوج کی سرکشی اور برہمی کے جو اپنی تنخواہ کا مطالبہ کر رہی تھی بیکس نوعمر نواب کو مجبور کر کے اوس سے وہ تمام روپیہ جو شجاع الدولہ نے سلطنت کی غیر معمولی ضروریات کے لئے محفوظ کر رکھا تھا اوسکی بیوہ کو دلا دیا گیا اوسکی تعداد تقریباً بیس لاکھ تھی ۔ نہ بلحاظ قانون اور نہ کسی اور قاعدے سے بیوہ بیگم اوسکی مستحق ہوسکتی تھی - اوسکے پاس علیحدہ جاگیر موجود تھی جسکی سالانہ آمدنی تقریباً پچاس ہزار پونڈ تھی وہ بیس لاکھ نقد

وصیت نامہ کی بنا پر طلب کر رہی تھی۔ وصیت نامہ کبھی پیش نہ ہوا لیکن برسٹو نے نواب کو دھمکا کر اس رقم کا تمن جو تہائی حصہ اوسے دلوا دیا۔

ہیسٹنگز نے ان تمام کاموں کو جن کے رد کرنیکا وہ مجاز نہ تھا منظور کرنے سے قطعی انکار کر دیا۔ نظا بھی پہلے تو یہ معلوم کر کے گھبرا اٹھے کہ شجاع الدولہ کے انتقال کے بعد اودھ کے تمام سابق معاہدے کالعدم کر دیے گئے لیکن مالی فائدے کی توقع کے بعد انکا انقصا کافور ہو گیا دسمبر ۱۷۷۵ء میں اونھوں نے اس معاہدے کی جس سے "آیندہ مستقل اور معقول فوائد کی توقع تھی" پوری منظوری دیدی اس جدید معاہدے کا جو نواب وزیر پر دباؤ ڈالکر کیا گیا تھا پہلا نتیجہ یہ ہوا کہ اوسکی فوج نے جسکی تنخواہ ادا نہ ہوئی تھی سخت بلوہ کیا اور بغیر خونریزی وہ فرو نہ ہو سکا۔

اسی اثنا میں گورنر جنرل اس امر کی کوشش کرتا رہا کہ اپنے حکام اعلیٰ کو اپنے ساتھ ملالے۔ مڈلٹن سے جو مراسلت اوس نے کی تھی اوسکی پوری نقل لارڈ نارتھ کے پاس بھیج دی۔ انڈیا ہاؤس اور سرمایہ داروں میں جو اوسکے دوست تھے اونھیں نہایت پریشانی کے خطوط لکھے اور اپنے دشمنوں کے کینے اور اونکی بدکرداریوں کے خلاف اون سے مدد چاہی۔ اپنے رازدار نائبوں (گراہم اور میکلین) کو اپریل ۱۷۷۵ء میں وہ لکھتا ہے کہ "انگلستان میں اکثر اصحاب میرے اطوار اور چلن سے ذاتی طور پر واقف ہیں۔ خدارا ان سے جاکر ملو اور میری اصلی حالت کو اونکے سامنے پیش کرو میں اتنا برا نہیں ہوں جتنا کہ یہ مجھے دکھا رہے ہیں۔ اگر میں مغالطے میں نہیں ہوں تو میں کہہ سکتا ہوں کہ کلکتے بلکہ بنگال میں شاید ہی کوئی شخص ایسا ہوگا جو کلیورنگ اور اوسکے ساتھیوں کی بدکرداریوں کو برا نہیں کہتا اور میری کامیابی کی دعا نہیں کرتا۔ چند ہفتے قبل وہ ان دونوں کو لکھ چکا تھا کہ "اگر مجلس نظما نے عہدنامۂ بنارس یا روہیلوں کی جنگ سے اختلاف کیا یا کسی طور سے بھی اونھوں نے میری مخالفت کی تو میں پہلے جہاز سے جو مجھے مل سکیگا یہاں سے چلدوں گا" اس کے مناسب اظہار کا اونھیں اوس نے اختیار ہی دیدیا تھا وسط مئی تک حالات تبدیل ہوئے اور ہیسٹنگز نے اپنی رائے تبدیل کر کے اپنے نائبوں سے یہ اختیار جو مارچ میں اونھیں دیا گیا تھا واپس لے لیا باوجود تمام خطرات کے اوس نے اپنے مرافع کے فیصلہ تک قیام کرنیکا ارادہ کر لیا۔ اوسے یقین تھا کہ "ایسے مدہوش لوگوں کا اس قدر اہم کام پر برقرار رہنا ناممکن ہے" اس تبدیلی کا اوسکے ساتھیوں کو پتا تھا کیونکہ فرینسس نومبر میں لارڈ بیرنگٹن

ہیسٹنگز کے ارادے میں تبدیلی

کو لکھتا ہے کہ "میرے پہلے مراسلوں کے جواب آنے تک ہیسٹنگز ہر حالت میں قیام کرنیکا مصمم ارادہ رکھتا ہے"
اسی ڈاک سے اوس نے کمپنی کے صدر کو لکھا کہ "بجائے ہیسٹنگز کے بارول کو واپس بلا لینا مناسب ہوگا۔ اس شخص کا رکھنا ضروری ہے کیونکہ اس میں قابلیت بھی ہے اور اوسے کافی تجربہ بھی حاصل ہو چکا ہے" اسکے کیرکٹر اور قابلیت کے متعلق جو رائے اوس نے پہلے قائم کی تھی اوس میں اس وقت اس نے اصلاح کر لی تھی لیکن چھ مہینے قبل ہیسٹنگز کی حالت ایسی تھی کہ اوسکا قیام قطعی ناممکن نظر آتا تھا۔ اپنے اختیارات سے دوسروں پر جو کچھ عنایت وہ کر سکتا تھا اوس سے بھی اوسکے مخالفین نے اوسے محروم کر دیا تھا بجز انتظام مالگزاری اور چند ایسے کاموں کے جن کو اپنے ہاتھ میں لینے کی اوسکے ساتھیوں کی جرأت نہ ہوتی تھی وہ اپنے آقاؤں کی ملازمت میں ایک محرر سے بڑھ کر نہ تھا۔ کلکتے میں جو اوس کے ہم وطن مقیم تھے وہ اپنے اس برائے نام سردار کی بے بسی پر اظہار افسوس کرتے تھے۔ متعدد ملکی حسب عادت کمزور کو چھوڑ کر اور فرینسس کی جماعت سے ملکر اوسکے زیر اثر ہو گئے تھے ہیسٹنگز کہتا ہے کہ "کلکتے کی جو افواہیں ہوتی ہیں اونھیں یہ لوگ مشہور کرتے ہیں اور ہر طرح سے میری شہرت پر خاک ڈالنے کے لئے تلے رہتے ہیں" ہر شخص جو اس اتحاد ثلاثہ کی عنایت حاصل کرنا چاہتا یا گورنر جنرل کے خلاف اپنے دل کی بھڑاس نکالنا چاہتا اوسکی داستان نہایت ذوق سے جدید مجلس میں سنی جاتی۔ سرکاری مفاد کے جوش کی آڑ میں حصول مقصد کے لئے اونھوں نے لغو ترین افواہیں اوڑائیں۔ ذلیل ترین مخبروں سے کام لیا اور بدترین ذرائع اختیار کئے۔
میکالے لکھتا ہے کہ "حکومت ہند کو واقف ہو جانا چاہئے کہ اگر وہ کسی خاص شخص کو تباہ کرنا چاہے تو چوبیس گھنٹے کے اندر اوسے اوسکے خلاف سنگین ترین الزامات ملجاویں گے اور اس قدر کافی اور مدلل مواد ثبوت میں بہم پہنچ جاوے گا کہ اگر کوئی شخص ایشیائی طبائع سے واقف نہ ہو تو اوسے قطعاً نسمجھے گا۔ کسی کاغذ پر ملزم کے جعلی دستخط بنانا یا جعلی کاغذ کو اوسکے گھر میں کسی پوشیدہ جگہ ڈلوا دینا ایک معمولی کام ہے"
فرینسس اور اوسکے ساتھیوں کو اپنے سردار کے خلاف جھوٹے گواہ پیش کرانیکا الزام نہیں دینا چاہئے محض اتنا معلوم کرنا کافی ہے کہ اپنی لاعلمی اور عجلت کی وجہ سے

ساتواں باب

ہیسٹنگز کے مخالفین

۱۷۷۵ - ۱۷۷۶

جس طرح کوے ایک زخمی عقاب پر ٹوٹ پڑتے ہیں اوسی طرح ہیسٹنگز کے دشمن اوسکی مصیبت کے وقت اوسکے خلاف کمربستہ ہو گئے - ان میں سب سے زیادہ نمایاں حصہ ہیسٹنگز کے قدیم دشمن نندکمار کا تھا - اس چالاک فریبی برہمن کی بدکردار جعل سازیوں اور سازشوں کو ہیسٹنگز کئی مرتبہ نمایاں کر چکا تھا لہذا اوس نے انتقام لینے کا یہ نہایت مناسب موقع سمجھا - ۱۱ مارچ ۱۷۷۵ء کو اوس نے فرینسس کے ہاتھ میں ایک خط دیا - اوسکی درخواست پر فرینسس نے دوسرے روز اوسے مجلس کے سامنے پیش کر دیا - فرینسس کو بند لفافہ دیا گیا تھا لیکن اوس نے اقبال کیا کہ اوس کے عام مفہوم کا اوسے پہلے سے اندازہ تھا اوس میں ہیسٹنگز پر فریب - رشوت ستانی - اور ظلم و تعدی کے متعدد الزامات درج تھے - صاف الفاظ میں تحریر تھا کہ ہیسٹنگز نے منی بیگم سے رشوت لی - رضا خاں کے غبن میں حصہ لیا - اور ایک کثیر رقم لیکر اوسے بری کر دیا - ۱۳ تاریخ کو مجلس کو اوسکا دوسرا خط ملا جس میں اوس نے درخواست کی تھی کہ مجلس کے روبرو حاضر ہونے کی اوسے اجازت دی جاوے تاکہ وہ اپنا بیان دے اور ثبوت میں گواہ پیش کرے -

مانسن نے تحریک پیش کی کہ راجہ نندکمار کو حاضر ہونے اور ثبوت پیش کرنے کی اجازت دی جاوے - ہیسٹنگز نے غصے میں آکر کہا کہ آپ لوگوں کو اس قسم کے الزامات کی سماعت کا کوئی حق حاصل نہیں، لیکن اتحاد ثلاثہ نے اپنی تحریک پر اصرار کیا اور ہیسٹنگز نے اپنی ہتک اور اپنے عہدے کی اس توہین کے خلاف سختی سے اعتراض کیا - اوس نے کہا کہ "اگر آپ اس پر مصر ہیں تو آپ تینوں ملکر تحقیقات کے لئے ایک ذیلی مجلس بنا لیں" اوس نے نہ اپنے مستغیثوں کو اپنے مقدمہ میں جج تسلیم کیا اور نہ اس قسم کے مقدمات کی سماعت کو جائز قرار دیا اوس نے کہا کہ "میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اس حکومت کے ایک اعلیٰ عہدہ دار کی اس طرح توہین کیجاوے اور جس مجلس کا وہ صدر ہے اوسی کے سامنے

یہ بآسانی اون بدکرداروں کے پھندوں میں آ گئے جو گورنر جنرل کے خلاف اپنی بھڑاس
نکالنا چاہتے تھے ہیسٹنگز کی بدکرداری ثابت کرنے کے لئے یہ لوگ ہر اُس لغو اور
دروغ بیان کو تسلیم کر لیتے تھے جو اونکے سامنے پیش ہوتا تھا۔

اوسے بدکردار وبدنام نند کمار کی تحریک پر ملزم کی حیثیت سے بٹھایا جاوے" بارول نے تحریک پیش کی کہ اس معاملے کو عدالت العالیہ میں پیش کر دیا جاوے لیکن یہ جماعت انصاف دانشمندی. انسانیت اور عقل سلیم سے بہت دور تھی. آخرکار ہیسٹنگز نے مجلس برخاست کر دی اور اپنے تنہا معاون بارول کے ساتھ اجلاس کے کمرے سے باہر چلا گیا.

کوئی ذی ہوش شخص اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ جس گورنر جنرل کو بھی اپنے عہدے کا پاس ہوتا وہ اس وقت بجز اسکے اور کچھ نہ کر سکتا تھا تاہم اس واقعہ کے ایک مدت دراز کے بعد ایک مورخ جسارت کے ساتھ لکھتا ہے کہ اپنے خلاف ہر قسم کی تحقیق کے ٹالنے اور ہر معاملے میں رکاوٹ پیدا کرنے سے ہی ہیسٹنگز کے خلاف بدیہی ثبوت ملتا ہے. فریق ثانی کی طرف سے جو مواد بھی اوسکے خلاف پیش ہوتا تھا اوسے اوسکی اس حرکت سے تقویت ملجاتی تھی. اس قسم کے بیانات سے جو مل کی تاریخ میں بھرے پڑے ہیں ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ غیر جانبداری کے اصول سے پہلو تہی کرنیکے بعد کس قدر سخت ناانصافی ہوتی ہے. جس وقت ہیسٹنگز اور بارول اس سخت مباحثہ کو چھوڑ کر کمرے سے واپس آئے تو کلیورنگ کو صدارت کی خالی کرسی پر بٹھا دیا اور نند کمار اس مضحکہ خیز کونسل کے روبرو طلب کیا گیا. اوس نے منی بیگم کا ایک خط پیش کیا جس میں درج تھا کہ ہیسٹنگز نے نند کمار کی معرفت اوس سے نذرانہ وصول کیا. مقتدی کے سرجان ڈوئلی کو جو خط منی بیگم نے چند روز قبل بھیجا تھا اوس سے اسکے دستخط قطعاً مختلف تھے لیکن پھر منی بیگم ہی کی معلوم ہوتی تھی ہیسٹنگز کو طلب کیا تھا لیکن وہ واپس نہ آیا اور اس اتحاد ثلاثہ نے باوجود ناوقت ہونے اور کافی ثبوت بہم نہ پہنچنے کے ہیسٹنگز کی غیر موجودگی میں اپنا فیصلہ سنا دیا. اونھوں نے ہیسٹنگز کے خلاف یہ الزام ثابت پایا کہ اوس نے پینتیس ہزار پونڈ بیگم سے بطور نذرانے کے وصول کئے تھے اور اوسے حکم ہوا کہ وہ یہ رقم سرکاری خزانے میں داخل کرے.

دیگر مخالفین

گورنر جنرل نے ایک ایسی مجلس کے حکم کی تعمیل سے انکار کر دیا جسے اوس کے نزدیک اس قسم کے مقدمات کی سماعت کا کوئی حق حاصل نہ تھا مذکورۂ بالا خط کو اوس نے قطعاً جعلی قرار دیا. کچھ عرصے بعد خود منی بیگم نے اسکی تصدیق کی. اسی اثناء میں رانی بردوان نوعمر نواب بنگال کے وکیل اور دیگر بلند اقبال کی پنشن کرنے والوں کی طرف سے جدید مقدمات دائر ہوتے رہے ان میں سے چند شخصوں نے ہیسٹنگز کے ہموطنوں ہی کے ذریعے سے

اوس پر ضرب لگائی۔ ان میں ایک گرانٹ صاحب اور دو باپ بیٹے فاک (Fawke) تھے۔ ایک معمولی ہندوستانی نے ہگلی کے فوجدار کی تنخواہ غبن کرنیکا الزام اس پر لگایا۔ کسی معاملے میں بھی قابل وقعت ثبوت بہم نہ پہنچا لیکن ثلاثہ نے تحریر کیا کہ "ہمیں کامل یقین ہے کہ کسی قسم کے غبن سے بھی ہیسٹنگز نے احتراز کرنا مناسب نہیں سمجھا" اور فیصلہ کر دیا کہ ہیسٹنگز نے ڈھائی سال کے عرصے میں اس ذریعے سے قطعی طور پر چالیس لاکھ روپیہ حاصل کیا۔ خود اپنے خلاف مقدمات کی سماعت کرنیکی ذلت سے بچنے کے لئے ہیسٹنگز نے ایک مہینے میں تین مرتبہ مجلس کے اجلاس کو چھوڑا۔ ۲۵ تاریخ کو ہیسٹنگز لکھتا ہے کہ "ڈھنڈورا پٹ چکا ہے اور اب مخبروں کا پورا جتھا کلکتے میں جمع ہو کر شکایتوں کا طومار باندھ دیگا اور گھڑے ہوئے ثبوت پیش کر دیگا۔ نند کمار ریاست کی شان سے دربار کرتا ہے۔ زمینداروں اور اون کے وکیلوں کو طلب کرتا ہے اون کو شکایتیں پیش کرنیکے لئے ابھارتا اور دھمکاتا ہے اور بلا شبہہ علاوہ اون کثیر مقدمات کے جو وہ خود گھڑیگا اوسے اور بھی بکثرت ملجاویں گے۔" کلیورنگ اور اوسکے ساتھی دن دن بھر سرکاری کاغذات کی چھان بین کرتے تھے اور مستغیثوں سے ملاقات کرتے۔ گواہوں کے بیانات لینے اور اونھیں قلمبند کرنے میں اپنا کل وقت صرف کرتے تھے۔ یادداشت مرتب کرنے اور فرد قرارداد جرم تیار کرنیکا کام فرنسس کے ذمے تھا۔ گورنر جنرل کی جگہ کا یہ خود امیدوار بن گیا تھا لہذا اوسکا رواں قلم اوس کے خلاف جھوٹ۔ فرضی باتوں اور عرضی دعودں کا غیر معمولی اور نادر جال تیار کرنے میں معروف رہتا تھا۔ ہیسٹنگز نے کہا کہ "کیا اسی کے لئے برطانیۂ عظمی کی قانون ساز جماعت نے حکومت بنگال کیلئے جدید دستور بنایا تھا۔ اور کیا اسی لئے برطانوی ہند کے دوسرے مقبوضات پر اوسے اختیارات دئے تھے؟" معاملات کا یہ رنگ دیکھکر تو کچھ عرصے کے لئے ہیسٹنگز کے بھی پاؤں لڑکھڑا گئے۔ لارڈ نارتھ کو جو کچھ اوس نے لکھا اوس سے ہم واقف ہیں کہ یا تو وہ اوسے واپس بلالے یا اوس کی معقول مدد کرے لیکن یہ کم ہمتی زیادہ عرصے تک قائم نہ رہی۔ فرنسس اپنے حریف کی جگہ حاصل کرنے کی تدابیر میں کامیابی کی توقع کر رہا تھا۔ نند کمار انتقام کے مزے لے رہا تھا۔ لیکن ان دونوں کو معلوم نہ تھا کہ عنقریب کیسا پانسہ پلٹنے والا ہے اور کمار پر کیا مصیبت نازل ہونیوالی ہے۔ جب مصیبت انتہا پر پہنچ گئی تو گورنر جنرل عدالت العالیہ کی طرف مدد کے لئے رجوع ہوا۔ ۱۱ اپریل ۱۷۷۵ء میں برہمن بڑے فاک اور

اونکے ایک دو معاونوں کے خلاف عدالت میں سازش کا مقدمہ دائر ہوا۔ ان پر یہ جرم قرار دیا گیا کہ اونھوں نے کمال الدین زمیندار کو گورنر جنرل کے خلاف جھوٹی گواہی دینے پر مجبور کیا۔ ایک طولانی اور کامل تحقیق کے بعد نند کمار اور فاک کو فرد قرار داد جرم سنادی گئی اور ہیسٹنگز کو اجازت دی گئی کہ وہ آیندہ اجلاس میں ان پر مقدمہ چلاوے۔ کلیورنگ اور اوسکے ساتھیوں نے نند کمار کے گھر جاکر اور اوس سے باضابطہ ملاقات کر کے ججوں کے احترام اور اپنے اقتدار کا ثبوت دیا۔

انتقام کی دیبی کا ورود

لیکن انتقام کی دیبی نے برہمن کو آگھیرا تھا۔ مئی کو کلکتے کے مقامی مجسٹریٹ لیمسٹر کے اجلاس پر نند کمار کے خلاف ایک اور مقدمہ دائر ہوا کہ اوس نے ایک جعلی دستاویز کے ذریعہ ایک مرحوم شخص کی جائداد سے ایک کثیر رقم حاصل کی ہے اس مقدمے میں موہن پرشاد وکیل مدعی تھا۔ لیمسٹر اور ہائڈ دونوں نے ملکر اس مقدمے کی تحقیقات کی اور دن بھر کی کارروائی کے بعد اونھوں نے نند کمار پر جرم قائم کر کے اوسے مجلس بھیجدیا۔

نند کمار کے خلاف مقدمہ

اس وقت جو مصیبت اس ماہر سازش پر اچانک پڑی اوسکے لئے در اصل ایک سال سے مواد تیار ہو رہا تھا۔ سر جیمس اسٹیفن نے نہایت واضح طور پر ظاہر کیا ہے کہ موہن پرشاد مارچ ۱۷۷۴ء سے ایک دستاویز کی تلاش میں تھا جسکا مقدمہ دائر کرتے وقت مثل میں ہونا ضروری تھا۔ یہ کاغذات کچھ عرصہ ہوا حاکم شہر کی عدالت میں داخل کردئے گئے۔ وہاں سے اونکے حاصل کرنے کی تمام کوششیں بے سود ہوئیں۔ جب سابق عدالت کے بجائے جدید عدالت العالیہ قائم ہوئی تو موہن لال نے دوبارہ کوشش کی۔ اس مرتبہ اوسے خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوئی اور اپریل ۱۷۷۵ء کے اواخر میں یہ کاغذات نند کمار کے قدیم دشمن کے ہاتھ میں پہنچ گئے اور اوس سے استفادہ حاصل کرنے میں قطعاً تاخیر نہ کی۔ نند کمار کے مقدمے اور اوسکی گرفتاری کے درمیان جو ایک مہینہ گزرا اوس میں مجلس نے اپنی سابق چالیں نہایت جوش و خروش کے ساتھ جاری رکھیں۔ چونکہ منی بیگم نے نند کمار کے پیش کردہ خط کی تصدیق نہیں کی تھی لہذا بہانہ ڈھونڈھکر اونھوں نے اوسے علحدہ کیا اور اوسکی جگہ راجہ گورداس کو مقرر کیا۔ نائب صوبہ کی جگہ محمد رضا خاں کے لئے دوبارہ قائم کی گئی۔ باوجود ہیسٹنگز کی سخت مخالفت کے اونھوں نے

بردوان کی رانی اور اوسکے کم سن بچے کو خلعت عطا کیا۔ نطما کے خط میں نند کمار کی بیگناہی پر اپنا کامل اعتماد ظاہر کیا۔ اشارتاً ہیسٹنگز کا اس میں دخل بتایا اور ججوں کی شکایت کی کہ مقدمے کی سماعت سے قبل ہی اونھوں نے نند کمار پر بیجا سختی شروع کردی ہے۔ اونھوں نے اس بات پر اصرار کیا کہ وہ ضمانت پر رہا کر دیا جاوے۔ جب امپی نے اون پر اعتراض کیا کہ وہ اپنے اسیر دوست کی حمایت کرتے ہیں تو اونھوں نے اوسے بُرا بھلا کہا نند کمار نے مجلس میں عرضی پیش کی کہ قید میں رہنے سے اوس کے مذہب میں فرق آتا ہے۔ کونسل نے عدالت العالیہ میں اوسے پیش کرنے سے قبل خود اوسکی تحقیقات کرنیکا وعدہ کیا۔ ججوں نے اوسے ضمانت پر رہا کرنے سے انکار کردیا اور امپی نے خود اپنے مشیر طبیب کو اسیر کے دیکھنے کے لئے بھیجا اور مذہب کی بنا پر جن دقتوں کی شکایت کی گئی تھی اونکے رفع کرنیکے لئے اوس نے چند پنڈتوں کو بھی اوسکے پاس بھیجدیا۔ اسی عرصے میں ہیسٹنگز نے گیراہم اور میکلین کو ۸ ار مئی کو ایک خط روانہ کیا اور اوس میں اپنی سابق ہدایات کو منسوخ کرکے اپنے سابق مرافعے کے فیصلے تک قیام کرنیکا ارادہ ظاہر کیا۔ "چونکہ یہ بوڑھا اوس وقت قید میں تھا اور از روئے انصاف پھانسی پانیوالا تھا" لہذا ممکن ہے کہ ہیسٹنگز کو اوس مراسلے کے جواب آنے تک جس میں اوس نے اون اصحاب کی اصلیت و نیت کو نمایاں کردیا تھا جنھوں نے گزشتہ سات ماہ سے اوسے اپنے مظالم کا نشانہ بنا رکھا تھا اور جنھوں نے اوسکی تمام راستباز کوششوں پر پانی پھیر دیا تھا اپنی حالت کے سنبھالنے کی توقع ہوگئی ہو۔ وہ لکھتا ہے کہ "یہ ظلم کی انتہا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص کو کٹھرے میں رکھ دیا جاوے اور اوسکے جانی دشمنوں کو اوس پر چھوڑ دیا جاوے۔ علاوہ ازیں علانیہ طور پر یہ اعلان کردیا گیا تھا کہ جو لوگ میرے مستغیث بنینگے اون پر خاص عنایت کیجاویگی"۔

نند کمار کے مقدمہ کی سماعت

۸ جون ۱۷۷۵ء کو سخت گرمی کے دن چار ججوں کا اجلاس امپی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس مقدمے کی سماعت کے لئے جس میں انگریزی قانون کے مطابق سزائے موت تھی مشاہدین قانون کی پوری جماعت موجود تھی اوسکے سب ارکان انگریز تھے نند کمار انکے سامنے پیش کیا گیا۔ دو انگریز بیرسٹر ملزم کی طرف سے تھے۔ آٹھ دن کی طویل کارروائی میں جج متواتر اپنے عدالتی لباس میں رہتے تھے بیان کیا جاتا ہے کہ

گرمی کی وجہ سے اونھیں دن میں تین چار مرتبہ کپڑے بدلنے پڑتے تھے۔ ۱۶ر تاریخ کو ۴ بجے شام تک کارروائی جاری رہی جس کے بعد جرم ثابت قرار دیا گیا۔ امپی نے اپنے ساتھی ججوں کے اتفاق رائے سے ملزم کو سزائے موت دی۔

یہ خیال تھا کہ راجہ کے اکثر با اثر دوست جو اوسکی حد درجہ قدر کرتے تھے اوس کی جان بچانیکی کوشش کریں گے۔ فرینسس ابتدا میں اوسکی مدد کرنیکے لئے تیار تھا لیکن کلیورنگ اور مانسن نے اس معاملے میں جسکا سرکاری طور پر اون سے کچھ تعلق نہ تھا دخل دینے سے قطعًا انکار کر دیا۔ فیصلے کے التوا کے لئے صرف ایک عرضی عدالت العالیہ تک پہنچی۔ مشاہدین قانون میں سے صرف ایک نے اوس پر دستخط کئے۔ خود فرینسس تک نے اوس دردناک عرضی کی کچھ پروا نہ کی جو نند کمار نے جولائی کے آخری دن اوسکے پاس روانہ کی۔ ۴ر اگست کو ملزم کی ایک عرضی کلیورنگ کے پاس پہنچی لیکن جب تک فیصلے پر عمل نہ ہولیا اوس نے اوسے اوٹھا کر دیکھا تک نہیں اور جب اوس کی ایک عرضی مجلس کے سامنے پیش ہوئی تو فرینسس پہلا شخص تھا جس نے اس بات کا مطالبہ کیا کہ چونکہ اس میں راست ججوں پر تہمت لگائی گئی ہے لہذا اوسے جلاد کے ہاتھ سے سر بازار جلوا دیا جاوے۔

نند کمار کو موت کی سزا اور اس سلسلے میں ہیسٹنگز پر بیجا اور بے بنیاد الزامات۔

۵ر اگست ۱۷۷۵ء میں نند کمار کو کلکتے کے باہر میدان میں پھانسی دیدی گئی اوس نے اپنے نوشتۂ تقدیر کو اوس ہمت و متانت کے ساتھ برداشت کیا جو اوس کے ہم وطن عام طور سے ایسے موقعوں پر دکھاتے ہیں۔ اس مقدمے کے واقعات کلکتے کے مجسٹریٹ ضلع میکابی نے جو فرینسس کا وفادار معاون اور بہنوئی تھا نہایت توضیح کے ساتھ تحریر کئے ہیں اور انہی سے برک اور اہلیت کو آئندہ سخت حملوں کے لئے مواد ملا اور انہی سے میکالے کے مشہور مضمون کے بہترین حصوں کی بنیاد پڑی۔ برک کبھی یہ کہتے نہ تھکا کہ ہیسٹنگز نے نند کمار کو امپی کے ہاتھوں مروا ڈالا۔ میکالے اپنی بدزبانی کے لئے اتنا عذر بھی پیش نہیں کرتا وہ امپی کو بدنام جفرے (Jefferey) کا ہم پلہ بتاتا ہے اور بیباکی سے بیان کرتا ہے کہ بجز مجنونوں اور سوانح عمری لکھنے والوں کے کوئی شبہہ نہیں کر سکتا کہ ہیسٹنگز اسکا حقیقی محرک تھا، اگرچہ وہ خود اس بات میں شبہہ کرتا ہے کہ ہیسٹنگز کے جرائم میں نند کمار کی موت کو کس حد تک انصاف کے ساتھ شریک کیا جا سکتا ہے

تاہم ایک جدید مصنف بیورج یہ ثابت کرنیکی کوشش کرتا ہے کہ گورنر جنرل نے اپنے دشمن کے مروانے کے لئے امپی سے سازش کی لیکن بالآخر وہ بھی ناکام رہتا ہے۔

یہ سچ ہے کہ ہیسٹنگز کی مصیبت انتہا کو پہنچ گئی تھی اور یہ بھی یقین ہے کہ اکثر اشخاص اوسکی جگہ رہکر اپنی کامل تباہی سے بچنے کے لئے بدترین ذرائع اختیار کرنے میں بھی گریز نہ کرتے لیکن اگر انسان کے سابق کیرکٹر سے اوسکی نسبت کچھ اندازہ لگایا جاسکتا ہے تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہیسٹنگز اس قسم کا آدمی نہ تھا کہ ایک جرم سے بچنے کے لئے دوسرے جرم کا مرتکب ہوجاتا۔ ججوں کے سامنے اوس نے جو حلفیہ بیان دیا کہ اوس نے نہ راست نہ اشارۃً نندکمار کے خلاف جعل سازی کا مقدمہ دائر کرایا اور نہ اوس میں اوسکا کچھ دخل تھا وہ ہر لحاظ سے قابل وقعت ہے۔ کلکتے میں کسی شخص نے بھی حتی کہ ہیسٹنگز کی مجلس نے بھی نہ ججوں کے فیصلے کی صداقت میں شبہہ کیا اور نہ کبھی اشارۃً یہ ظاہر کیا کہ گورنر جنرل نے اس مقدمے میں سازش کی فرینسس نے ۷ اگست کو جو خط امیر البحر ہیوز کو لکھا اوس میں وہ صرف عرضی دعووں کے متعلق لکھتا ہے کہ وہ اس قدر چالاکی سے ترتیب دئے گئے ہیں کہ ہر شخص اپنی مرضی کے موافق نتیجہ نکال سکتا ہے۔

ممکن ہے کہ سوانح عمریاں لکھنے والے اکثر بیوقوفی کرجائیں لیکن نکتہ چیں بھی معمولی سے معمولی دعووں سے اکثر بلاسوچے سمجھے بڑے بڑے نتائج نکال لیتے ہیں۔ محض اس بنا پر کہ نندکمار کی موت کی بدولت ہیسٹنگز کو ایک آفت سے نجات ملجاتی ہے اوسے اوسکی غایت نہیں سمجھنا چاہئے اس خیال کی تائید کے لئے قطعی ثبوت نہیں۔ سر جیمس اسٹیفن جو نہ سوانح عمری لکھنے والا ہے اور نہ مجنون ہے بلکہ عدالت کا ایک اعلیٰ عہدہ دار ہے جو قانون شہادت اور قانون فوجداری کا ماہر سمجھا جاتا ہے اوس نے تمام سابق اور جدید مؤلفوں کے مقابلے میں نہایت غور و خوض کے ساتھ نندکمار کے مقدمے کے تمام کاغذات کا مطالعہ کیا ہے اور حد درجہ غیر جانبداری سے کام لیکر اپنی رائے امپی اور گورنر جنرل کے موافق دی ہے۔ اوسکی رائے ہے کہ راجہ پر سچا مقدمہ چلایا گیا او ججوں کے نزدیک اُسے سزا حق بجانب ملی اور امپی نے بذات خود مقدمے کے دوران میں اوس کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا اور جہاں تک ہیسٹنگز کے دخل کا اوس میں تعلق ہے۔ سر اسٹیفن لکھتا ہے کہ اوسکا کہیں پتا تک نہیں۔ اس بات کا قطعی ثبوت نہیں ملتا کہ اس مقدمے میں ہیسٹنگز کا

کچھ دخل تھا یا اسیر کی قسمت کے فیصلے میں اوس نے کسی قسم کی اوسکے خلاف کوشش کی۔ برخلاف اوسکے جب مجلس ہیوتان میں فرنسس پر طعنہ زنی ہوئی کہ وہ خود اس مقدمے میں شریک تھا تو اوس نے حسب معمول نہایت بے حیائی سے جواب دیا کہ اوس نے محض مرعوب ہوکر اور کلیورنگ کو بچانیکی غرض سے اس میں شرکت کی کیونکہ جج انتہا سے گزر گئے تھے اور اپنے سیاسی مقصد کے حصول میں اونھوں نے اپنے ہاتھ خون میں رنگ لئے تھے لہذا ایسی حالت میں جب کہ کلکتے کے عوام کی رائے اونکے موافق تھی یہ خوف بجا طور پر ہوسکتا تھا کہ وہ اسی اصول کے تحت کہیں اور آگے نہ بڑھیں۔ تعجب ہے کہ فرنسس کی سوانح عمری کے قابل مؤلف نے اس قدر پوچ و لچر بات کو کیونکر تسلیم کرلیا۔

مورخ جس نے ہیسٹنگز کی شرکت اون اشخاص کے ساتھ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے جنھیں وہ اپنے نزدیک نند کمار کا قاتل تصور کرتا ہے وہ بھی سر جیمس اسٹیفن کے بیان کو ضعیف ثابت نہیں کرسکا۔ گورنر جنرل کا موہن پرشاد سے ملاقات کرنا جو بیان کیا جاتا ہے اوسکے لئے بجز نند کمار کے مشتبہ بیان کے اور کوئی ثبوت نہیں یہ ایک محض مفروضہ ہے کہ ہیسٹنگز نے اپنے معتمد بیلی کے ذریعہ سے فرر (Farrer) کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنے موکل کے لئے مہلت حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے اور اس سے بھی کم اس بات کا ثبوت ہے کہ ہیسٹنگز نے خود اس بات کا اعتراف کیا کہ امپی نے نند کمار کو پھانسی دیکر اوسکی خاص طور پر اعانت کی۔ اس واقعے کے چند سال بعد ہیسٹنگز نے اپنے ایک خط میں امپی کے متعلق یہ الفاظ استعمال کئے تھے کہ "میں اوسکا ممنون ہوں کیونکہ اوس نے ایک موقع پر میری روزی بچالی اور میری عزت اور آبرو رکھ لی"۔ سر جیمس اسٹیفن کی رائے ہے کہ یہ الفاظ صاف طور پر اوس تنازع کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو کلیورنگ اور ہیسٹنگز میں گورنری کے لئے ہوا تھا اور اگر انھیں نند کمار کے مقدمے کی نسبت تسلیم کرلیا جاوے تب بھی یہ نہیں ثابت ہوتا کہ ہیسٹنگز اس بات کا اقبال کررہا ہے کہ امپی کو اوس نے اپنا آلہ بنایا۔ برخلاف اسکے ان الفاظ سے تو نند کمار کے معاملے میں اوسکی بے گناہی قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے کیونکہ اگر ان دونوں کا اس میں اس قدر مجرمانہ دخل ہوتا تو وہ کبھی ایسی بیباکی سے

اوسکا اعلان نہ کرتا ۔ بہر حال ہیورخ نہ یہ ثابت کر سکا کہ ہیسٹنگز درحقیقت اس مقدمے میں مستغیث تھا اور نہ یہ کہ امپی نے اپنے دوست سے ملکر اس کام کو انجام دیا ۔

نند کمار کے پھانسی پاجانے سے ہیسٹنگز کو سکون تو ضرور حاصل ہوا اور اوسکا کچھ بار بھی کم ہوگیا ۔ فرنیسس اپنے ستمبر کے مراسلے میں طعنہ کرتا ہے کہ "لاٹ گورنر صاحب اب خوب محفوظ ہیں ۔ جو شخص بھی اپنی سلامتی کی پروا کریگا وہ اب اوسکے مقابلے پہ نہ آئیگا" سازشوں کے سرغنہ پر اس ضرب کاری کے پڑنے کے بعد کرایہ کے مخبروں کا کام ختم ہوگیا ۔ اپنے ہموطنوں کی اعانت سے خوش ہونے اور کلکتے کے سربرآوردہ ہندوستانیوں کے اظہار عقیدت مندی کے بعد اوسے دم لینے کی مہلت ملی اور اپنے جھگڑالو ساتھیوں سے دوبارہ جنگ چھیڑنے کی جرأت ہوئی ۔ ۷ اگست کو اوسے ڈاکٹر جانسن کو دوستانہ خط لکھنے کی بھی فرصت ملی جس میں اوس نے اوس کتاب کے وصول ہونے پر اوسکا شکریہ ادا کیا جو اوس نے صدر عدالت کے جج چیمبرز کے ہاتھ بھیجی تھی ۔ وہ اس انگریزی ادیب کو اطلاع دیتا ہے کہ وہ ہندوستان کی تاریخ اوسکے رسم و رواج ، مصنوعات اور قدرتی ذرائع و پیداوار کو فروغ دینے اور اوسکے متعلق مزید معلومات بہم پہنچانے میں سرگرم ہے قانون جیٹو (Jaitu) کے مرتب کرانے میں جو کامیابی اوسے حاصل ہوئی تھی اوسکا بھی وہ اوس میں ذکر کرتا ہے ۔ اور جانسن سے درخواست کرتا ہے کہ وہ بوگل کے تبتی (Tibetan) رسالے کی ایک جلد قبول کرے اور لکھتا ہے کہ گو اس میں اوس اسپرٹ کی کمی ضرور محسوس ہوگی جو ڈاکٹر کے "سفرنامۂ مغربی جزائر و اسکاٹلینڈ" کی جان ہے تاہم یہ قابل مطالعہ ضرور ہے ۔

آئندہ سال جنوری میں مجموعہ قوانین مرتبۂ ہالینڈ کی پوری ایک جلد لارڈ مینسفیلڈ کے پاس بھیجتا ہے اور اسی میں اپنی مجلس اور عدالت العالیہ کے اختیارات کی صراحت اور تشریح کی تجاویز جنھیں اوس کے دوست امپی نے تسلیم کرلیا تھا تحریر کرتا ہے ۔ قانون تنظیم کی مبہم زبان کے باوجود اوسکے تعلقات ججوں سے اچھے رہے اور وہ اس بات کو نہایت خوشی کے ساتھ تحریر کرتا ہے کہ ہر موقع پر امپی اور اوسکے دوسرے تین ججوں نے حکومت کے اختیارات کی خاص طور پہ تائید کی اور انگریزی قانون کو ہندوستانیوں کے قوانین مذہبی رسم و رواج اور اونکے خصائل کے موافق بنانے کی متواتر کوشش کی ۔

ہیسٹنگز کے مخالفین کی جدوجہد اور انکی معاندانہ کارروائیاں

اس عرصے میں اوسکے مخالفین نے مجلس میں اپنی سابق چالیں پھر شروع کردیں اور ا
صدر کو گھیرنا شروع کیا لیکن اوس نے تہیہ کرلیا کہ وہ انکے نکالے کبھی نہ نکلیگا۔ جن عدالتی اور انتظا
معاملات کو ہیسٹنگز نواب بنگال سے واپس لیچکا تھا وہ انھوں نے اسے دوبارہ عطا کر دیئے
نواب وزیر پر جو رقمی مطالبات تھے اون میں قطعی کمی نہ کی اور بیکس اوودھ کو بدامنی کا گھر بناکر چھوڑ دیا۔ قاسم علی
کا ایک گماشتہ ستمبر ۱۷۷۵ء میں اپنے آقا کی عرضی مجلس کے سامنے پیش کرنے آیا اوسے ہیسٹنگز نے سور
بطور انعام دئیے اسے بھی صدر کے اوپر حملہ کرنیکا بہانہ بنالیا گیا۔ ہیسٹنگز نے نظما کی توجہ اس طرف مبذول کرائی
اور لکھا کہ "اس ذراسی بات سے آپ کو اندازہ ہوسکتا ہے کہ آپ کے کاموں کی
کیسی منتشر حالت ہے اور جو آپکی حکومت کے کارکن ہیں اونکے کیسے دماغ اور کیسے
ارادے ہیں" وہ بجا طور پر شکایت کرسکتا ہے کہ ذرا ذراسی باتوں سے کام میں
رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اور سرکاری روئدادیں بھردی جاتی ہیں۔ لیکن کسی قسم کا بھی
معمولی یا غیر معمولی اشتعال اوسے اپنی جگہ سے مستعفی ہونے اور اپنے فریقوں کو حکومت
کا حقیقی مالک بناکر چھوڑ جانے پر مجبور نہیں کرسکتا تھا۔ "اپنے فرائض اور دوسروں کے
احسانات کا صحیح اندازہ کرنیکے بعد میں نے اس انتشار کی حالت میں صبر سے کام
کرنیکا تہیہ کرلیا ہے۔ زندگی بخیر میں اسکا نیک انجام دیکھونگا"

فی الحال اوسے خفی المقدور صبر سے کام لینا تھا اوسکے حریف اوسے بار ستاتے
رہے اور اوسکے ہر کام میں رکاوٹ پیدا کرتے رہے۔ اونھوں نے اوس پر الزام لگایا کہ
۱۷۷۲ء کے بندوبست مالگزاری سے اوس نے زمینداروں پر بڑے بڑے محصول
عائد کئے اور رعیت پر بیجا تشدد کیا لیکن جن باتوں کی وہ شکایت کرتے تھے اونکے
رفع کرنیکے ذرائع اوسے دیتے نہ تھے۔ باقی داروں کو عدالت العالیہ سے جو قیدخانہ کی
سزا ملتی تھی اوس سے معزز اور باوقار ہندوستانیوں کو بچانے میں اونھوں نے
اسکی مدد نہ کی محض وفاداری کی بنا پر وہ ثلاثہ کی مخالفت کرنیکے بجائے اوسسے معاون
کرتا تھا لیکن اس کے حریفوں نے اسکے معاوضے میں بھی اس کے ساتھ کبھی اس
قسم کی رعایت نہ کی۔

صلح نامہ سورت اور بمبئی کی حالت

اگر ہیسٹنگز ایک راستہ بتاتا تو وہ یقینی دوسرے راستہ اختیار کرتے
ستمبر ۱۷۷۴ء میں حکومت بمبئی نے مرہٹوں کے ایک قدیم مشہور سردار رگھوناتھ راؤ سے جو عام طور پر

رگھوبا کے نام سے مشہور ہے ایک معاہدہ کیا۔ یہ شخص پیشوا نراین راؤ کا چچا تھا۔ ۱۷۷۲ء میں اوسکے انتقال کے بعد وہ پونا میں اوسکے جانشین کی حیثیت سے مسند نشین ہوا۔ لیکن ایک مخالف جماعت نے جسکا سردار نانا فرنویس تھا سابق پیشوا کے ایک بیٹے کو جو اپنے باپ کے انتقال کے بعد پیدا ہوا تھا مادھوراؤ ثانی کے لقب سے مسند نشین کرا دیا۔ اس سے جو جنگ چھڑی اون میں مرہٹوں کے سرداروں نے فریقین کا ساتھ دیا۔ جنگ میں شکست کھانیکے بعد رگھوبا بمبئی کے انگریزوں کی طرف رجوع ہوا۔ ایک عرصے سے مجلس نظما کے جزیرۂ سالسٹ اور پر رونق بندرگاہ بسین پر دانت تھے۔ نظما کی خواہش کو پورا کرنے اور پرتگالیوں کی ریشہ دوانیوں کو ختم کرنے کی غرض سے حکومت بمبئی نے رگھوبا کی مدد کے لئے فوج دینے کا اس شرط پر وعدہ کیا کہ یہ دونوں مقام چند علاقوں سمیت اونکے حوالے کر دئے جاویں۔

لیکن اونھوں نے اس معاملے میں حکومت بنگال اور اوسکے اختیارات کو جو قانون تنظیم کی رو سے اوسے حاصل تھے نظر انداز کر دیا۔ ہیسٹنگز نے معاہدۂ سورت کے رد کرنے اور جنگ کی تیاریاں روکنے میں اپنے ساتھیوں سے شرکت کی لیکن بعد میں جو خبریں بمبئی سے موصول ہوئیں اون سے اوسکے خیالات میں تبدیلی ہوئی۔ اوس نے اس بات پر زور دیا کہ ایسی حالت میں جب کہ مہم روانہ ہوئی ہے عزت وسلامتی کے ساتھ مراجعت کرنا امکان میں نہیں۔ بارول نے اپنے سردار کا ساتھ دیا لیکن جماعت ثلاثہ اب بھی اپنی ضد پر قائم تھی۔ بری اور بحری افواج کی کامیابی کے باوجود اونھوں نے معاہدے کو کالعدم کر دیا کیٹنگ (Keating) کو بمبئی واپس ہونیکا حکم دیدیا اور کرنل اپٹن (Colonel Upton) کو اپنی طرف سے صلح کرنیکے لئے پونا بھیجدیا۔ کلکتے کے احکام بمبئی پہنچنے سے قبل ہی یکم مارچ ۱۷۷۶ء کو صلحنامہ پورندھر پر دستخط ہو گئے تھے اس معاہدے کی رو سے انگریزوں نے سالسٹ سے دست برداری کی اور اسکے معاوضے میں بروچ کے قریب کا ایک ضلع قبول کیا۔ مصارف جنگ کے نام سے انھیں بارہ لاکھ روپے رعایتاً دئے گئے۔

رگھوبا سے معاہدہ منسوخ ہو گیا اور اس حلیف نے بارہ لاکھ کے وظیفہ کے معاوضے میں مسند سے علٰحدگی اختیار کی۔

مجلس اعلیٰ کی باہمی کشمکش کی بدولت کمپنی کے مفاد اور حکومت بمبئی کے وقار کو
صدمہ پہنچایا گیا تاہم ہیسٹنگز کے حریفوں میں بھی ایسی عقل تھی کہ وہ ہیسٹنگز کے ساتھ
سالسیٹ کی واپسی کے خلاف ہو گئے لیکن جب نظما نے رگھوبا کے معاہدے کو منظور کر
اور معاہدہ پورندھر کے مسلک کی مخالفت کی تو فرانسس اور کلیورنگ نے تمام ناکامی
الزام ہیسٹنگز پر ڈال دیا۔

زیر بحث معاہدے کی وقعت ایک عارضی صلح سے زیادہ نہ تھی۔ نہ پونا میں اس
پورے طور سے عمل ہوا اور نہ بمبئی میں۔ رگھوبا نے شاہ انگلستان کو ایک خط بھیجا ا
اسکے خلاف مرافعہ کیا۔ بمبئی سے فوجیں سورت روانہ کردی گئیں اور بمبئی کی مجلس نے
وظیفہ خوار رگھوبا کو اپنا مہمان بنا کر بلایا۔ سالسیٹ انگریزوں کے ہاتھ میں رہا لیکن
دربار پونا نے جس رقم کا وعدہ کیا تھا وہ وصول نہ ہو سکی۔ مارچ ۱۷۷۷ء میں شاہ فرانس کا
ایک سفیر پونا پہنچا اس وقت فرانس عنقریب انگلستان سے جنگ کرنیوالا تھا
جب نانا فرنویس نے جو پونا کا خاص آدمی تھا اور جدید معاہدے کے سخت خلاف تھا
سیویلیر ڈی سنٹ لوبن (Chevalier De Saint lobin) کا نہایت معقول استقبال
کیا تو مرہٹوں اور فرانسیسیوں کے اتحاد کے آثار سے حکومت بمبئی بجا طور پر مرعوب ہوگئی
مجلس نظما نے صلحنامہ پورندھر کو رد کر دیا تھا۔ گورنر جنرل اس سے دست بردار ہونیکے لئے
مناسب موقع کی تاک میں تھا۔

جنوبی ہند کے معاملات

اس عرصے میں مدراس کی حالت بھی غیر معمولی طور پر پیچیدہ ہوتی جاتی تھی۔ ۱۷۷۳ء
میں محمد علی نواب کرناٹک نے حکومت مدراس کو جو اس وقت گورنر ونسٹن کے تحت تھی
اپنے مختلف دعوے پیش کر کے اس بات پر راضی کیا کہ وہ اوسکے ساتھ ملکر اوس کے باجگزار
راجہ تنجور پر حملہ کرے۔ احکام کی اس صریحی حکم عدولی پر نظما نے ونسٹن کو فوراً ملازمت
سے برطرف کر دیا اور اپنے قدیم ملازم لارڈ پگٹ (Lord Piggott) کو اوسکی جگہ بھیجدیا۔
جدید گورنر نے اپنے آقاؤں کے احکام کی تعمیل نہایت وفاداری سے شروع کی۔ اپریل ۱۷۷۶ء
میں معزول شدہ راجہ دوبارہ گدی نشین کر دیا گیا۔ لیکن لارڈ پگٹ کے انصاف پسند طرز
اور بدعنوانیوں کی اصلاح کی کوشش سے دشمنوں کا ایک جتھا اسکے خلاف قائم ہو گیا۔
ان سب کا سردار پال بینسفیلڈ (Paul Bans Field) تھا۔ جس نے نہایت سخت

شرح سود پر نواب کو کثیر رقم قرض دی تھی اور جسکی وجہ سے تنجور کی مالگزاری کے ایک بڑے حصے پر اوسے حق حاصل تھا۔ مجلس مدراس نے اسکے مطالبات کو شروع میں باطل قرار دیکر رد کر دیا لیکن بینیفیلڈ اور نواب کے دیگر قرض خواہوں نے مجلس پر اس قدر دباؤ ڈالا کہ مجلس کی سابق قرارداد جو اونکے خلاف تھی سات اور پانچ کی کثرت سے مسدود کر دیگئی۔ لارڈ پگٹ نے اپنی مجلس کے دو رکنوں کو معطل کر کے اور اپنے سپہ سالار کو حراست میں لیکر اپنے بنے بنائے معاملے کو بگاڑ لیا۔ تشدد کا جواب تشدد سے دیا گیا گورنر خود اپنی مجلس کے حکم سے گرفتار کر کے جیل خانے میں ڈالدیا گیا اور کثرت نے اپنے میں سے ایک کو اوسکی جگہ کام کرنیکے لئے مقرر کر دیا۔ لارڈ پگٹ نے کلکتے مرافع کیا لیکن وہاں سے اوسے کچھ مدد نہ ملی ہیسٹنگز نے اپنے ساتھیوں سے اتفاق کیا کہ گورنر نے اپنے اختیارات سے تجاوز کیا ہے۔ مجلس نظما نے ایک عام اجلاس کیا اور اون میں لارڈ پگٹ کے حریفوں کے چال چلن پر اظہار نفرت کیا اوسکی رہائی کے فوری احکام جاری کئے۔ اوسکی مجلس کے سات ارکان کو برخاست کیا اور جن عہدہ داروں نے اوسے گرفتار کیا تھا اونہیں فوجی عدالت کے سپرد کیا لیکن ان احکام کے مدراس پہنچنے سے قبل ہی ۱۱ مئی ۱۷۷۷ء کو لارڈ پگٹ کا انتقال ہو گیا۔

ہیسٹنگز کی نجات اور اوسکی حقیقی حکومت کا زمانہ

ستمبر ۱۷۷۶ء میں مانسن کے انتقال کے بعد ہیسٹنگز کو چند ماہ کے لئے اون تمام ذلتوں اور تکلیفوں سے مہلت مل گئی جنہیں وہ نہایت قابل فخر صبر کے ساتھ برداشت کرتا رہا تھا اور جسکا اوس پر نہایت گہرا اثر پڑ رہا تھا۔ گو فرانسس اور کلیورنگ اوسکے خلاف بہت کچھ لکھتے اور تقریریں کرتے رہے مگر چند ماہ تک ہیسٹنگز اپنی زائد رائے سے بہرحال استفادہ حاصل کرتا رہا۔ ۱۷۷۲ء کے بندوبست مالگزاری کی تنقیح کرانیکا بھی اوسے اس اختیار سے موقع مل گیا بنگال کے قابل ترین دو اہل قلم عہدہ داروں کی نگرانی میں جدید بندوبست کے لئے مواد فراہم کرنے کی غرض سے اوس نے ایک خاص ذیلی مجلس مقرر کی۔ چند ہفتے بعد فرانسیس کے خاص آدمی لیبرٹیو کے بجائے مڈلٹن لکھنؤ میں اپنی پرانی جگہ پہنچ گیا۔ چھوٹے فاک صاحب فوراً بنارس سے واپس بلا لئے گئے۔ ان سب کاموں پر فرانسیس اور کلیورنگ زہر کے گھونٹ پیکر رہ جاتے اور جل بھن کے خاک

سخت سے سخت روئداد لکھ بیٹھتے تھے۔ غلط افواہیں بھی اوڑاتے تھے لیکن اونکی ایک نہ چلتی تھی ہوجاتے تھے۔ کبھی جھلا پڑتے تھے۔ کبھی دھمکی دیتے تھے اور کبھی ہیسٹنگز کو اپنی طاقت کا احساس تھا اور اپنی زائد رائے کی پشت پناہ پر تکیہ کرکے نہایت خاموشی سے وہ ان کو خوب جھکاتا تھا۔ فرنسیس نے جل کر اپنے ایک دوست کو لکھا کہ "اس وقت در اصل وہ کل کا مالک ہے اور نہایت سختی سے حکومت کر رہا ہے"

آٹھواں باب

فلپ فرنیسس کی کامل شکست

۱۷۷۶-۱۷۷۸

اگر ہیسٹنگز فرنیسس کے قول کے بموجب کم ہمت۔ عجلت پسند۔ وحشی مزاج اور پریشاں خیال ہوتا تو انگلستان کی خبریں سنکر جو اس وقت اوسے پہنچی تھیں وہ دیوانہ ہو جاتا۔ اکثر متنازعہ فیہ معاملات میں مجلس نظما نے فرنیسس کے ساتھیوں کو حق بجانب قرار دیا اور تمام الزام اور قصور ہیسٹنگز کے سر تھوپدئے۔ اپنے قابل ترین اور حد درجہ وفادار ملازم کے مقابلے میں اونھوں نے بیہودہ اکثریت کی حمایت شروع کر دی تھی ہیسٹنگز تو لارڈ نارتھ سے کم از کم انصاف کی آس لگائے بیٹھا تھا اور وہ نظما پر اثر ڈال رہا تھا کہ ہیسٹنگز کو واپس بلالیا جاوے اور اوسکی جگہ کلیورنگ کو دیدی جاوے۔ میکلین نے اپنے مربی کو جو خط لکھا اوس سے پوری سازش کا پتا چلا اگر ہیسٹنگز میں استقلال نہ ہوتا اور مجلس نظما سے باہر اوس کے دوست اوسکے ساتھ وفاداری نہ کرتے تو سازش یقینی چل جاتی۔ لارڈ نارتھ نے اول انڈیا ہوس سے اوسکے خلاف فیصلہ کرانے کی کوشش کی جس میں وہ ناکام رہا لیکن مئی ۱۷۷۶ء میں ایک رائے کی کثرت سے اوس نے اپنی مرضی کے موافق فیصلہ کرا لیا۔ مجلس سرمایہ داران میں گورنر جنرل کے زبردست حامی کثرت سے موجود تھے۔ ۱۵ ارمئی کو جو عام اجلاس ہوا اوس میں یہ سب کے سب آپہنچے اور ایک طویل بحث کے بعد کثرت رائے سے ہیسٹنگز کے موافق فیصلہ ہو گیا۔ چند ہفتے بعد مجلس نظما نے بھی دو رایوں کے غلبہ سے اپنے سابق فیصلہ کو منسوخ کر دیا۔

اس وقت عجیب حالت تھی۔ ہیسٹنگز اعلان کر چکا تھا کہ بغیر شاہ انگلستان کے حکم کے وہ اپنی جگہ ہرگز نہ چھوڑیگا۔ کلیورنگ اور فرنیسس صدارت کی کوشش میں علحدہ لگے ہوئے تھے اور ایک دوسرے کے خلاف کارروائی کر رہے تھے۔ ان میں سے ہر ایک کہتا تھا کہ اگر اوسے صدارت نہ ملی تو وہ واپس ہو جائیگا۔ انگلستان میں لارڈ نارتھ کلیورنگ کے لئے کوشش کر رہا تھا اور یہاں فرنیسس صاحب سمجھ رہے تھے کہ صدارت

اون ہی کی ہے۔ نظما کو خوف لگا تھا کہ لارڈ نارتھ کمپنی کی سیاسی طاقت زائل کرنیکی دہمکی دے چکا ہے اوسے پورا کرنیکے لئے اس مسئلے کو کہیں پارلیمنٹ میں پیش نہ کردے۔ انڈیا ہاؤس کی غیر اطمینانی حالت اور لارڈ نارتھ کی جانب سے کلیورنگ کے بااثر دوستوں کو خوش کرنیکی علانیہ خواہش سے مرعوب وخوف زدہ ہوکر میکلین اور ہیسٹنگز کے دوسرے بہی خواہوں نے گفتگو کرنیکی کوشش کی تاکہ ہیسٹنگز اس کشمکش سے جس میں وہ اب زیادہ پہنستا نظر نہ آتا تھا عزت وآبرو سے بچکر نکل آوے۔

اکتوبر ۱۷۷۶ء کے اواخر میں میکلین کو یہ خیال ہوگیا کہ وزیر اعظم سے ملکر جو باتیں اوسنے طے کرلی ہیں اون سے ہیسٹنگز کی تقریباً تمام خواہشات پوری ہوجاتی ہیں لیکن چند ہی دن بعد کلیورنگ نائٹ آف باتھ (Knight of Bath) ہوگیا اور ہیسٹنگز کو اس قسم کا کوئی اعزاز حاصل نہ ہوا میکلین نے اسے لارڈ نارتھ کی عہد شکنی پر محمول کیا اور ہیسٹنگز کو رائے دی کہ جب تک اوسے بیرن بنانے یا کم از کم آئرلینڈ کے طبقۂ امرا میں شمار کرنے کا قطعی طور پر وعدہ نہ کرلیا جاوے وہ استعفا نہ دے لیکن باوجود اسکے چند ہفتے بعد ہی ہیسٹنگز کی سابق ہدایات کے بموجب اوس نے مجلس نظما کے سامنے اوسکا استعفاء پیش کردیا۔ ہیسٹنگز نے تھوڑے عرصے بعد ان ہدایات کو واپس لیا اوسکی گزشتہ بارہ ماہ کی مراسلت سے بھی اوسکے اس ارادے کا برابر پتا چلتا ہے۔ میکلین نے خود کتنی ہی نیک نیتی سے یہ کام کیا ہو لیکن نظما ہیسٹنگز کے ارادے سے بخوبی واقف تھے کہ جس نے اوسکا تقرر کیا ہے اوسکے حکم کے بغیر وہ اپنی جگہ نہ چھوڑیگا لیکن ایک معمولی تحقیقات کے بعد اونھوں نے نہایت عجلت سے اوسکا استعفاء منظور کرلیا تاکہ وہ لارڈ نارتھ کے حکم کی راست تعمیل سے بچ سکیں۔

اپنے بہترین ملازم سے نجات حاصل کرنیکی غرض سے اونہوں نے یہ بھی فرض کرلیا کہ ہیسٹنگز اپنے وکیل کے فعل کی توثیق کردیگا۔ یہ خیال اتنا ہی غلط تھا جتنا کہ ہیسٹنگز کا لارڈ نارتھ کی دوستی پر اعتماد یا میکلین کا یہ یقین کہ وہ ہیسٹنگز کے آقاؤں سے باسانی ایک ایسا انتظام کرلیگا جسکی بدولت ہیسٹنگز اپنی جگہ سے جس پر اوسکا برقرار رہنا اب ممکن نہ تھا عزت کے ساتھ واپس ہوسکے لیکن درحقیقت اس خیال میں گورنر کو علیحدہ کرنیکی خواہش پنہاں تھی اکثر نظما اوسے اپنے مفاد کے خلاف بھی سمجھنے لگے تھے کیونکہ وہ دیسی طاقتوں کو ریاستہ برطانوی تاجدار سے

بندوبست مالگزاری

قریبی تعلقات قائم کرنیکی ترغیب دے رہا تھا۔
اس عرصے میں گورنر جنرل اپنے اون تمام کاموں میں مشغول رہا جو ہر شعبے میں اوسے درپیش تھے۔ برطانوی قوم کے نام سے حکومت کرنے اور کمپنی کا اثر و اقتدار بڑھانے اور ہندوستانیوں کو اس بات پر آمادہ کرنے کے لئے کہ وہ شاہ انگلستان کو اپنا بادشاہ تصور کریں جو تدابیر اوس نے اختیار کیں اون سے اوسکی دور بینی اور اوسکے مطمح نظر کا اندازہ ہوتا ہے اور یہ پتا چلتا ہے کہ جن باتوں کی تکمیل ہو چکی تھی اون سے معقول استفادہ حاصل کرنے اور اون تمام نقابوں کو اوٹھانیکے لئے جن میں وہ اب تک پوشیدہ تھیں کس قدر عملی تدابیر وہ اختیار کر رہا ہے۔ لیکن اوسکے دشمنوں کے تشدد اور اونکی جد و جہد کی وجہ سے مجلس نظما اپنے ایک حقیقی دوست کے مشوروں کو غلطی سے ایک پکے دغاباز فریبی کی مکاری تصور کرنے لگی تھی۔
دوسرے معاملات کی طرح بندوبست مالگزاری پر بھی فرینسس اور کلیورنگ نے ہیسٹنگز کے خلاف عمل کیا۔ چند ہندوستانی عہدہ داروں کے مشورے سے انکا منشاء ایسی تجاویز پر عمل کرنیکا تقاضا جن سے کئی سال قبل ہی وہ قوانین نافذ ہو جاتے جو لارڈ کارنوالس کے زمانے میں ۱۷۹۳ء میں عمل میں آئے اور جنکی بدولت بنگال کے زمینداروں کی مالگزاری ہمیشہ کے لئے مقرر ہو گئی۔ برخلاف اسکے ہیسٹنگز کی یہ خواہش تھی کہ وہ پٹوں اور اونکی میعاد، فصل اور پیداوار کی حالت، آمدنی اور زمیندار و رعیت کے باہمی تنازعات کی تحقیقات کر کے اپنے سابق اصولوں ہی کو وسعت دے۔ باروَل کی مدد سے اوس نے یہ پیش کیا کہ ۱۷۶۵ء کے بعد سے جتنے محصول رعیت پر لگائے گئے ہیں اون سب کو اوٹھا دیا جاوے، بنگال کی اراضی کو مختلف قطعات میں تقسیم کر دیا جاوے۔ اور انھیں زمینداروں کو دینے کے بجائے ایک دو لشت کے لئے اونکا نیلام کر دیا جاوے اور سابق تین سال کی پیداوار کا اوسط نکال کر مناسب مالگزاری مقرر کیجاوے۔ انڈرسن اور بوگل کے کمیشن نے اپنا کام شروع کر دیا لیکن ہیسٹنگز کے مخالفین نے اسے اوسکی آمدنی کا معقول ذریعہ بتایا اور تحقیق کردہ واقعات پر بندوبست کرنے اور سب حقوق پر انصاف سے مالگزاری مقرر کرنیکے نیک ارادوں کو مجلس نظما نے روکدیا اور طعنہ آمیز لہجے میں تعجب ظاہر کیا کہ جس علاقے میں سات سال قبل کامل تحقیق ہو چکی ہے اوسی میں

مزید تحقیق کی ضرورت لاحق ہوگئی ۔ یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہیسٹنگز اور بارول پر الزام لگایا گیا کہ مالسن کے انتقال سے بیجا فائدہ اوٹھا کر یہ دوسرے دو رکنوں کو ہر معاملے میں شکست دے لیتے ہیں ۔ دوسرے مراسلے سے ہیسٹنگز کی تجاویز رد کردی گئیں ۔ اور ادھر سے حکم ہوا کہ معقول و مفید شرائط پر ہر سال بندوبست ہوا کرے ۔ مجلس میں پسپا ہونیکے بعد فرینسس انڈیا ہاؤس کی طرف رجوع ہوا اور وہاں اوسکا قاتل تیر اپنا کام کر گیا ۔

خارجی مسلک کی تجاویز

۱۷۷۷ء کے اوائل میں جب کہ ایک اور وحشت ناک خبر کلکتے کے راستے میں تھی ہیسٹنگز نے اپنے دوست سکندر ایلیٹ کو ایک تجویز تحریر کی کہ برطانوی قوم کے اثر کو ہندوستان کے ہر ایسے حصے میں قائم کیا جاوے جو اونکے مقبوضات سے زیادہ دور نہ ہو اور جسکی وجہ سے نہ سرحدی حفاظت کی ذمہ داری بڑھے اور نہ خطرناک اور لاانتہا پیچیدگیوں میں پھنسنے کا اندیشہ ہو۔" اس مقصد کے لئے وہ "اون ہمسایوں سے معاہدے کرنے گا جو برطانیۂ عظمی کے دوستوں اور حلیفوں کے حلقے میں شرکت کی خواہش کریں گے" مثلاً شجاع الدولہ کو وزیر شاہ انگلستان کہے جانیکا زیادہ فخر ہوگا ۔ ایک مرتبہ یہ تجویز پیش بھی کی گئی تھی کہ وہ شاہ انگلستان کے نام کا سکہ اپنے یہاں جاری کرے ۔ اسی بنا پر وہ اودھ کے قدیم تعلقات کو بڑھانا چاہتا تھا اور اسی اصول پر راجہ برار سے ایک دفاعی معاہدہ کرنا چاہتا تھا اوسکا خیال تھا کہ جو فرمانروا ان شرائط پر معاہدہ کرے اوسے ایک معقول رقم کی سالانہ ادائی کے معاوضہ میں برطانوی فوج اور دیسی سپاہیوں کا ایک دستہ دیدیا جاوے ۔ اس ترکیب سے ہیسٹنگز برطانوی ہند میں استحکام برقرار رکھنا اور دربار پونا کی جدوجہد کو روکنا چاہتا تھا کیونکہ انکی جو سازشیں فرانسیسی اور صوبہ دار دکن سے اس وقت جاری تھیں وہ سرکار کمپنی کے لئے کچھ کم خطرناک نہ تھیں ۔ بہر حال اس میں اون معاونتی معاہدوں کی جھلک نظر آتی ہے جنھیں ہیسٹنگز کے اکثر جانشین اقدامی طور پر اوس حد تک لے گئے جسکا ہیسٹنگز کو گمان تک نہ تھا ۔

قبل اسکے کہ اس قسم کی تجاویز کو عمل میں لایا جاسکے گورنر جنرل کو اون تمام شکنجوں سے نجات ملنی ضروری تھی جن میں وہ ابتک جکڑا ہوا تھا ۔ ہیسٹنگز کے نزدیک اسکی کامیابی کیلئے ایک باخبر کارگزار اور مستقل حکومت کا یہاں قیام اور مستقل مراسلات کا انگلستان میں انتظام

نہایت ضروری تھا۔ فی الحال بجز اسکے کچھ چارہ نہ تھا کہ ان تجاویز کو وہ اپنے چند خاص دوستوں کے کان میں ڈال دے اور منتظر رہے کہ حکام انگلستان کے یہاں ان کی شنوائی بھی ہوتی ہے یا نہیں۔

اس طولانی کشمکش کی آخری منزل اب قریب تھی۔ ۱۹ر جون ۱۷۷۷ء کو فیصلہ کن مراسلت کا پُلندا جو انگلستان سے موصول ہوا تھا مجلس میں کھولا گیا۔ ہیسٹنگز کو جو کچھ خانگی خطوط سے معلوم ہو چکا تھا وہ ہی اس میں تھا۔ اطلاع ملی کہ اوسکا استعفاء منظور ہو گیا۔ سر جان کلیورنگ اوسکی جگہ کام کریگا اور اس طور سے مجلس میں جو جگہ خالی ہوئی اوس پر وہیلر (Wheeler) کا تقرر ہوا۔ اپنے ایجنٹ کی اس سخت غلطی کا اوس پر بہت کم اثر ہوا اور وہ اوسکے اس فعل کو رد کرنا چاہتا نہ تھا لارڈ نارتھ کو اوس نے لکھا کہ "میں خود اوسکا پابند سمجھتا تھا اور اسکی توثیق کرنیکا میرا ارادہ تھا لیکن کلیورنگ نے خود اپنی عجلت اور اپنی زیادتی سے اپنا کام بگاڑ لیا"۔ بجائے اسکے کہ وہ گورنر جنرل کی سہولت کا خیال کرتا اور اوسے موقع دیتا کہ وہ اپنی سہولت کے لحاظ سے اوسے جائزہ دے اوس نے دوسرے روز اپنے نام سے مجلس کا اجلاس کیا۔ بحیثیت گورنر جنرل کے حلف اوٹھایا۔ ہیسٹنگز سے خزانے اور قلعے کی کنجیاں طلب کیں اور فورٹ ولیم اور قریب کی دیگر چھاؤنیوں کی فوج کو متنبہ کیا کہ وہ بغیر اوسکے کسی کا حکم نہ مانیں۔ فرنسس نے اپنے ساتھی کو ان غاصبانہ اور خلاف قانون حرکات میں مدد دی اور جب چندروز بعد اوسکی شکست یقینی ہو گئی تو اوس نے ثالث بننے کا فخر حاصل کرنا چاہا۔

کلیورنگ کی شکست

ان مراسلات کے پڑھے جانے سے دو روز قبل ہیسٹنگز نے مستعفی ہونے کا خیال ظاہر کر دیا تھا لیکن اب اوس نے تہیہ کر لیا کہ جن اختیارات سے وہ باقاعدہ طور پر دست بردار ہوتا اونھیں اب وہ اس خلاف قانون تشدد کے زور سے ہرگز نہیں چھوڑیگا اور بدستور اپنی جگہ پر قائم رہے گا۔ فوج اور سول سروس دونوں میں اب بھی اوسکے دوست موجود تھے جن پر وہ بھروسہ کر سکتا تھا بحیثیت گورنر جنرل کے وہ خود سپہ سالار فوج تھا۔ کلیورنگ کے رو میں جو احکام اوس نے فوج کو جاری کئے اونھیں نہایت خوشی سے قبول کیا گیا۔ کرنل مارگن نے فورٹ ولیم کا دروازہ کلیورنگ پر بند کر دیا اور اسی قسم کا جواب اوسے بارکپور اور بج بج سے ملا۔ ہیسٹنگز اور بارول نے

عدالت العالیہ میں جو مرافعہ دائر کیا تھا اوس میں گورنر جنرل کو نہایت شاندار فتح حاصل ہوئی چاروں ججوں نے متفقہ طور پر نہایت صاف الفاظ میں قطعی فیصلہ کیا کہ چونکہ میکلین کے مراسلے کے مطابق ہیسٹنگز نے اپنی جگہ کا ابھی تک جائزہ نہیں دیا لہذا کلیورنگ کو اوسکی جگہ پر کام کرنیکا قطعی کوئی حق حاصل نہیں۔ اونھوں نے لکھا کہ یہ عیاں ہے کہ "اب تک ہیسٹنگز نہ مرا ہے۔ نہ وہ علیحدہ ہوا ہے اور نہ مستعفی ہوا ہے"

ہیسٹنگز اور باروِل اس معاملے کو اور بڑھانا چاہتے تھے۔ اونھوں نے اعلان کیا کہ کلیورنگ نے خود اپنے فعل سے مجلس کی رکنیت اور اوسکے ساتھ سپہ سالاری سے علیحدگی اختیار کرلی۔ لیکن ججوں نے طے کیا کہ ہیسٹنگز کو اس قسم کے اعلان کا کوئی قانونی اختیار نہیں لہذا ان تمام معاملات کو انگلستان میں پیش کیا جاوے۔ گورنر جنرل نے انکے فیصلے کو قبول کیا اور ۲۵ جون کو مجلس کی باضابطہ قرارداد کے بعد یہ جھگڑا ختم ہوا جو خانہ جنگی کی صورت اختیار کرتا نظر آتا تھا۔ اس تاریخ کو جو خطوط اوس نے لارڈ نارتھ اور انڈیا ہاؤس کو لکھے اون سے پتا چلتا ہے کہ باوجود اسکے کہ وہ میکلین کا حد درجہ لحاظ کرتا تھا اوس نے کس نیت سے اور کن اسباب کی بنا پر اپنی آبرو بچانے اور جب تک کہ اوسے عزت کے ساتھ ہٹنے کا موقع نہ ملے اپنی جگہ پر قائم رہنے کا فیصلہ کیا۔ اوسے خود اب زیادہ دنوں تک برقرار رہنے کی توقع نہ تھی لیکن اوس نے وزیر متعلق سے درخواست کی کہ "از راہ کرم مجھے ستائیس سال بعد جو کمپنی کی خدمت اور برطانوی سلطنت کو بڑھانے میں صرف ہوئے ہیں ملزم کی طرح یہاں سے نہ نکالئے"

۸ اگست ۱۷۷۷ء کو ہیسٹنگز نے امہاف کی بیوی سے شادی کی۔ امہاف چند سال قبل کلکتے سے چلا گیا تھا لیکن طلاق کا مقدمہ چل رہا تھا اور ابھی اوس کا فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ ہیسٹنگز کی نئی بیوی کی عمر ۳۰ سال کی تھی اور وہ خود ۴۵ سال کا تھا فرنسس جو اس شادی کے خلاف تھا اوس نے بھی کچھ عرصے بعد تسلیم کیا کہ "وہ اس جدید رتبے کو نہایت خوبی سے برتتی ہے اور ہر لحاظ سے وہ قابل عزت ہے"

کلیورنگ کا انتقال

۲۹ تاریخ کو (اگست ۱۷۷۷ء) سر جان کلیورنگ نے بعارضۂ پیچش انتقال کیا۔ ایک سال سے اوسکی صحت صاف طور پر خراب تھی۔ اگر یہ صحیح ہے کہ شادی کے جھانون میں وہ بھی شریک تھا تو اس واقعہ سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ہیسٹنگز کس قدر

فراخ دل تھا اور اوسکا منشا کبھی مغلوب غنیم کو ستانیکا نہ تھا۔ کلیورنگ کی نقاہت کے جو کچھ بھی اسباب ہوں اوسکی علالت کا شادی کی دعوت سے کچھ تعلق نہیں سر الیجا امپی سے ملاقات کر کے جب وہ اپنے مکان واپس ہو رہا تھا تو راستہ میں ہی علیل ہوا اور پندرہ دن کے اندر انتقال کر گیا۔ ہیسٹنگز نے اپنے ایک دوست کو نومبر میں لکھا کہ "بڈھے کے انتقال کے بعد سے ہماری مجلس میں سکون پیدا ہو گیا ہے جب تک کہ میں اب یہاں رہ سکوں میں اس سکون کو برقرار رکھنے کی کوشش کرونگا"۔ فرنسس نے اپنا وہی قدیم انداز جاری رکھا۔ مجلس کے معاملات میں وہ ہیسٹنگز سے مدد کا وعدہ کر لیتا تھا اور حسب مرضی بلا تکلف اوسے توڑ بھی دیتا تھا لیکن اب وہ ہمیشہ ایک رائے سے شکست کھاتا تھا۔

وہیلر (Wheeler) کی آمد سے فرنسس کو ایک حلیف مل گیا۔ ہیسٹنگز نے ہی اوسے اپنے ساتھ ملانیکی بے سود کوشش کی۔ لیکن بارول کی پکی وفاداری سے ہیسٹنگز کو اپنی فیصلہ کرنیوالی رائے سے پورا استفادہ حاصل کرنیکا موقع ملتا رہا۔ "وہ ماتحت اراکین پریشان کرلیں مگر اب کام میں وہ رکاوٹ پیدا نہیں کر سکتے تھے"۔ گورنر جنرل نے لارنس سلوین کو لکھا کہ "میں بھی اپنے تفوق سے جو اس قدر مصیبت کے بعد حاصل ہوا ہے خوب فائدہ اوٹھا رہا ہوں"۔ انڈرسن کے کمیشن نے اب بغیر کسی رکاوٹ کے اپنا کام شروع کر دیا۔ کلیورنگ نے محمد رضا خاں کے لئے جو جگہ قائم کی تھی اوس سے اوسے علٰحدہ کر دیا گیا۔ نواب کی عمر اب بیس سال کی ہو گئی تھی۔ اتالیقی کی اوسے ضرورت نہ تھی لہذا اس بارگراں سے بھی نجات حاصل کی گئی۔ نواب اودھ سے معاہدہ کر کے اوسکی باقاعدہ دیسی فوج کو جو برطانوی افسروں کے کمان میں تھی کمپنی کی خدمت کے لئے مخصوص کر دیا گیا اور اودھ کی مالگزاری سے اوسکے مصارف کا خاص طور پر انتظام کیا گیا۔ ہیسٹنگز نے اسے ایک ناقص دستور کی ترمیم تصور کیا لیکن سر ویلفرڈ لائل اس میں اون مشہور معاونتی افواج اور معاہدوں کی جھلک پاتا ہے جنکا ہندوستانی معاہدوں میں ایک خاص اثر رہا۔

ہیسٹنگز نے نوعمر نواب کے متعلق محمد رضا خاں کو جو دوستانہ رائے دی تھی اوسکے انکار کے بعد اوسکا مرشد آباد کے عہدے سے ہٹنا لازمی تھا۔ گورنر جنرل جانتا تھا کہ

فرینسس بنگال کے ذی مرتبہ اور با اثر ہندوستانیوں سے ملکر اوسے نقصان پہنچانیکی انتہائی کوشش کر رہا تھا اور اس سلسلے میں وہ نائب ناظم کو فرینسس کا زبردست معاون سمجھتا تھا ہیسٹنگز لکھتا ہے کہ "ان دونوں کو ایک ہی وار سے بیکار کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہا۔ لہذا خود نواب کو برسر حکومت کر کے محمد رضا خاں کو نیابت سے علٰحدہ کر دیا گیا"۔

ہیسٹنگز کی خوش قسمتی سے حکام انگلستان اس وقت دیگر اہم کاموں میں مصروف تھے اور اس گورنر کو جو اونکے کہنے پر نہیں چلتا تھا راہ راست پر لانیکی فرصت نہ تھی۔ انگلستان امریکہ کی نوآبادیات کے خلاف ایک جنگ میں مصروف تھا جس میں فتح مشتبہ نظر آتی تھی۔ ۱۷۷۸ء میں فرانس اونکی حمایت میں اوٹھ کھڑا ہوا تھا۔ ہیسٹنگز کا جائزہ دینے سے انکار کرنا مجلس نظما کو سخت ناگوار گزرا اور وہ اوس کے اکثر کاموں میں جو زیادہ تر سرکاری مفاد کے لئے ہوتے تھے عیب جوئی کرتے رہے لیکن سرمایہ داروں کی مجلس میں جو اوسکا اثر تھا اوسے باسانی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا تھا۔ علاوہ ازیں بیچ دھار میں گھوڑے بدلنے کا اصول بھی غلط تھا لہذا کچھ عرصے کے لئے گورنر جنرل کو آزاد چھوڑ دیا گیا کہ جس طرح وہ چاہے کمپنی کا کام چلائے۔

ایک اہم اور نازک خدمت

۱۷۷۸ء کے اوائل میں اوس نے حکومت بمبئی کو نانا فرنویس اور فرانسیسیوں کے خلاف رگھوبا اور پونا کے اتالیق سکھرام باپو سے جدید معاہدہ کرنیکا اختیار دے دیا۔ مئی میں بنگال کی فوج کے ایک دستے نے کرنل لیلی کی کمان میں کالپی سے نربدا کی سمت کوچ کیا۔ دو ماہ بعد سکندر ایلیٹ (Alexander Elliott) جسے انگلستان سے آئے کچھ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا برار کے فرمانروا مادھوجی بھونسلا سے معاونتی معاہدے کی گفت و شنید کے لئے روانہ ہوا۔ ہیسٹنگز نے ۲۰ جولائی کو امپی کو لکھا کہ "ایلیٹ ایک نہایت اہم اور نازک خدمت پر روانہ ہوگیا ہے لیکن اگر وہ اس میں کامیاب ہوگیا تو ہندوستان کی برطانوی سلطنت کے ایک جدید دور کا آغاز ہوجائیگا۔ ہیسٹنگز کا خیال تھا کہ اگر راجہ کو سیواجی کے وارث کی حیثیت سے رام راج کی جگہ مرہٹوں کی برائے نام قومی سرداری کے لئے مدد کر دی جاوے تو اوس سے ایک اتحاد قائم ہوجائیگا۔ ایلیٹ کی روانگی سے قبل ہی مادھوجی نے لیزلی (Lerbi) کی فوج کو

برار سے گزرنے کی اجازت دیدی تھی۔

بمبئی کے اس معاملے کی کوشش میں ہیسٹنگز نے کوئی دقیقہ نہ اوٹھا رکھا۔ وہاں کے گورنر ہارنبی (Hornby) کو اوس نے دس لاکھ روپیہ روانہ کیا اور مزید امداد کا بھی وعدہ کیا اور مجلس مدراس کو تحریر کیا کہ وہ بھی اونکی امداد کے لئے کچھ فوج روانہ کرے لیکن ہارنبی کو اوبھارنا اور اُن میں استقلال پیدا کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ مدراس سے کمک نہ پہنچنے اور مجلس کے دو رکنوں کی مخالفت کر دینے سے گورنر بمبئی اس نازک وقت پر اس مہم سے پیچھے ہٹ گیا حالانکہ خود اوسی نے اس معاملے کو اوٹھایا تھا۔ اپنے خانگی خطوط میں وہ ایلچی کو برابر اپنے خیالات سے آگاہ کرتا رہا اور نہایت آزادی سے اوس نے اپنے کاموں کی رکاوٹوں پر اظہار نارضامندی کیا۔ اوس نے دریافت کیا کہ "یہ احسان فراموشی ہے۔ یا حسد، حماقت ہے یا بزدلی یا یہ سب باتیں اس میں شامل ہیں؟ ہارنبی کی اس حرکت پر بجز اسکے کہ اوسے ایک تنبیہ کا خط لکھ دیا جاوے ہیسٹنگز اس وقت اور کچھ نہ کر سکا۔ وہ حیران تھا کہ اس میں کیا کرنا چاہئے۔ اس اہم مہم میں کامیابی کی اوسے اب بھی توقع تھی البتہ یہ ضروری تھا کہ بمبئی کے لوگ ان میں رکاوٹ پیدا نہ کریں۔ ایلچی کو اوس نے لکھا کہ جب تک بمبئی یا انگلستان سے مزید انکشافات نہ ہوں وہ اس معاملے میں توقف کرے گا۔

فرانس سے جنگ

جولائی ۱۷۷۸ء کے اوائل میں قاہرہ سے خبر ملی کہ فرانس سے جنگ چھڑ گئی ہے۔ ایک ماہ قبل اسے اطلاع مل چکی تھی کہ برگاوئنی (Burgoyne) مقام سرٹوگا (Sartoga) پر ہتھیار ڈال چکا ہے اور فرنسس نے اس مصیبت و شکست کی خبر سے فائدہ اوٹھا کر یہ دلیل پیش کی کہ لیزلی کی فوج کو واپس بلا لینا چاہئے۔ "کہیں اوسکا بھی یہی حشر نہ ہو" لیکن ہیسٹنگز جس کام کو اوٹھا چکا تھا اوسے اس قدر آسانی سے چھوڑنے والا نہ تھا۔

اس جدید خطرے کی مدافعت کے لئے اوس نے نہایت دلیرانہ تدبیریں سوچیں اور فوراً اوس پر عمل شروع کر دیا۔ حکومت مدراس کو پانڈیچری پر فوری قبضہ کرنے اور حیدر علی سے اتحاد کرنیکا حکم دیا۔ چندر نگر پر فوراً قبضہ کیا گیا۔ بنگال کی فوج میں نو بٹالین کا اضافہ ہوا اور عساکر ضبطیہ کو قلعے پر مامور کر دیا۔ دریا کی حفاظت کے لئے بحری انتظام کیا گیا اور سر ایڈورڈ ورنان (Sir Edward Vernon) کے بیڑے کی امداد کے لئے

کمپنی کے دو بہترین جہاز چالیس توپوں کے ساتھ خلیج بنگال روانہ کئے گئے۔ بج بج کی حفاظت کو مستحکم کرنیکے لئے احکام جاری ہوئے دوران جنگ میں تین ہندوستانی سپاہیوں کے بٹالین کے مصارف کے لئے راجہ بنارس سے پانچ لاکھ روپیہ کا مطالبہ ہوا۔ فرنیسس اور وہیلر نے ان تمام دفاعی انتظامات کو ناکافی بتایا اور جب ہیسٹنگز نے ایلیٹ کے ناگپور جانیکا مقصد بیان کیا تو اونھوں نے ہیسٹنگز کی نیت پر شبہہ کیا۔ وہیلر کو بلاشبہہ فرنیسس کی شہ پر کام کرتا تھا لہذا اوسے معاملے میں بجز تساہل وتغافل۔ نااہلی۔ بدانتظامی اور انتشار کے کچھ نظر نہ آتا تھا اور ذرائع آمدنی کے ختم ہوجانے فرانسیسی حملے کے امکان اور ملک کی ناقابل اطمینان حالت کے متعلق فرنیسس جو کچھ حماقت آمیز گفتگو کرتا تھا ہیسٹنگز اوس پر ہنستا رہتا تھا۔

نواں باب

مقبوضات ہند کو بچانیوالا

۱۷۷۸-۱۷۸۴

ستمبر میں ناگپور کے راستے میں ایلیٹ نے انتقال کیا جس سے ہیسٹنگز کو
بہت سخت صدمہ پہنچا۔ یہ ایک ایسا نقصان تھا جسکی تلافی قطعی ناممکن تھی۔ اگر یہ نوعمر سفیر
زندہ رہتا تو غالباً سر گلبرٹ ایلیٹ جو تاریخ ہند میں لارڈ منٹو کے نام سے مشہور ہے
چند سال بعد اپنے مرحوم بھائی کے عزیز دوست پر الزامات و اعتراضات کی بوچھار کرنے
اور اوسکے خلاف مقدمے کی پیروی میں اس قدر پیش پیش نہ ہوتا۔ کرنل لیزلی خود کو نااہل
ثابت کر چکا تھا اور ہیسٹنگز کا ارادہ اوسے اکتوبر میں واپس بلانیکا تھا لیکن اس عرصے
میں اوسکی موت سے کرنل گاڈرڈ کو خودبخود موقع مل گیا۔ کمپنی کا یہ بہترین افسر تھا۔ لیزلی
کی جگہ یہ نامزد ہو چکا تھا۔ بنگال سے فوج لے کر کوچ کرنیکا اب اسے حکم ملا اور ایلیٹ
کی جگہ برار سے گفت و شنید کرنیکا کام بھی اسی کے تفویض ہوا۔

جنوری ۱۷۷۸ء کے ختم سے قبل ہی یہ جدید سپہ دار اپنی قلیل فوج کو بندیلکھنڈ
سے لیکر نربدا کے راستے سے برہانپور اور سورت جا پہنچا۔ لیکن جنکی امداد کے لئے
یہ بھیجا گیا تھا اونکی حماقت سے اسکا مقصد اسکے پہنچنے سے قبل ہی فوت ہو چکا تھا
۲۵ نومبر ۱۷۷۸ء کو بمبئی کی جو فوج پالول سے بغیر بنگال کی فوج کے انتظار کیے روانہ
کردی گئی تھی اسپر حکومت بمبئی کو کامل اعتماد تھا۔ لیکن گھاٹ کو عبور کرنے میں جسکی دوسری طرف
پیشوا کا دار السلطنت واقع تھا اسے ایک مہینہ لگ گیا۔ ۹ جنوری ۱۷۷۹ء کو ایگرٹن نے Egerton
پونا سے ۱۵ میل کے فاصلے پر پڑاؤ ڈالا۔

حریف مرہٹوں کے لشکر دیہات کو تاخت و تاراج کر رہے تھے آذوقے کی آمد کو روک
رہے تھے لیکن رگھوبا کے لشکر میں کوئی قابل سپہ دار نہ تھا۔ اس قدر اہم مہم جس میں
جرأت۔ جسارت و تیزی کی سخت ضرورت تھی ایگرٹن نے اس قدر تساہل سے کام لیا کہ
دو سول کمشنر جو اوسکے ساتھ تھے وہ بھی اوس سے تنگ آ گئے۔ ۱۱ جنوری کو بہ عجلت ممکنہ

مراجعت کرنیکا حکم ملا۔ اوسی رات وزنی توپیں تالاب میں پھینکدی گئیں۔ سامان جنگ کو آگ لگا دی گئی اور تلنگاؤں سے مراجعت شروع ہوئی۔ دوسرے روز شام تک یہ فوج لڑتی لڑاتی وارگاؤں واپس پہنچی۔ محض کپتان ہارٹلے Hartley اور اوس کے وفادار ہندوستانی سپاہیوں نے اس فوج کو جو ایک مقبول سردار کی کمان میں بآسانی رگھوبا کو لے کر جلوس کے ساتھ پونا میں داخل ہوسکتی تھی تباہی سے بچایا۔ بجز چند مضبوط دل والوں کے ہر ایک کو آیندہ مراجعت ناممکن معلوم ہوئی تھی۔ ۱۵ جنوری ۱۷۷۹ء کو انگریزی سرداروں نے اقرار نامہ وارگاؤں پر نہایت ذلت کے ساتھ دستخط کئے۔ اسکی بدولت پیشوا کو وہ تمام مقامات حاصل ہوگئے جو انگریزوں نے ۱۷۶۵ء سے اوسوقت تک فتح کئے تھے۔

اس اقرار نامے کی جسکی بدولت انگریزی فوج کو امن سے مراجعت کا موقع مل گیا نہ بمبئی میں کچھ وقعت ہوئی اور نہ بنگال میں۔ ہیسٹنگز نے گاڈرڈ کو حکم دیا کہ اگر دربار پونا جدید اقرار نامے کے تمام حقوق سے دست بردار ہونے اور فرانسیسیوں کا داخلہ بند کرنیکا وعدہ کرے تو عہد نامۂ پورندھر کی تجدید کی گفت وشنید کیجاوے۔ مرہٹے اس معاملہ کے لئے ہرگز آمادہ نہیں ہوسکتے تھے اور جنگ کے روکنے کا ایک ہی ذریعہ تھا۔ رگھوبا اپنے محافظوں سے نگاہ بچاکر سورت بھاگ نکلا۔ نانا فرنویس نے اوسکا مطالبہ کیا اور نواب نظام الملک اور حیدر علی کو انگریزوں کے خلاف جنگ میں شرکت کی دعوت دی۔ جنوری ۱۷۸۰ء میں گاڈرڈ میدان جنگ پہنچا۔ چند ماہ اوس نے احمد آباد کے شاندار شہر کو تسخیر کیا اور سیندھیا اور مادھوجی سندھیا کی متحدہ افواج کو دوبارہ شکست دی۔ گیکوار بڑودہ گجرات کے زرخیز صوبے کے تقسیم کے لئے کچھ عرصہ قبل انگریزوں سے معاہدہ کرچکا تھا تسخیر احمد آباد اوس معاہدے کا پہلا ثمرہ تھا۔

بسین جس پر کمپنی ایک عرصے سے دانت لگائے ہوئے تھی اوسے بھی ختم سال تک گاڈرڈ نے تسخیر کرلیا۔ دوسری طرف ہارٹلے نے دو ہزار مرہٹوں کو جو دو دن سے اوسے ہر سمت سے دبا رہے تھے پسپا کردیا۔ اسی اثنا میں بنگال کی دوسری فوج نے جسے ہیسٹنگز نے جمنا کے راستے سے جرار کپتان پوفم Popham کی کمان میں روانہ کیا تھا سندھیا کی فوج کو پسپا کردیا۔ کالپی سے گوالیار کو جو سڑک جاتی ہے اوس پر قلعہ لاہر

واقع تھا اوسے بھی اس فوج نے سر کر لیا اگست میں پوفم کے ہندوستانی سپاہیوں کے دو دستوں نے بس انگریزی سپاہیوں کی معاونت اور کپتان بروس Bruce کی کمان میں گوالیار کے پہاڑی قلعے کو جس پر حملہ کرنا ہیسٹنگز کی مجلس کے جدید رکن سر آیرکوٹ نے حماقت سمجھا تھا تسخیر کر لیا۔

ان فتوحات میں جنھیں فرنسس اور اوسکے حلیف "حماقت آمیز فوجی حملے" کہتے تھے خود گورنر جنرل کی زبردست قوت۔ اوسکا انتہائی ذاتی اعتماد اور معقول افسروں کا مناسب انتخاب زیادہ تر شامل تھا۔

مارچ ۱۷۸۱ء میں کرنل کاماک Colonel camac نے اچانک سندھیا پر چھاپہ مارا اور اوسکی فوج کو یکدم منتشر کر دیا۔ سترہ دن کی متواتر تکلیف وہ مسافت کو طے کرکے وہ مالوہ کے راستے سے واپس ہوا اور اس طور سے اپنے فراری تعاقب کرنے والوں کو دھوکا دے کر نکل آیا۔ لیکن مغرب میں گاڈرڈ اتنا خوش قسمت نہ ثابت ہوا۔ مرہٹوں کی کثیر سوار اور پیدل فوج نے اوسکا پونا کا راستہ روک دیا۔ اور پرسارم بھاؤ نے عقب سے پریشان کرنا شروع کیا۔ ساٹھ ہزار تیز نگاہ تعاقب کرنیوالوں کے سامنے سے گھاٹ پر واپس ہونیکے سوائے اوسے کچھ چارہ نہ رہا۔ آفریں ہے اوسکی ہوشیاری کو اور صد آفریں ہے اوسکے ہندوستانی سپاہیوں کی بہادری کو کہ وہ ایک سخت مقابلے کے بعد اپریل ۱۷۸۱ء کے اواخر میں پانول بخیریت و عافیت جا پہنچے۔

اسی اثنا میں جنوبی ہند میں کچھ واقعات ایسے پیش آئے جنکی وجہ سے ہیسٹنگز کی پریشانیوں میں مزید اضافہ ہو گیا ۱۷۶۱ء سے حیدر علی نے اپنے کمزور ہمسایوں کے بل بوتے پر اپنے حدود بڑھانے میں کچھ دقیقہ نہ اوٹھا رکھا تھا۔ ۱۷۷۸ء کے ختم سے قبل اوس نے اپنی فتوحات شمال میں کشنا تک اور مغرب میں ملا بار تک پہنچا دی تھیں۔ مرہٹوں کے خوف سے اوس نے کئی بار مدراس کے انگریزوں سے تعلقات قائم کرنیکی کوشش کی تھی لیکن یہ بیچارے خود اپنے جھگڑوں میں پھنسے ہوئے تھے اور اپنی پریشانیوں میں ایسے مبتلا تھے کہ اس ہمسایہ کی درخواست پر جسکا اخلاص اونکے نزدیک اوسکی مخاصمت سے زیادہ خطرناک تھا غور تک نہ کر سکے۔

جنوبی ہند کے واقعات

حیدر کا عروج اور انگریزوں سے مصالحت کی بے سود کوشش

جب ۱۷۷۸ء میں فرانس سے جنگ چھڑی تو بنگال کا ایک قدیم اہل قلم سر تھامس رمبالڈ نامی مدراس کا گورنر تھا۔ ہیسٹنگز کی تاکید کے باوجود سلطان میسور کو اپنے ساتھ ملانے کی اوس نے کوئی کوشش نہ کی۔ اکتوبر میں پانڈیچری کی تسخیر کے بعد مغربی ساحل پر فرانسیسیوں کے پاس اونکا صرف ایک جزیرہ ماہی باقی رہ گیا تھا۔ مارچ ۱۷۷۹ء میں وہ بھی انگریزوں کے ہاتھ لگ گیا۔ حیدر کے چند سپاہیوں نے اس کی حفاظت میں اعانت کی تھی لہذا اسکی تسخیر اوسے ناگوار گزری کچھ عرصے بعد انگریزی افواج اوسکے حدود سے گزر کر سرکار گنتور میں داخل ہوئیں جسے نواب نظام الملک کے بھائی بسالت جنگ نے اپنی فرانسیسی افواج کے بجائے انگریزی افواج کے قیام کے لئے دیا تھا انگریزوں کی اس حرکت سے وہ اور بھی مشتعل ہوگیا۔

حیدر کی شکایت

خیال کیا جاتا ہے کہ حیدر کو منانے کے لئے رمبالڈ نے ساتھی کے خلاف کارروائی روکنے کا ارادہ کرلیا تھا لیکن سر آیر کوٹ اس وقت مدراس میں مقیم تھا اوس نے بحیثیت سپہ سالار گورنر کے فیصلے کو رد کردیا۔ رمبالڈ نے بسالت جنگ سے جو تعلقات قائم کئے اوسکی منظوری ہیسٹنگز دے چکا تھا۔ نظام کے سابق طرز عمل کی وجہ سے یہ معاہدہ حق بجانب تھا کیونکہ باوجود سابق معاہدوں کے اونھوں نے اپنے بھائی کی برخاست کردہ فرانسیسی فوج کو ملازم رکھ لیا تھا۔ اسی بنا پر مجلس مدراس نے نواب نظام علی خاں کا بقایا ادا کرنے سے انکار کردیا اور اون سے زیر بحث مسئلہ پر تشفی چاہی۔ نظام نے اطمینان دلانے سے قطعی انکار کردیا اور اپنے مطالبات کی پوری ادائی چاہی۔ انگریزوں نے رگھوبا کو مدد دی اور راجہ برار سے مصالحت کی کوشش کی جس سے اونھیں مزید شکایت کا موقع مل گیا لہذا اونھوں نے راز میں حکومت پونا اور حیدر علی سے مراسلت شروع کردی۔ لیکن سابق دوستوں سے تعلقات منقطع ہونے سے قبل ہی حیدر علی کی غداری کا اونھیں پتا چل گیا اور وہ بروقت اس ارادے کو ترک کرسکے۔ اسی اثنا میں اونکے وکیلوں نے گورنر جنرل کو خوب مغالطے میں ڈال دیا۔ اونھوں نے اوسے باور کرادیا کہ نواب نظام الملک کی ناراضی محض گنتور کے قبضے اور خراج کی عدم ادائی کی وجہ سے ہے بہرحال جب اونھیں یقین دلا دیا گیا کہ خراج ادا کردیا جاویگا اور مدراس کی فوجیں گنتور سے واپس بلالیجاویں گی تو وہ کم از کم ظاہرداری کیلئے

ہیسٹنگز کی حیدرآباد کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش

اس سے راضی ہو گئے۔

۱۷۸۰ء کے اوائل میں رمبالڈ نے یقین کے ساتھ ہیسٹنگز کو لکھا کہ "جب تک ہم حیدر کے ساتھ بُرا سلوک نہ کریں وہ ہرگز ہمیں نہ ستائیگا"۔ لیکن ماہی کی تسخیر اور گنتور کے قبضے کے بعد باہمی گفت و شنید کا وقت نکل گیا تھا۔ مغربی ساحل کے ایک راستے سے محروم ہو جانے اور مشرقی ساحل کی توقع کے موہوم ہو جانیکے بعد حیدر علی نے تمام دیرینہ شکایتوں اور رنجشوں کا انتقام لینے کا تہیہ کرلیا۔

حیدر کو منانیکی بے سود کوشش

رمبالڈ نے اپنے وکیل اور ڈنمارک کے پادری سوارٹز Swartz کے ذریعہ سلطان میسور سے مصالحت کی کوشش اب بھی جاری رکھی لیکن سلطان جسکی عمر اس وقت اٹھاون برس کی تھی مردود انگریزوں کو سمندر میں پھینکنے کی غرض سے ایک مہم عظیم پر روانہ ہوگیا۔ خود اوسکی فوج فرانسیسیوں کی تیار کی ہوئی تھی مزید براں نانا فرنویس نے بھی مدد کا وعدہ کیا تھا اور ان دونوں کے دشمن کے خلاف مرہٹوں کا ایک بڑا جتھا آنے والا تھا۔

اپریل ۱۷۸۰ء میں اپنی واپسی سے چند روز قبل رمبالڈ نے تحریر کیا تھا کہ جنوبی ہند میں امن و سکون برقرار رہیگا۔ مدراس کی فوج کے سردار سر ہیکٹر منرو تک کو میسور کی طرف سے گمان نہ تھا۔ اور اس خطرے کو دل لگی سمجھتا تھا۔ ۱۹ جون کو مدراس خبر پہنچ گئی کہ حیدر سرنگاپٹم سے کوچ کرچکا ہے تاہم جون کے ختم تک منرو اور مدراس کے جدید گورنر وہائٹ ہل White hill یہ نہ سمجھے تھے کہ بلا اونکے سر پر آ پہنچی ہے۔

حیدر کا حملہ

۲۰ جولائی ۱۷۸۰ء کو طوفان نمایاں ہوگیا۔ حیدر کا دل کوہ آتش فشان کے دھوئیں کی طرح پہاڑی راستوں سے نکل کر کرناٹک کے میدانوں پر چھا گیا۔ اور جلتے ہوئے گانوں سے دھوئیں نے نکل کر سینٹ تھامس اونٹ کے پریشان حال تماشائیوں کو مرعوب کر دیا۔

منرو کا کوچ اور اوسکی ناکامی

منرو کو نکلتے نکلتے ایک مہینہ لگ گیا جسکے بعد وہ پانچ ہزار فوج اور چالیس توپیں لے کر کانجیورم روانہ ہوا اور کرنل بیلی اس سے آدھی فوج لیکر گنتور سے بڑھا۔ ۱۰ ستمبر کو بیلی کی قلیل فوج کانجیورم کے پگوڈا کے قریب رونما ہوئی۔ حیدر کی فوج چاروں طرف سے

اوس پر ٹوٹ پڑی اور ایک طویل و سخت حملے کے بعد تین سو افسر و سپاہی جن میں اکثر و بیشتر مجروح تھے ظالم فاتح کے ہاتھ پڑے۔ اوسکے فرانسیسی افسروں نے ان بیچاروں کو بچالیا ورنہ وہیں کھڑے کھڑے انکا خاتمہ کردیا گیا ہوتا۔ منرو نے اپنے کانوں سے گولی کی آواز سنی لیکن اپنی غیر معمولی خرد ماغی کی وجہ سے ایک قدم آگے نہ بڑھا۔ دوسرے دن شام کو بکسر کے ہیرو نے اپنی بھاری توپیں تالاب میں پھینکدیں اور اپنا بہت کچھ سامان میدان میں چھوڑ کر بعجلت ممکنہ سینٹ تھامس ماونٹ واپس جا پہنچا۔ حیدر علی نہایت فرصت و فراغت سے کرناٹک کو تہ تیغ کرتا رہا۔

ہیسٹنگز نے اس موقع پر بھی ہمت و جرأت سے کام لیا۔ اوسکا قدیم دوست بارول انگلستان روانہ ہوچکا تھا گزشتہ مارچ میں فرینسس سے جو سمجھوتہ ہوا تھا وہ ختم ہولیا تھا اور اوس سے از سر نو جنگ چھڑ چکی تھی لیکن خرد ماغ آیر کوٹ نے گو وہ بہادر و دلیر سپہ سالار تھا فرض شناسی میں اپنے کو پورا ثابت کیا اور وھیلر نے بارول کی روانگی کے وقت ہیسٹنگز سے جو وعدہ کیا تھا اوس پر وہ بھی قائم رہا۔ ۲۵ ستمبر کو لینی بیلی کی شکست کی اطلاع ملنے کے دو دن بعد ہیسٹنگز نے جنوبی ہند کے میدان جنگ میں فوری مالی اور فوجی امداد بھیجنے کی قرارداد مجلس سے منظور کرالی۔ اوسے یہ بھی اختیار مل گیا کہ وہ راجہ برار کی معرفت جو کچھ پس و پیش کے بعد اب انگریزوں کی طرف جھکتا دکھائی دیتا تھا مرہٹوں سے بھی گفت و شنید کرے۔ بسالت جنگ کو گنتور واپس کرنیکے انکار پر وھائٹ ہل کی برطرفی کا حکم بھی اوس نے جاری کردیا۔ کمپنی کو جو روپیہ ادا کرنا تھا اوسکی ادائی بھی روکدی گئی اور کلکتے میں جنگ کے لئے قرضہ لیا گیا۔ ۱۴ اکتوبر ۱۷۸۰ء یورپی و دیسی سپاہیوں کی ایک قلیل مگر مستعد اور ساز و سامان سے آراستہ فوج ہگلی سے مدراس روانہ ہوئی چند روز بعد مجلس کی درخواست پر وہ خود اوس فوج کی کمان لینے کے لئے کلکتے سے روانہ ہوا جسکی قسمت میں گزشتہ ماہ کی ذلت کو مٹانا اور سابق شکست کا انتقام لینا لکھا تھا۔

سر آیر کوٹ کی جد و جہد

اسی زمانے میں ہیسٹنگز نے اون "حماقت آمیز فوجی حملوں" میں جنکی بدولت ہندوستان میں انگریزوں کی سلطنت کو تقویت اور اونکی قومی تاریخ کو زینت حاصل ہوئی ہے ایک کا اور اضافہ کردیا۔ گاڈرڈ کے عظیم الشان کوچ کا لحاظ کرتے ہوئے جس میں بندیلکھنڈ سے سورت کا فاصلہ بیس یوم میں طے ہوا تھا اوس نے خشکی کے راستے سے میدان کارزار میں

ایک اور فوج روانہ کرنیکا ارادہ کیا۔ اسکا فاصلہ سات سو میل تھا۔ جنوری ۱۷۸۱ء میں کرنل پیرس Colonel peerse مدناپور سے جنوب کی طرف روانہ ہوا۔ اور اوڑیسہ کا راستہ اختیار کیا جہاں اس وقت برار کے اوس راجہ کی فوجیں پڑی ہوئی تھیں جس نے دربار پونا سے انگریزوں سے مصالحت کرانیکا انکار کر دیا۔ پہلی رکاوٹ جو ہیسٹنگز کے راستے میں پیش آئی اوس سے وہ قطعی مرعوب نہ ہوا۔ اوس نے لکھا کہ مصیبت کے وقت اُنہی کاموں سے نکبت دور ہوتی ہے جن سے ذاتی اعتماد اور فیصلہ کن جسارت کی بُو آتی ہو۔ شکی طبیعت دوسروں میں شک پیدا کئے بغیر نہیں رہ سکتی بلکہ دوسروں کو اپنا دشمن بنا کر چھوڑتی ہے۔ ہندوستان سے بڑھکر دنیا کے کسی اور ملک میں یہ اصول رائج نہیں کہ بڑھتے کو بڑھایا جاوے اور گرتے کو گرایا جاوے۔

پیرس کا کوچ

پیرس کو حکم تھا کہ اپنا کوچ ختم کرنے میں وہ تمام نقصانات کو برداشت کرے لیکن برار کی فوجوں سے قطعی مڈبھیڑ نہ ہونے دے۔ اندرسن کی حکمت عملی اور ہیسٹنگز کی کثیر مالی امداد اور ہر قسم کی اعانت کے وعدے اور تین لاکھ کی رقم کی ادائی سے پیرس کا کام بہت آسان ہوگیا۔ مرہٹوں سے دو ہزار سوار ملجانیکے بعد اس مہم کی تمام ضروریات رفع ہوگئیں۔ اور ہیسٹنگز کے قول کے بموجب خود ناد ھوجی بجائے ایک غنیم کے خلیق دوست اور معاون بن گیا۔

پوری کے جنوبی علاقے کے قریب گنجام میں پیرس کی فوج نے ہیضے کے مرض سے چند ہفتوں تک سخت نقصانات اوٹھائے۔ ہیسٹنگز نے لکھا کہ "کلکتے میں بھی اس موذی مرض نے اپریل ۱۷۸۱ء کے دس یوم تک آفت برپا رکھی"۔ باوجود بیماری، غداری اور ماتحت افسروں کی عدول حکمی اور سرکشی کے پیرس اپنی فوج لے کر چونسٹھ دن میں نلکور پہنچ گیا۔ مسولی پٹم میں اوسے مدراس سے کمک ملی لیکن اوائل اگست سے قبل وہ جنرل سپہ سالار کوٹ کی خاص فوج سے نہ مل سکا۔ یہ فوج ایک ماہ قبل یعنی جولائی ۱۷۸۱ء میں میدان کرناٹک میں پورٹو نوو پر فیصلہ کن فتح حاصل کر چکی تھی۔

پورٹو نوو پر آیرکوٹ کی فتح

نومبر ۱۷۸۰ء کے اوائل میں کوٹ مدراس پہنچا۔ اس وقت یہاں کی حالت نہایت نازک تھی۔ حکومت بے بس تھی۔ حیدر نے سامان رسد حاصل کرنے اور لوٹ مار کی

غرض اس سے گرد و نواح کے علاقے کو تباہ کر ڈالا تھا۔ رعایا کا اپنے بے بس و بیکس محافظوں پر اعتماد نہ رہا تھا۔ ارکاٹ تسخیر ہو چکا تھا۔ حیدر کا ایک سپہ دار وانڈیواش کا محاصرہ کئے پڑا تھا لیکن یہاں نوعمر فلنٹ Filint بھی اپنے تین سو سپاہیوں کے ساتھ بہادری میں کلائیو ثانی بنا ہوا تھا۔ جنوری ۱۷۸۱ء کے وسط کوٹ چند ہزار سپاہیوں کو لیکر فلنٹ کی مدد کے لئے میدانِ جنگ کو روانہ ہو چکا۔ محض اس جرار سپہ سالار کی آمد کی خبر سنکر ہی محاصرین وانڈیواش سے بھاگ نکلے۔ دوسرے مقام کو اسی طرح نجات دلا کر اور تیسرے پر قبضہ کر کے وہ جنوب کی سمت میں کڈلور روانہ ہوا۔ امیر البحر ہیوز کی فوج سے اذوقے کا جو وعدہ کیا گیا تھا وہ ایک عرصے تک اوسے نہ مل سکا۔ جون میں چلمبارم کے پگوڈا پر جہاں کافی اذوقہ موجود تھا اوس نے حملہ کیا لیکن اوس میں خلاف توقع سخت شکست ہوئی اور کثیر نقصانات کے بعد وہاں سے اوسے مراجعت کرنی پڑی۔

پورٹو نووو پر کوٹ اپنی فوجوں کو آرام دے رہا تھا۔ تھکا ماندہ غنیم اوسکا کڈلور کا راستہ روکنے کے لئے وہاں آ پہنچا۔ یکم جولائی کو جرار سپہ سالار نے اپنے آٹھ ہزار آدمیوں کو حیدر کی اسی ہزار فوج سے بھڑا دیا۔ اور اس لڑائی میں اوس نے اپنی سابق جرأت اور حکمت نمایاں کر دکھائی۔ چھ گھنٹے کی صبر آزما لڑائی اور ترکیبوں کے بعد پورٹو نووو کے قریب ساحل کے ایک قلیل بیڑے کی مدد سے اوس نے دشمن پر کاری ضرب لگائی جس کے بعد غنیم میدان میں نہ ٹھہر سکا۔ اور ہزاروں مقتولین و مجروحین کو چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ فاتحین کے صرف تین سو آدمی ہلاک ہوئے۔ اس قدر مناسب موقع پر جو فتح حاصل ہوئی اور جسکی بدولت جنوبی ہند میں انگریز ہلاکت و کامل تباہی سے بچ گئے اوسکی تعریف نہیں کیجا سکتی۔

...جنگ کی عام حالت پالی لور شالنگر کی غیر فیصلہ کن لڑائی

جس مقام پر بیلی نے شکست کھائی تھی اوسکے قریب اگست میں دوبارہ دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ لیکن پالی لور کی فتح میں پورٹو نووو کی طرح یکسوئی نہ ہو سکی۔ ۲۷ ستمبر کو کوٹ نے غنیم پر اچانک حملہ کیا اور شالنگر پر اوسے سخت نقصان پہنچایا۔ اس عرصے میں ولندیزیوں کی بھی انگلستان سے جنگ چھڑ گئی۔ ہیسٹنگز کے اثر اور کوٹ کی حکمت عملی کا قوم کو ممنون ہونا چاہئے کہ انکی بدولت مدراس میں بھی ہمت و جرأت سے کام لیا جانے لگا۔ کرناٹک کے فضول خرچ فرمانروا سے مالگزاری کا انتظام لے لیا گیا لیکن حکومت اوسی کی رہی۔ نومبر ۱۷۸۱ء میں سر ہیکٹر منرو نے سر ایڈورڈ ہیوز کے انگریزی بیڑے کی مدد سے

لنکا ٹم ولندیزیوں سے نکال لیا۔ دوسرے سال کے اوائل میں ٹرنکوملی پر قبضہ ہوگیا۔ جو اوس زمانے میں لنکا کا بہترین بندرگاہ تھا۔

بریتھویٹ کی شکست اور اوسکی فوج کی تباہی

۱۷۸۲ء کا پورا سال اسی کشمکش میں گزر گیا کوٹ جنگ سے تنگ آ گیا تھا۔ ویلور کو اوس نے اور نجات دلائی لیکن اسکے بدلے میں حیدر کے بیٹے نے چھبیس گھنٹے کی سخت جنگ کے بعد برتھویٹ Braithwaite کی فوج کو تنجور میں کاٹکر پھینکدیا۔ بمبئی سے بروقت کمک پہنچ جانے سے ٹیلیچری کے اہل قلعہ نے ساحل ملابار پر محاصرین کو جو اٹھارہ ماہ سے وہاں پڑے ہوئے تھے مار بھگایا لیکن فرانسیسیوں کی مدد سے حیدر کی فوجوں نے کڈلور کو تسخیر کرلیا۔ اور سر ہیوز اتنی دیر کرکے پہنچا کہ وہ فرانس کے نیلسن یعنی سیفرن کے پنجوں سے ٹرنکوملی کو بھی نہ چھڑا سکا۔ ان دونوں بیڑوں کا جب کبھی مقابلہ ہوا تو فریقین کو سخت نقصان پہنچا اور کبھی کسی کو ذرہ برابر فائدہ حاصل نہ ہوسکا۔

آیرکوٹ کی واپسی

اسی عرصے میں کوٹ کی روزافزوں قوت نے وانڈیواش کو دوبارہ بچایا اور جون میں حیدر کو ارنی سے نکال باہر کیا لیکن بیڑے کے بروقت نہ پہنچنے سے وہ کڈلور واپس لینے سے قاصر رہا۔ اکتوبر میں اوسکی صحت کو متواتر مشقت۔ تکان۔ پریشانی۔ جفاکشی اور سکتے کے دوروں سے سخت صدمہ پہنچا تھا لہذا آرام اور آب وہوا کی تبدیلی کے غرض سے وہ چھ ماہ کے لئے کلکتے واپس ہوا۔ ساحل ملابار پر ٹیپو کی فوجوں نے انگریزوں کا خوب ناطقہ بند کیا۔ دو چار خفیف شکستوں کا اوسکی کثیر فوج پر کچھ اثر تک نہ ہوا۔ ٹیپو نے اپنی کل فوج سے مشرقی سمت میں اچانک چتور Chittur پر حملہ کرکے ہمبرسٹون کو تقریباً بے بس کردیا۔ یہاں ۷ ردسمبر ۱۷۸۲ء کو اوسکے باپ حیدر علی نے انتقال کیا۔ مرتے وقت اوس نے اقبال کیا کہ "اس قوم سے جسے میں اپنا دوست بناکر رکھنا چاہتا تھا میں جنگ کرتے کرتے تھک گیا۔ بیلی اور برتھویٹ کی سی ہزار شکستیں بھی اسے تباہ نہیں کرسکتیں۔ اوسکی دستار میں اوسکے بیٹے کے نام ایک خط نکلا جس میں اوس نے ہدایت کی تھی کہ جن شرائط پر بھی ممکن ہوسکے وہ انگریزوں سے فوراً صلح کرلے۔

جنوبی ہند میں انگریزوں کی حالت اس وقت بہت نازک نظر آتی تھی۔ کرناٹک کے تباہ شدہ علاقے سے لوگ بھاگ کر مدراس آتے تھے اور کالون کے مسکن میں پناہ گزین ہوتے تھے اور راہوں میں اموات کی تعداد پندرہ سو تک پہنچ گئی تھی موسمی بادی طوفان

اور فرانسیسی جہاز انگریزی و دیسی جہازوں پر آفت برپا کر رہے تھے۔ متواتر جنگ اور بیماری کی کثرت سے ہیوز کا جہاز بھی کچھ عرصے کے لئے بیکار ہو گیا تھا۔ سفرن کے جہازیں فرانسیسیوں کی ایک جرار فوج مشہور سپہ دار بسی کی کمان میں کڈ لور پہنچنے والی تھی۔ مدراس کے جدید گورنر لارڈ میکارٹنی نے ضرورت کے وقت معقول و مناسب مستعدی ظاہر کی لیکن کوٹ کے جانشین جنرل اسٹوارٹ میں جو پورٹو نووو کی لڑائی میں نمایاں کارگزاری کر چکا تھا وہ خاص اوصاف نہ تھے جنھوں نے کوٹ کے نام کو اوسکے ملاح سپاہیوں میں ہر دلعزیز بنا دیا تھا۔ ان سب پر طرہ یہ تھا کہ جس معاہدے کے ذریعہ سے ہیسٹنگز مرہٹوں کو میسور سے علیحدہ کرنا چاہتا تھا اوس پر حکومت پونا دستخط کرنے سے پیچھے ہٹتی تھی۔

مرہٹوں سے صلح اور سندھیا سے عہدنامہ سیلبائی

۱۷۸۱ء کے اواخر تک سندھیا محض خود ہی معاہدہ کرنے پر آمادہ نہ ہوا بلکہ دربار پونا کو بھی ہیسٹنگز کی شرائط پر راضی کرنیکے لئے تیار ہو گیا۔ مئی ۱۷۸۲ء میں سندھیا نے اور مرہٹوں کے چند سرداروں نے عہدنامۂ سیلبائی پر دستخط کر دئے۔ نانا فرنویس نے بھی اس معاہدے کو تسلیم کر لیا تھا لیکن وہ دوسرے عہدنامے پر جسکے بعد اوسے حیدر علی سے تعلقات منقطع کرنے پڑتے تھے دستخط کرنے پر راضی نہ ہوتا تھا۔ ہیسٹنگز کے اثر اور حیدر کے انتقال کے بعد اوس نے بھی دستخط کر دئے دوسرے سال فروری میں عہدنامے پر پیشوا کی مہر ثبت کی گئی اور اس موقع پر آیندہ مفاد کی توقع سے ہیسٹنگز کو اپنے مطالبات میں بہت کچھ کمی کرنی پڑی۔ اگر سندھیا کو بغیر گوالیار کے اپنے تمام علاقے واپس مل گئے اور بسین اور گجرات کا کچھ حصہ پیشوا کو مل گیا اور اگر حکومت بمبئی رگھوبا کو اب مدد نہ دے سکتی تھی تو اسکے ساتھ مرہٹوں کو بھی یہ عہد کرنا پڑا کہ اونکے علاقے میں نہ تو دیگر یورپی تجار کارخانے قائم کرسکیں گے اور نہ وہ خود کسی یورپی قوم سے کسی قسم کا اتحاد و اخلاص قائم کریں گے۔ مرہٹوں اور انگریزوں کے درمیان آزاد تجارت قائم ہو گئی اور فریقین میں سے کوئی ایک دوسرے کے دشمنوں کو آیندہ مدد نہ دے سکتا تھا۔ رگھوبا کو چار لاکھ سالانہ وظیفے پر سندھیا کے ساتھ پناہ ملی۔

مادھوجی سندھیا نے انگریزوں کو جو بر وقت مدد دی تھی اوسکے صلہ میں ہیسٹنگز نے اوس سے ایک علیحدہ معاہدہ کیا جسکی رو سے اوسے بروچ واپس مل گیا جسکے لئے اوس کا دعویٰ داد گاؤں کے اقرارنامے پر مبنی تھا۔ مجلس بمبئی نے نہایت سختی سے اس حکمت عملی کی مخالفت کی لیکن ہیسٹنگز کا خیال تھا کہ اس سے پیشوا کے ایک زبردست باجگزار پر کمپنی کا

کافی اثر قائم ہوجاوے گا اور کمپنی کو اس سے کسی قسم کا نہ مالی نقصان پہنچے گا اور نہ تجارتی۔ وہ بلند حوصلہ مرہٹہ سردار جو پانی پت کے قتل عام سے بال بال بچکر نکلا تھا اوس سے حکومت بنگال نے یہ معاہدہ کیا کہ دہلی کی سمت میں جو فتوحات وہ کریگا اوس میں وہ ہرگز مخل نہ ہوگی۔ اور تھوڑے ہی عرصے بعد اوسے رانا گوہڈ نے گوالیار...... واپس لینے کا معقول موقع بھی دیدیا حیدرآباد اور مرہٹوں کے ہٹ جانے کے بعد بھی ٹیپو اپنے فرانسیسی حلیفوں سے مدد کی توقع کرسکتا تھا۔ اوس نے اپنے باپ کی طرح نہایت مستعدی سے جنگ جاری رکھنے کا فیصلہ کیا لیکن حیدر کی سی ترکیب اوس میں نہ تھی۔ تاہم قسمت نے اوسکا ساتھ دیا حیدر کا سخت ترین دشمن سر آیر کوٹ اپریل ۱۷۸۳ء میں محض تکان کی وجہ سے مدراس پہنچنے کے دو دن بعد انتقال کرگیا۔ اوسکا جانشین اسٹوارٹ جس نے بجز مجلس مدراس سے لڑنیکے اور کوئی کام اس وقت تک انجام نہ دیا تھا چند اہم ہفتے ضائع کرکے کڈلور پہنچا۔ ۱۰ اپریل کو بسی اپنی فوج یہاں اوتار چکا تھا اسی عرصے میں ٹیپو حملہ آور انگریزی فوج کے مقابلے کے لئے کرناٹک سے روانہ ہوگیا تین مہینے بعد جنرل میتھوز کو بڈلور پر ہتھیار ڈالنے پڑے لیکن جو شرائط ٹیپو نے خود طے کیں اون پر بھی وہ کاربند نہ رہا۔ منگلور میں کرنل کیمبل نہایت ہمت کے ساتھ دس ہزار فوج کے مقابلے میں اڑا رہا۔

ٹیپو کی مستعدی

میتھوز کی شکست

۱۳ جون کو اسٹوارٹ کی فوج کڈلور میں ایک سخت لڑائی کے بعد بسی کی ایک صف کو توڑنے میں کامیاب ہوئی لیکن سفرن سمندر میں ہیوز سے لڑتا رہا اور ایک غیر فیصلہ کن لڑائی میں آخر الذکر کو اپنی حالت سنبھالنے کے لئے مدراس واپس ہونا پڑا۔ کڈلور کے اہل قلعہ نے کمک حاصل کرنیکے بعد نہایت ترکیب سے محاصرین پر ایک چھاپہ مارا لیکن بنگال کے سپاہیوں نے اوسے پسپا کردیا۔ بسی جما ہوا تھا اور اسٹوارٹ کی فوج بیماری اور آذوقے کی قلت سے روز بروز گھٹتی جاتی تھی۔ اتفاق سے اسی زمانے میں انگلستان و فرانس میں صلح ہونیکی اطلاع موصول ہوئی جسکے بعد ٹیپو کے باقیماندہ زبردست حلیف بھی اوس سے علیحدہ ہوگئے اور انگریز ایک سخت مصیبت سے بچ گئے۔ عہدنامۂ ورسیلز کے بموجب بسی نے اپنی فوجیں واپس بلالیں اور اسٹوارٹ کی فوج سلامتی سے مدراس واپس ہوگئی۔ اس وقت کرنل فلرٹن کی کمان میں ایک جرار لشکر میسور کا رخ کر رہا تھا۔ نومبر کے آخر ہفتے میں یہ میسور کے قریب پہنچ گیا۔ سلطان منگلور کے محاصرے میں مشغول تھا لیکن

منگلور میں ٹیپو کی کامیابی

لارڈ میکارٹنی نے ہیسٹنگز کی رائے پر قطعی عمل نہ کیا اور ٹیپو سے صلح کی گفت وشنید شروع کردی حالانکہ فلرٹن ٹیپو کے دار السلطنت پر پہنچکر اپنی شرائط پیش کرنیوالا تھا۔ اوس نے سلطان سے معاہدہ کرکے جنگ روکدی اور فلرٹن کو واپسی کا حکم دیدیا برخلاف اسکے ٹیپو اپنی کارروائی کرتا رہا۔ جنوری سنہ ۱۷۸۴ء میں منگلور کی تسخیر کے بعد وہ مدراس کے سفیر کی طرف رجوع ہوا اور جو اوسکا خاتمہ کرنیکے قریب تھے اونہی سے اوس نے اپنی شرائط پر فخر کے ساتھ بحث شروع کی۔ جب فلرٹن سوارٹز سے گھاٹ کے قریب ملا تو سوارٹز نے اوس سے کہا کہ "لگام چھوڑکر جانور کو تم کیونکر سادھ سکتے ہو" ۱۱ مارچ سنہ ۱۷۸۴ء

ٹیپو سے صلح سنہ ۱۷۸۴ء

کو تین انگریز وکیل سلطان کی پیشی میں متواتر دو گھنٹے تک کھڑے رہے اور جو عہدنامہ اونکے ہاتھ میں تھا اوس پر دستخط کرنیکے لئے اوسکی منت کرتے رہے۔ حیدرآباد اور پونا کے وکیلوں نے بھی اوس سے اسکی التجا کی۔ بالآخر اوس نے صلحنامہ پر دستخط کردیئے جسکی رو سے فریقین کو اپنے اپنے علاقے واپس مل گئے اور ایک ہزار سے زائد انگریزوں کی جان بچ گئی اور تقریباً اتنے ہی دیسی سپاہی میسور کے قیدخانے کی مصیبت سے بچ گئے۔

دسواں باب

مجلس اور عدالت العالیہ کے تعلقات

۱۷۷۹-۱۷۸۱

سیلبائی اور منگلور کے عہدناموں کے بعد سے برطانوی ہند کی تاریخ کا ایک نیا دَور
شروع ہوتا ہے ان کے بعد ہندوستان کی سیاسیات میں انگریز حاوی آجاتے ہیں ہیسٹنگز
باوجود تمام دقتوں اور رکاوٹوں کے اپنے جانشینوں کے لئے راستہ صاف کردیا
ا اور جن کاموں کو اس کے بعد لارڈ ویلزلی اور لارڈ ہیسٹنگز نے اعلیٰ ترین اختیارات
ے ممتاز ہوکر ایک بڑے پیمانے پر انجام دیا اوس کا خاکہ اس نے اپنے ہی زمانے میں کھینچ
یا تھا۔ وارن ہیسٹنگز کی غیر معمولی مستعدی اور بے مثل قوت ارادی کو صد آفرین
اس نے جنگ کے ایسے طویل طوفان کو جو برطانوی ہند کی کمزور بنیادوں اور اس کے ناکمل
ھانچے کو ہر سمت سے گھیر کر تباہ کرتا نظر آتا تھا ٹالدیا مصیبت کی کٹھن گھڑیوں اور مخالف
ا کے سخت ترین جھونکوں نے اس کی پوشیدہ طاقتوں اور قوت مقابلہ کو نمایاں کردیا
ہٹوں کے سرداروں کو احساس ہوگیا کہ مسلمانوں کے قدیم خاندانوں کے زوال
ے فائدہ اٹھاکر ہندو سلطنت قائم کرنے کی ہر کوشش اُنھیں ایک ایسی قوم سے
کی جنگی خوبیاں اور غیر معمولی قوت ارادی اکثر موقعوں پر اس کی شکست کو فتح ونصرت
ے مبدل کرچکی ہیں ایک طویل اور غالبًا خطرناک جنگ میں پھنسادیگی۔

جس زمانے میں بنگال سے باہر جنگ چھڑی ہوئی تھی وارن ہیسٹنگز کے لئے گھر میں
ی مصیبت اور پریشانی کے سامان مہیا تھے۔ باروِل ۱۷۸۰ء میں انگلستان روانہ ہوا تاکہ
س جس طریقہ سے ہندوستان سے دولت سمیٹی تھی۔ اس سے اپنے عین شباب کے
مانے میں لطف اُٹھاسکے۔ اس کی روانگی سے قبل ہیسٹنگز نے اپنے قدیم غنیم سے چند ایسی
شرائط پر معاملہ کرلیا جن کی بدولت وہ اپنے قدیم حلیف کو خدمت سے دست بردار
نے کی اجازت دے گا۔ کمپنی کے سرکاری وکیل کے توسط سے معاملہ طے ہوا۔ ہیسٹنگز نے
نسس کے احباب کے ساتھ چند مراعات کرنے کا وعدہ کیا اور فرانسس نے اس کے

معاوضے میں ہیسٹنگز کو اس کے کاموں میں عام طور پر مدد دینے کا وعدہ کیا۔

اِسی بنا پر فاک اپنے سابق عہدے پر بنارس میں مامور ہوا اور نواب بنگال کی ماتحتی میں محمد رضا خاں کے لئے خاص رتبے کی ایک جگہ نکالی گئی۔ انگلستان کے دوستوں کو ہیسٹنگز نے یقین دلایا کہ اوسے فرنسس کی خودداری اور وفاداری پر کامل اعتقاد ہے لیکن واقعات مابعد نے اوس کی اس توقع کو باطل کر دیا۔ دو مہینے بھی نہ گزرے تھے کہ اس کے جدید دوست نے اپنے قدیم انداز شروع کر دیئے اور ہیسٹنگز کو اپنے کاموں میں رکاوٹ محسوس ہونے لگی۔ سندھیا کے خلاف جو تجاویز اس نے پیش کیں اونہیں اس کے اسس خرد ماغ حلیف نے کسی نہ کسی بہانے سے یا تو ٹال دیا یا ان میں رکاوٹ پیدا کر دی۔ سر جان ڈے نے دوبارہ ثالث کی خدمت انجام دی لیکن فرنسس نے پھر بھی اپنی بات کی پابندی نہ کی اور جو الفاظ اوس نے فروری میں کہے تھے۔ اونھیں جولائی میں دُھرا دیا کہ "یا تو میری یاد مجھے وفا نہیں کرتی یا میرے تعصبات اس قدر سخت ہیں کہ میں اپنے قول کا پابند نہیں رہ سکتا"۔ ہیسٹنگز نے سلوین کو لکھا کہ "در اصل میں گورنر نہیں ہوں میرا تو بس یہ کام ہے کہ حکومت کو میں اپنے سے کم اہل کے ہاتھوں میں نہ جانے دوں"۔ لیکن اس کے غنیم کی بر وقت علالت سے کچھ عرصے کے لئے اوسے اپنے کام میں آزادی مل گئی۔ پوفم واپس نہیں بلایا گیا۔ گوالیار پر قبضہ کر لیا گیا اور کامک Camae کی فوج مالوہ میں داخل ہو گئی۔ صحت کی درستی کے ساتھ بھی فرنسس کی عقل درست نہ ہوئی۔ مغز اشتعال انگیز باتوں سے ہیسٹنگز بالآخر تنگ آگیا۔ فرنسس کی ایک سنجیدہ یادداشت کے جواب میں اس نے ۱۵ اگست ۱۷۸۰ء کو تحریر کیا کہ "مجھے اس کے وعدوں پر قطعی اعتماد نہیں کیونکہ مجھے اس کا یقین ہو گیا ہے کہ وہ اس کا اہل ہی نہیں۔ میں اس کے سرکاری کاموں کو اپنے ذاتی تجربہ سے جانچتا ہوں اور میرا ذاتی تجربہ یہ ہے کہ ان میں صداقت و راست بازی قطعی مفقود ہے"۔

فرنسس میں صداقت اور راستبازی قطعی مفقود ہے

یہ الزام اس نے اس پر سوچ سمجھ کر اور ارادتاً لگایا کیونکہ اسے اپنے و نیز عوام کے لئے عین انصاف سمجھتا تھا اس نے کہا کہ "جس دھوکے اور غداری کے لئے قانون میں چارہ جوئی نہ ہو اس کا بجز اس کے اور کوئی علاج نہیں کہ اس کا اعلان کر دیا جائے"۔

جس مراسلے میں یہ الفاظ درج تھے اس کی ایک نقل شام کو فرنسس کے پاس پہنچ گئی

دوسرے دن مجلس کے اجلاس میں فرنسس نے ہیسٹنگز سے جنگ آزما ہونیکا اعلان کیا۔ ۱۷ ارکی صبح کو انھوں نے ایک دوسرے پر گولی چلائی اور فرنسس گولی سے زخمی ہوکر میدان سے باہر نکلا۔ ختم اگست تک وہ اس قدر سنبھل گیا کہ اوس نے اپنے بلند اقبال حریف کے خلاف تحریری جنگ دوبارہ شروع کردی۔ دسمبر تک یہ کاغذی لڑائی جاری رہی۔ اسکے بعد فرنسس اپنے حریف کے خلاف جسے اوس نے معزول کرانیکی کوشش کی تھی انتقام کی نئی تدبیریں نکالنے کے لئے انگلستان روانہ ہوگیا۔

اسکی روانگی کے بعد ہیسٹنگز کو ایک مرتبہ اور چین نصیب ہوا۔ چھ سال کی متواتر جنگ کے بعد اوسے کامل فتح کا لطف اوٹھانیکا اب موقع ملا لیکن اس وقت عام حالت کسی لحاظ سے بھی امید افزا نہ تھی ہر طرف مطلع ابر آلود نظر آتا تھا۔ ہر سمت میں اور ملک کی ہر ایک طاقت سے یا تو جنگ چھڑ چکی تھی یا چھڑنیوالی تھی۔ خزانہ خالی تھا۔ قرضہ بڑھ رہا تھا۔ حکومت کے مصارف بیجا طور پر بڑھے ہوئے تھے۔ دستور اوسکا عیبوں سے پر تھا۔ رشوت کا بازار گرم تھا۔ تجارت گر رہی تھی۔ ملک افراد کی سفاکیوں سے نالاں تھا۔ ذرائع اسکے کھو کھلے ہو چکے تھے۔ ان سب پر طرہ یہ تھا کہ ایک طرف تو ہیسٹنگز کو جنگ جاری رکھنے دوسرے احاطوں کو بروقت مدد دینے اور انگلستان کے رقمی مطالبات کو پورا کرنیکی فکر لاحق تھی اور دوسری طرف اون زبردست دشمنوں کا اوسے مقابلہ کرنا پڑتا تھا جو انگلستان میں برابر اوسکے خلاف غل مچا رہے تھے اور اوسے معزول کرانیکی کوششوں میں عنقریب کامیاب ہوتے نظر آتے تھے۔ محض چند نظما کی وفاداری اور مجلس سرمایہ داران کی اعانت سے وہ اپنے عہدے پر قائم تھا۔ بہرحال اب فرنسس کا بغلی گھونسا اوسے زک پہنچانے اور اوسکے اون تمام کاموں میں جنکا وہ ماہر تھا رکاوٹ پیدا کرنیکے لئے موجود نہ تھا۔ اوس نے تحریر کیا کہ "اب یہ کہا جاسکتا ہے کہ مجھے اختیارات حاصل ہیں اس عرصے میں اون سے جو کام میں لونگا وہ دیرپا ہوگا۔ سابق نقصانات کی اون سے تلافی ہوگی۔ فوری خطرات دور ہوں گے۔ کمپنی کا اقتدار دوبارہ قائم ہوگا۔ اور اوسکے مقبوضات محفوظ و مستحکم ہونگے"

اب اختیار میرا ہے

اس بیان میں نہ کچھ مبالغہ ہے اور نہ بیجا مغالطہ۔ ذاتی اعتماد نے جو ذاتی علم اور ذاتی احساسات سے پیدا ہوتا ہے ہیسٹنگز کو اس بات پر آمادہ کیا کہ عظیم الشان اور وطن پرستی کے کاموں کے انجام دینے کے مواقع کو دیکھ کر وہ اپنی خوشی کا اظہار کرے۔ اوسکی "

مدت ملازمت ۱۷۷۸ء میں ختم ہوچکی تھی لیکن مخالف مجلس اور ناراض وزارت سے ہر سال اوسکی توسیع ہوتی رہتی تھی۔ اونھیں اس امر کا خوب احساس تھا کہ ایسی حالت میں جب کہ انگلستان دشمنوں سے گھرا ہوا ہے اس کار آمد آدمی کو علیٰحدہ نہیں کیا جاسکتا۔ ہیسٹنگز کو بھی اسکا احساس تھا اور اس احساس سے اپنے وطن اور اپنے آقاؤں کے تمام کاموں کو اپنی طبیعت کے موافق انجام دینے میں اوسے تقویت ملی اور اسی کے زور پر اوس نے انگلستان اور ہندوستان والے مخالفین کی قطعی پروا نہ کی۔ فرینسس کی غیر موجودگی میں وہ وہیلر کی مدد پر بھروسہ کرسکتا تھا اور کوٹ مدراس روانہ ہو ہی چکا تھا۔ میکفرسن جس نے اوسے آکر تکلیف دی اوس نے بارول کی جگہ کا ابھی تک جائزہ نہیں لیا تھا۔

فرینسس کی روانگی سے قبل ہیسٹنگز اُن تمام تنازعات کا خاتمہ کرنیکی غرض سے جو سالہا سال سے حکومت اور عدالت العالیہ میں چلے آتے تھے ایک قرارداد پیش کی تھی اور فرینسس اوسکے خلاف اپنی رائے دے گیا تھا۔ ۱۷۷۳ء کے قانون نے ججوں کو جو بیشمار مگر موہوم اختیارات عطا کئے تھے اونکی بدولت مجلس اعلیٰ سے اون کا ایک نہ ایک دن سخت اور نامناسب تصادم ہونا ضروری تھا۔ گورنر جنرل اور دونوں ججوں کی عقلمندی کی وجہ سے کچھ عرصے تک کوئی بدنمائی پیدا نہ ہوئی۔ ۱۷۷۶ء میں اوس نے دو حریف اور ہم پلہ طاقتوں کے تصادم کو دور کرنیکی غرض سے ایک تجویز پیش کی جس کی اوسکے دوست امپی نے نہایت خوشی سے اوسکی تائید کی۔ وہ یہ کہ عدالت العالیہ کو کمپنی کی تمام عدالتوں پر وسیع اختیارات عطا کئے جاویں مگر وہ اختیارات کامل نہ ہوں اور تمام مالی و دیگر ایسے معاملات میں جنکا تعلق محض حکومت سے ہو کمپنی کے اختیارات بدستور قائم رہیں لیکن برطانوی وزارت نے اس تجویز کو تعویق میں ڈالدیا۔ اور حکومت کی جدید مشین کو ہندوستان کے حقیقی حالات و واقعات کے مطابق بنانیکی تمام کوششوں کو اوسکے ساتھیوں کی زیادتی نے بارآور نہ ہونے دیا۔ اوس نے تحریر کیا کہ "انداز سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عدالت پر نکتہ چینی کرنیکی غرض سے بورڈ اوسے انتہا تک پہنچانے پر تُلا ہوا ہے"

تشدد کا جواب تشدد سے ملتا ہے ہر کام اور ہر معمولی سے معمولی بات پر شاہی ججوں کی توہین کی گئی۔ جو عدالت میں چارہ جوئی کرتے تھے اونکی اعانت و حفاظت کے لئے امپی اور

اوسکے ساتھی اپنے جائز اختیارات کو ہر موقع پر نہ چھوڑ سکتے تھے۔ کمپنی کے ملازم مالگزاری میں جو زیادتیاں کرتے تھے اونکا اکثر ہیسٹنگز نے خود مشاہدہ کیا تھا۔ اسپی جو خطوط اپنے وطن لکھتا تھا اون میں "بنگال کے ان گدوں" کی برابر مذمت کرتا تھا جو اضلاع کی عدالتوں کے احکام کی بنا پر جو اون سے عجلت میں حاصل کئے جاتے تھے رعایا کو لوٹتے اور مردم آزاری کرتے تھے اور ہر قسم کی مناسب مداخلت کو جو اونکی بیجا زیادتیوں کو روکنے کے لئے کیجاتی تھی بُری طرح مخالفت کرتے تھے۔ میر مجلس نے چیمبرز (Chambers) اور اکثر اوقات لیمسٹر (Lemaistere) کی مدد سے ایک عرصے تک اس قسم کی مداخلت کو ایک محدود دائرے میں رکھا، اگر رعیت اور اوسکے ساتھ والوں کے معاملات میں یہ مداخلت کرتے تھے تو کم از کم مالگزاری کے تمام مقدمات کو کمپنی کی عدالتوں پر ہی چھوڑ دیتے تھے۔ سر جیمس اسٹیفن نے واضح طور پر ثابت کر دیا ہے کہ اسپی کے آوردے بھی مجلس اعلیٰ کے عہدے داروں اور گماشتوں سے کم نہ تھے اور جو واقعات پیش آئے اون میں انکا بھی کچھ کم دخل نہ تھا۔ ملزم تو در اصل وہ تھے جنھوں نے ۱۷۷۳ء کا قانون بنایا جسکی بدولت کمپنی اور شاہی حکام میں ایک لامتناہی تصادم اور مخاصمت کی بنا پڑ گئی۔

۱۷۷۹ء کے اواخر میں جسٹس ہائڈ (Justice Hyde) کی تیز مزاجی اور ناعاقبت اندیشی سے دیرینہ مخاصمت کے شعلے یکدم بھڑک اوٹھے۔ اسپی کی غیر موجودگی میں ہائڈ نے کاسی جورا (Xasejora) کے راجہ کے خلاف سمن جاری کر دیا۔ حاکم شہر کے ایک ماتحت نے چند سپاہیوں اور ملاحوں کے ساتھ جا کر راجہ کے گھر کی تلاشی لی اور اوسکے تمام سامان کو سمیٹ کر لے گیا۔ ان میں ایک بُت بھی تھا جسے ایک معمولی برتن کی طرح ٹوکری میں ڈال لیا تھا۔ خوش قسمتی سے راجہ کی عورتیں اور اوسکے بچے خانہ تلاشی کی ذلتوں سے بچنے کے لئے پہلے سے غائب ہو گئے تھے۔ اس اعلان جنگ کا جواب مجلس نے گورنر جنرل کے توسط سے فوراً بھجوا دیا۔ سپاہیوں کی ایک معقول جماعت ہائڈ کے آدمیوں کو گرفتار کرنے اور اونھیں کلکتے واپس لانیکے لئے روانہ کر دی گئی۔ دیگر زمینداروں کو اس قسم کی توہین و ذلت اور تکالیف سے محفوظ رکھنے کے لئے بھی اسی قسم کی تدابیر اختیار کی گئیں۔ ۱۷۸۰ء میں چند ماہ تک صوبہ بھر میں ایک اودھم مچا رہا۔ ڈگریوں اشتہاروں اور اعلانوں کی سختی سے جنگ جاری رہی۔ بالآخر ججوں نے خود حکومت کے خلاف

سمن جاری کر دیئے۔ ہیسٹنگز اور اوسکے ساتھیوں نے جو اس وقت عارضی طور پر متحد ہو گئے تھے اونکے احکام کی سخت توہین کی۔ جب بنگال کی مہذب حکومت کا تمام کام بند ہو گیا تو ہیسٹنگز نے ایک نہایت معقول گفت و شنو سے حکومت کی مشین کو چلانیکی کوشش کی۔ کوئی مدبر اس سے زیادہ معقول تدبیر نہ سوچ سکتا تھا۔ اکتوبر ۱۷۸۰ء میں اوس نے امپی کو جس سے ان تنازعات کی وجہ سے اوسکے تعلقات بھی کشیدہ ہو گئے تھے یہ تجویز پیش کی کہ وہ کمپنی کی اعلیٰ سول عدالت یعنی صدر دیوانی عدالت کی جس میں ہیسٹنگز نے چند ماہ قبل ہی اصلاحات کی تھیں صدارت قبول کرے۔ میر مجلس نے اپنے دوست کی صلح پسند و مصالحت آمیز تجویز کو نہایت خوشی اور فراخ دلی سے قبول کیا۔ اس انتظام کی بدولت بنگال کے نازک وقت میں امن و امان قائم ہو گیا لیکن ہیسٹنگز اور امپی کے دشمنوں نے اسکی بھی سخت مخالفت کی اور اونکے خلاف یہ ایک نیا جرم قرار پایا۔ اور بعد میں میکالے نے اسے رشوت دینے اور رشوت قبول کرنیکے مساوی قرار دیا۔ وہ لکھتا ہے کہ "بنگال محفوظ ہو گیا اور میر مجلس خاموش ہو گیا لیکن اس کے ساتھ ہی وہ مالدار اور بدنام بھی ہوا۔" اس قسم کی باتیں انصاف اور دانشمندی سے بہت دور ہیں۔ بنگال ضرور بچ گیا اور اس مزید اور سخت کام کے معاوضے میں میر مجلس کی تنخواہ میں اضافہ بھی ہوا جسکا وہ خاص طور پر اہل تھا لیکن بدنامی محض فن تقریر کی لفاظی کا نتیجہ تھی جو فرقہ بندی کی ایک خاص رسم ہے۔ نہ کسی نے رشوت دی اور نہ کسی نے لی۔ ہیسٹنگز نے صوبے کی عدالتوں کے لئے جو امپی کے قول کے مطابق اپنی نااہلی اور بدعنوانیوں کی وجہ سے رعایا کے لئے بجائے رحمت کے مصیبت تھیں ایک نہایت موزوں شخص کا انتخاب کیا جسکی نگرانی میں اونکا کام مثل عدالت العالیہ کے نہایت باقاعدہ اور باضابطہ ہو گیا۔ برخلاف اسکے جب ایک مزید اور جداگانہ کام کے معاوضے میں کلیورنگ کی تنخواہ میں اضافہ کیا گیا اور جب امپی کے ساتھی رابرٹ چیمبرز نے کمپنی کی ماتحتی میں رہکر ججی قبول کی تھی تو اون پر کسی نے کوئی اعتراض نہ کیا۔

اس میں کچھ شبہ کی گنجائش ہی نہیں کہ ہیسٹنگز کی یہ ایک نہایت معقول و مناسب تدبیر تھی۔ سر جیمس اسٹیفن کا بیان درحقیقت نہایت درست ہے کہ انگریزی قانون کی نامواقفیت کی وجہ سے مجلس اور عدالت میں جو ناگوار تنازعات پیدا ہو گئے تھے اون کی مدافعت کی

بجز اسکے اور کوئی عملی تدبیر نہیں ہوسکتی تھی۔ قانون داں۔ دیانتدار اور محنتی جج امپی نے ان عدالتوں کی رہنمائی کے لئے جواب اوسکے تحت میں آئیں نہایت معقول۔ مفید اور سیدھے سادے قواعد وضوابط مرتب کئے۔ نوعمر انگریز ججوں کو اپنی جہالت اور غفلت دور کرنیکا طریقہ معلوم ہوگیا اور اپنے جدید اُستاد کی شاگردی میں اونھیں قانون اور اصول قانون کے تحت فیصلے مرتب کرنیکی تمیز آگئی۔ معین کردہ قواعد وضوابط کی بدولت قدیم شرمناک تصادم دور ہوا اور کمپنی کے خزانے میں مالگزاری کی آمد دوبارہ شروع ہوگئی۔ سرجان اسٹیفن کے قول کے مطابق امپی پہلا شخص تھا جس نے ہندوستان کے لئے قانون مرتب کیا اور ۱۷۸۱ء کے قواعد وضوابط سے اوس عدالتی کارروائی کی بنیاد پڑی جو ہندوستان کی رعایا کے لئے ایک دائمی رحمت ثابت ہوچکی ہے۔ ۱۷۸۲ء میں مجلس نظما نے امپی کو اوسکے جدید عہدے سے علیحدہ کرکے ہیسٹنگز کے کام کا تقریباً خاتمہ کردیا۔ لیکن امپی کے مرتب کردہ قواعد وضوابط قائم رہے اور ہیسٹنگز کی ترکیب کا ایک مقصد پارلیمنٹ کے قانون سے حاصل ہوگیا جس سے عدالت العالیہ کے اختیارات وحدود کی تشریح ہوگئی۔ اور کمپنی کی تمام عدالتوں کو شاہی میر مجلس کے تحت میں لانیکی تدبیر ۱۸۶۱ء میں ایک قانون کی بدولت مکمل ہوسکی جس سے ہر احاطے اور ہر صوبے کی صدر عدالت کو تمام سول وفوجداری عدالتوں پر اختیارات عطا کردیئے۔

چند معقول اصلاحات

باوجود تمام لڑائیوں اور فوجی خطرات ومشاغل کے ہیسٹنگز نے تمام مقامی اور انتظامی امور پر نگاہ رکھی۔ بنگال کے نوعمر مسلمانوں کے لئے اوس نے ایک مدرسۃ العلوم قائم کیا۔ کوچین چین سے دوستانہ تعلقات قائم کرنے اور مصر اور بحر احمر کے راستے سے یورپ سے مراسلت قائم کرنے کی اوس نے کوشش کی۔ میجر رینل کے پیمائشی کام میں اوس نے دلچسپی لی اور جب وہ ۱۷۸۲ء میں انگلستان واپس ہوا تو نظما کو اوسکی سفارش کی۔ گاڈرڈ۔ پیرس اور دیگر ہوشیار افسروں کو تاکید تھی کہ وہ اپنے کوچ کے مقامات سے بھی اسی طرح واقفیت حاصل کرنیکی کوشش کریں۔ اپنی مجلس کی مذبذب اعانت سے محصول نمک کے قدیم رواج کو اوٹھا کر نمک کے اجارے کو چند معتبر عہدہ داروں کی نگرانی میں دیدیا۔ قیمت کم کرنے سے اسکی فروخت میں اس قدر اضافہ ہوا کہ مجموعی طور پر کمپنی کی آمدنی بڑھ گئی۔ محکمہ کروڑگیری میں بھی چند اصلاحات کرکے اوس نے اوسکا بھی معقول انتظام کیا اور نامناسب محاصل کا بار بھی

تجارت سے اوٹھا دیا۔

انگلستان کے احکام کے بموجب اب تک بندوبست مالگزاری صوبے کی مجلسوں کے توسط سے ہر سال ہوا کرتا تھا۔ ہیسٹنگز نے سنہ ۱۷۷۲ء میں ان مجلسوں سے اس کام کو نکالکر اور اپنے چار قابل عہدہ داروں کے تحت رکھ کر جن میں انڈرسن اور جان شور بھی تھے مالگزاری وصول کرنیکے طریقے کو درست کر دیا۔ جدید مجلس مال کے ارکان سے قسم لی گئی کہ وہ کوئی نذرانہ وصول نہ کریں گے۔ بجائے مقررہ تنخواہ کے اُنکی وصول کردہ رقم سے ایک فیصدی اونکا معاوضہ مقرر کیا۔ اور جو رقوم کلکتے کے خزانے میں بروقت داخل ہوں اُن پر انکا دوگنا معاوضہ قرار پایا اس طریقے سے مالگزاری وصول کرنیکے مصارف میں بہت کمی ہوگئی کیونکہ نہ نواب دلالوں کے غول کے غول اس سے مستفید ہوتے تھے اور نہ مالگزاری ادا کرنیوالوں سے نذرانے وصول کئے جاتے تھے۔ جدید مجلس مال نے مناسب شرح اور سالانہ پٹے پر تمام اراضی کو اون زمینداروں کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا جو پابندی سے لگان ادا کرتے رہے تھے اور جو اس بات کا ثبوت دے چکے تھے کہ رعیت کو ستائے بغیر وہ معقول انتظام کر سکتے ہیں۔ انکی چند سال کی محنت سے دائمی بندوبست کے لئے جو لارڈ کارنوالس جاری کرنیوالا تھا راستہ صاف ہوگیا۔

اپریل سنہ ۱۷۸۱ء میں ہیسٹنگز نے جو طولانی خط اپنے وکیل میجر اسکاٹ کو انگلستان بھیجا اوس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو بے شمار کام اس گورنر اعظم کو انجام دینے پڑے اُن میں اوس نے کس قدر خوبی، مستعدی اور صفائی اور ذہانت سے کام لیا۔ اس خط میں متعدد مضامین صاف صاف درج ہیں۔ ولندیزیوں سے معاہدہ کرنیکی بے سود کوشش سے لیکر، جنگ کے واقعات۔ برار اور نواب آرکاٹ کی مراسلت وھیلر سے اونکے ذاتی تعلقات اور دیگر متعدد انتظامی معاملات اور اصلاحات کا حال درج ہے۔ ان میں سے اکثر پر کچھ نہ کچھ تحریر ہو چکا ہے۔ ہیسٹنگز نے جس پیرایہ میں وھیلر کا جس نے آخر میں اوسے مدد دی تھی ذکر کیا ہے اوس سے اوسکی طبیعت کی صفائی اور خوبی اور اسکی خدمت شناسی اور احسان مندی کا اندازہ ہوتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ "میں چین سے ہوں۔ میرے ساتھی مجھ سے خوش ہیں اور جو اتحاد و یگانگت اس وقت ہم میں ہے اوس سے رعایا مستفید ہوگی"

سرکاری کاموں میں سہولت پیدا کرنیکی کوششوں اور اُن فوجی اصلاحات کا بھی

اس میں ذکر ہے جو جنرل اسٹیرٹ کی اعانت سے عمل میں آئی تھیں۔ انکے علاوہ ایک اور مسئلہ بھی ہے جسکا ذکر وہ بجا طور پر فخر کے ساتھ کرتا ہے۔ کئی سال سے اوسکی یہ تمنا تھی کہ ملازموں کی قدر کیجاوے اور اونکی خدمات کا معقول اعتراف ہو تاکہ اون میں اپنی خدمات کو دیانتداری سے انجام دینے کا احساس ہو سکے۔ اوسکے نزدیک مقررہ تنخواہیں ایسی خدمات کے لئے قطعی ناکافی ہیں جن میں نہ کچھ نام حاصل کرنیکا موقع ہو اور نہ جس سے معقول آمدنی ہو سکے لہذا وہ اس رواج کو اوٹھا دینا چاہتا تھا تاکہ نذرانے وصول کرنے۔ روپیہ غبن کرنے اور رشوت حاصل کرنیکے مواقع کا سدباب ہو سکے۔ اوسکا خیال تھا کہ جن افسروں کی قابلیت کا کامل ثبوت ملچکا ہو اونکی قدر کیجاوے۔ اونھیں انعام دئیے جائیں تاکہ انفرادی اغراض سرکاری مفاد سے وابستہ ہوجائیں۔ اوس زمانے میں عہدہ داروں کی تنخواہیں اس قدر کم تھیں کہ انھیں ہر ناجائز طریقے سے روپیہ حاصل کرنیکی فکر لاحق ہو جاتی تھی۔ ہیسٹنگز کو نہ تنخواہوں میں اضافہ کرنیکا حق تھا اور نہ ان میں ردو بدل کرنیکا اختیار۔ جہاں کہیں بھی اوسے موقع ملا اوس نے ماہانہ تنخواہوں کے عوض جن کے ساتھ نذرانے اور غیر سرکاری کام وابستہ تھے کمیشن کو رواج دیا۔ معاوضے کا یہ جدید طریقہ اوس مکمل اصلاح کا درمیانی درجہ تھا جس سے تنخواہیں حقیقی کام اور ذمہ داری کے مطابق مقرر ہوسکیں لیکن اور اس سے راستے کی ایک بڑی منزل طے ہوگئی اور اسی کی بدولت کمپنی کے ملازموں کی عام حالت ایک قلیل مدت میں سنبھل گئی۔

گیارھواں باب

بنارس واودھ۔

۱۷۸۱-۱۷۸۳

۱۷۸۱ء کے آغاز سے ہیسٹنگز کے لئے مصائب ومشکلات وخطرات کا طوفان شروع ہوگیا۔ حیدرعلی کرناٹک کے گرد آفت برپا کر رہا تھا گاڈرڈ وکانک مرہٹوں کے خلاف جنگ میں مشغول تھے فرانسیسیوں کے جہاز خلیج بنگال میں چکر لگا رہے تھے جب اوس نے کانک کو سندھیا کے پیچھے بھیجدیا۔ کوٹ کے سپاہیوں کو مدراس روانہ کردیا۔ پیرس کی فوج کو جنوب میں روانہ کردیا اور راجہ برار سے معاملہ طے کرلیا تو اوسے خزانہ خالی ہوتے دکھائی دیا۔ برطانوی ہند کو بچانیکی غرض سے کہیں نہ کہیں سے روپیہ حاصل کرنا ضروری تھا۔ ہیسٹنگز اپنے خط میں اسکاٹ کو لکھتا ہے کہ لکھنو کے راستے میں بنارس اُتر کروہ اسکا کچھ انتظام کرے گا۔ جو کچھ اوس نے بنارس میں کیا اوس سے اوسکے دشمنوں کو اوس کے خلاف مقدمہ چلانے کے لئے اور بھی مواد مل گیا۔

بنارس کا راجہ چیت سنگھ ایک معمولی حیثیت والے مگر بلند ہمت شخص کا پوتا تھا یہ اپنے مربی کو نکال کر جو سلطنت مغلیہ کا ایک زمیندار تھا اوسکی جگہ پر قابض ہوگیا تھا۔ اسکا بیٹا بلونت سنگھ نواب وزیر کی ماتحتی میں بنارس کا پہلا راجہ ہوا۔ ۱۷۷۵ء میں اسکی جاگیر ایک معاہدے کی رو سے کمپنی کو منتقل ہوئی اور چیت سنگھ اپنے سابق آقا کی طے کردہ شرائط پر حکومت بنگال کو خراج ادا کرنے لگا۔ بنارس وغازی پور کے اضلاع پر اوسکے اور اوسکے وارثوں کے زمینداری حقوق سالانہ لگان کی ادائی پر برقرار رکھے گئے جس میں کوئی مزید اضافہ نہ ہوسکتا تھا۔ دوسرے بڑے زمینداروں کی طرح یہ اب کمپنی کا باجگزار ہوا۔ اور اس حیثیت سے قانون ورواج وتحریری معاہدے کی رو سے اوسے غیر معمولی حالات میں اپنے آقا کی مالی وفوجی امداد کرنی ضروری تھی لارڈ مینسفلڈ (Lord Mensfield) نے بعد میں کہا کہ جنگ کے زمانے میں برطانوی حکومت کا چیت سنگھ سے فوجی مدد طلب کرنیکا حق بلاشبہ ثابت ہے۔ علاوہ اوس کثیر رقم کے جو اوس نے اپنے خزانے میں جمع کر رکھی تھی

چیت سنگھ سے مطالبہ اور اسکا پس وپیش

راجہ کی دس لاکھ سالانہ کی آمدنی تھی۔ اوسکے پاس کئی قلعے تھے اور کئی ہزار مسلح سپاہی اوسکے یہاں نوکر تھے۔

۱۷۷۸ء میں اوس سے پہلا مطالبہ پانچ لاکھ کا کیا گیا۔ کچھ ٹال مٹول کے بعد اوس نے یہ ادا کر دیا۔ دوسرے سال اتنے کا ہی مطالبہ پھر ہوا۔ راجہ نے اس موقع پر بھی اپنی ذمہ داری سے بچنے کی کوشش کی۔ ۱۷۸۰ء میں جنرل سر آئیر کوٹ کی رائے کے مطابق ہیسٹنگز نے سرکاری اغراض کے لئے اوس سے دو ہزار سوار طلب کئے۔ راجہ نے پانچ سو سوار اور پانچسو تفنگچی دینے کا وعدہ کیا لیکن انکے آنیکی کوئی توقع نہ دکھائی دی۔ اوسکا غربت دکم مایگی کا بہانہ اوسی طرح کا تھا جسطرح کہ برطانوی حکومت کے ساتھ وفاداری کا اقرار کیونکہ وہ دراصل انگریزوں کے دشمنوں سے مراسلت کر رہا تھا اور خفیہ طور سے اپنی فوجیں بھی تیار کر رہا تھا۔ چیت سنگھ نے سالانہ لگان بھی پابندی سے ادا نہ کیا تھا۔ جتنے آدمی ہیسٹنگز نے اوس سے طلب کئے تھے اوس سے زیادہ اوسکی ہمرکابی میں رہتے تھے۔ برطانوی رزیڈنٹ نے اوسکی کج خلقی کی شکایت کی اور اس بات کی اطلاع دی کہ وہ بیگمات اودھ سے جو فیض آباد میں مقیم ہیں سازش کر رہا ہے ۱۷۸۱ء میں فاک کی جگہ مکرام وہاں کا رزیڈنٹ مقرر ہوا۔ اوسے ہدایت تھی کہ راجہ کے ساتھ نیک سلوک کرے اور صبر وتحمل سے کام لے۔ منت ولجاجت کی کوئی حد باقی نہ رہی لیکن راجہ نے پانچسو سوار دیکر بھی اطاعت شعاری نہ ظاہر کی۔ ہیسٹنگز نے اپنے مطالبے میں کمی کرکے صرف ایک ہزار سوار طلب کئے۔ راجہ اس کو بھی ٹالتا رہا اور ایک سوار تک اوس نے نہ بھیجا۔

ہیسٹنگز کے دشمنوں نے بعد میں یہ دلیل پیش کی کہ چونکہ چیت سنگھ نے ۱۷۷۷ء میں کلیورنگ کے تقرر کی خبر سنکر اوسکی گورنری پر اوسے مبارکباد دینے کے لئے اپنا قاصد بھیجا تھا اس وجہ سے ہیسٹنگز کو اوس سے پرخاش تھی اور وہ اوس سے انتقام لینے کی فکر میں تھا لیکن پیرز (Peers) کا آخری فیصلہ اس سے کہیں زیادہ صحیح اور واقعات کے مطابق ہے۔ فرینسس دیرینہ مخاصمت کے انتقام لینے پر فخر کرتا اور انتظامی معاملات میں حد درجہ اپنی دلچسپی ظاہر کرتا تھا۔ آیاگو (Iago) بھی اس معاملے میں اوس سے نہ بڑھ سکتا تھا۔ برخلاف اسکے جو شخص بھی ہیسٹنگز کے کیرکٹر سے واقف ہے وہ شبہہ تک نہیں کر سکتا کہ

وہ اس قسم کے ادنیٰ ذاتی معاملات کو اپنے عام مسلک میں جگہ دیگا۔ جب ہیسٹنگز گورنر جنرل ہوا تو کلائیو نے اوسے ایک دوستانہ خط لکھا جس میں اوس نے اپنی دوربینی اور معاملہ فہمی سے حسب عادت کام لیکر اشارتاً یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ کہیں اوسکی نیک طبیعت اور اوسکے اخلاق اوسے گمراہ نہ کردیں۔ گلیگ نے جو ہیسٹنگز کی سوانح عمری لکھی ہے اوس میں متعدد مثالیں بھری پڑی ہیں جن سے اوسکے اخلاق۔ اور اوسکے اعتماد اور اوسکی طبیعت کی نرمی کا برابر ثبوت ملتا ہے۔ اوسکا اعتماد تو اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ ایک حد تک اوسے خلاف مصلحت کہا جا سکتا ہے۔ جتنا مواد ان باتوں کے ثبوت میں طبع شدہ کاغذات سے ملتا ہے اتنا ہی اوسکی تصویروں سے ملتا ہے۔ محض ایک عام اصول کے تحت وہ ایک بیوفا باجگزار کو جسکی اس حرکت سے کمپنی کے موجودہ خطرات میں اضافہ ہو رہا تھا۔ سبق سکھانا چاہتا تھا اوس نے خیال کیا کہ چالیس پچاس لاکھ کے جرمانے سے راجہ کو اپنے آقا کے احکام کی پابندی کرنی آجاویگی اور جنگ کے زمانے میں خزانے کو بھی معقول مدد ملجاوے گی۔

چیت سنگھ گورنر جنرل پر وہ تمام وار چلا چکا تھا جنکے استعمال میں مشرقی فرمانروا کبھی نہیں چوکتے صلح کی غرض سے اوس نے ہیسٹنگز کو دو لاکھ روپے بھیجے۔ ہیسٹنگز نے کمپنی کے لئے انھیں جمع کرلیا۔ اسکے بعد ہیسٹنگز کو بیس لاکھ کا پیغام پہنچا لیکن وہ تہیہ کرچکا تھا کہ وہ راجہ کی اس حرکت پر اوس سے چالیس پچاس لاکھ روپیہ جو نصف ملین پونڈ کے مساوی ہوتا ہے وصول کرکے چھوڑیگا۔ جولائی ۱۷۸۱ء میں وہ کلکتے سے روانہ ہوا۔ وہ لکھتا ہے کہ اوسے یقین تھا کہ غیر معمولی ذرائع اس وقت درکار ہیں اور کمپنی کے مفاد کو مصائب کے گراں بار سے بچانیکے لئے سختی سے کام لینے اور ہمت سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ راجہ کی نامناسب طاقت کو کم کرنا اور اوس سے کمپنی کا کام نکالنا سیاسی مصلحت کے لحاظ سے نہایت ضروری تھا۔ اس وقت قرض لیا ہوا روپیہ بھی قریب ختم تھا۔ مدراس اور بمبئی کی ہر ڈاک سے مالی اور فوجی مدد کے مطالبے چلے آتے تھے فوجوں کی تنخواہیں ہر جگہ چڑھی ہوئی تھیں اور ہیسٹنگز پریشان تھا کہ سرآیرکوٹ کو آٹھ دس لاکھ روپیہ دینے کا جو وعدہ کرچکا ہے اوسے کس طرح پورا کریگا۔

چیت سنگھ کے خلاف کارروائی اور بنارس میں بلوہ

اوسکی غیر موجودگی میں وھیلر نے اوسکی جگہ کام کیا ہیسٹنگز کی اہلیہ مونگھیر تک اوسکے

ساتھ گئی۔ اپنی صحت درست کرنیکے لئے وہ تو وہیں ٹھہر گئی اور ہیسٹنگز بغیر کسی مشاہدے کے چند آدمیوں کے ساتھ بنارس چلا گیا۔ بکسر پہ سرکش راجہ سے اوس نے ملاقات کی اسکے ساتھ نہایت معقول فوج تھی۔ ذاتی ملاقات کی درخواست کو ہیسٹنگز نے نہایت حقارت کے ساتھ رد کر دیا اور ۱۵ اگست کو یعنی بنارس پہنچنے کے دوسرے روز اوس نے راجہ کے خلاف فرد جرم مرتب کر کے بھیجدی اور اسکا باضابطہ اور مکمل جواب اوس سے طلب کیا۔ چیت سنگھ کا جواب جسے لارڈ تھرلو نے بعد میں گستاخانہ و دروغگوئی سے تعبیر کیا اس قدر ہتک آمیز اشتعال انگیز اور غیر تشفی بخش باتوں اور سفید جھوٹ سے بھرا ہوا تھا کہ ہیسٹنگز نے فوراً مارخم (Markham) کو اوسکی گرفتاری کا حکم دیدیا۔

دوسرے دن صبح کو اوسکے محل کے چاروں طرف سپاہیوں کا پہرا بٹھا دیا گیا اور اوسے قلعے میں ہی نظر بند کر دیا ہیسٹنگز کو اوس نے نہایت ہی اطاعت شعاری اور فرماں برداری کا پیغام بھیجا لیکن اوسکے ساتھ بیگمات کے پاس بھی ایک قاصد روانہ کر دیا۔ اسی عرصے میں اوسکی فوج نے رامنگر سے کوچ کر کے گنگا کو عبور کیا اور شہر کے عوام کی مدد سے وہ پہرے کے سپاہیوں پر ٹوٹ پڑی۔ یہ سپاہی اپنی بندوقیں تک نہ بھرنے پائے تھے کہ وہیں کے وہیں اونکے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ تنگ کوچوں میں کمپنی کے دو اور دستے بھی اسی طرح ہلاک ہوئے۔ خود چیت سنگھ پگڑیوں کے سہارے سے دیوار سے کود کر نکل بھاگا اور کشتی میں بیٹھ کر رام نگر کے قلعے میں پہنچ گیا۔

اس طور سے کچھ اپنی عجلت اور ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے اور زیادہ تر اپنے آدمیوں کی غفلت کی وجہ سے ہیسٹنگز ایک بڑے خطرے میں پڑ گیا۔ وہ باغ کے ایک مکان میں مقیم تھا جسکی حفاظت کے لئے صرف تیس انگریز اور بیس سپاہی وہاں موجود تھے۔ لیکن بنارس کے غول میں کوئی شخص سرداری کے قابل نہ تھا۔ علاوہ ازیں گورنر جو اپنے سپاہیوں میں ہر دلعزیز تھا اوسے بچانیکے لئے قریب کے پڑاؤں سے فوجیں بھی چل پڑی تھیں۔ پوفم اپنے سپاہیوں کا ایک دستہ لیکر پہنچ گیا۔ بارگن کانپور سے بلا اجازت چل پڑا۔ معتبر اور وفادار قاصد ہیسٹنگز کا پیغام لیکر چپاتیں مرزاپور اور لکھنؤ روانہ ہوئے۔ اس پریشانی کی حالت میں جو اودھ کی بغاوت اور میفر (Mayffer) کی رام نگر کی خونریز شکست سے کئی گونا بڑھ گئی تھی ہیسٹنگز نے کرنل میور (Col: miur) کو جو سندھیا سے

معاہدے کی گفت وشنید کر رہا تھا اپنی آخری ہدایت روانہ کی۔ اپنی قلیل جماعت کے خطرے سے آگاہ ہوکر وہ رات میں چنار کے قلعے میں جا پہنچا جو دریا کے کنارے پر واقع تھا۔ نواب وزیر نے معقول مدد دینے کا وعدہ کیا لیکن اوس نے نہایت فخر کے ساتھ اوسے رد کر دیا۔ چیت سنگھ نے چنار سے دس میل کے فاصلے پر چالیس ہزار فوج جمع کر لی تھی۔ جب اوس نے ہیسٹنگز کو مدد دینی چاہی تو اسی طرح اسے بھی اوس نے رد کر دیا۔

اوسکے چاروں طرف ایک عام انتشار کی حالت تھی اور ہر طرف مسلح باغی اوٹھ رہے تھے لیکن اوائل ستمبر میں پوفم کی معقول فوج نے اپنی کارروائی شروع کر دی اور سابق شکست کے اوس نے خوب گن گن کر بدلے لئے۔ شہر بنارس اور اوسکا تمام علاقہ برطانوی حکومت کے تحت میں آگیا۔ دریائے سون سے بلندی پر بیجاگڑھ کا قلعہ دکھائی دیتا ہے چیت سنگھ نے اس میں جاکر پناہ لی۔ پوفم کے کوچ کی خبر سنتے ہی وہ اپنا تمام ذخیرہ اور خزانہ لیکر بندیلکھنڈ کو فرار ہوگیا۔ نومبر میں بیجاگڑھ کی تسخیر سے یہ مختصر مگر شاندار مہم ختم ہوئی۔ جو کچھ بیش بہا مال ومتاع وہاں نکلا وہ تسخیر کرنیوالوں نے آپس میں تقسیم کر لیا چیت سنگھ کے مال پر کمپنی کا خزانہ بھرنیکا آخری موقع اس طور سے ہیسٹنگز کے ہاتھ سے نکل گیا تاہم اوس نے کمپنی کے لئے ایک اہم اور مستقلانہ فائدے کی صورت نکال ہی لی۔ اوس نے راجہ کی ریاست اوسکے بھتیجے کو عطا کر دی اور اوس سے جدید معاہدہ کرکے اوسکے حقوق وفرائض کو واضح کر دیا اور کمپنی کا لگان دوگنا کر لیا۔ ہیسٹنگز کے قول کے بموجب یہ تسخیر شدہ علاقہ زمینداری بردوان کی طرح کمپنی کی حکومت کا ایک جزو ہو گیا۔

معاہدۂ چنار ۱۹ ستمبر ۱۷۸۱ء

گورنمنٹ کی فوری ضروریات کے لئے روپیہ کی فکر اب بھی باقی رہی۔ ۱۱ ستمبر کو نواب آصف الدولہ وزیر اودھ نے چنار میں ہیسٹنگز سے ملاقات کی۔ کچھ اپنی حماقت سے اور کچھ ۱۷۷۵ء کے معاہدے کی سختی کی وجہ سے جو فرینسس کی جماعت نے اوس پر عائد کیا تھا وہ کمپنی کا قرضدار ہوتا جاتا تھا۔ محض برطانوی افواج کی وجہ سے جو وزیر کو عام بدامنی سے بچائے ہوئی تھیں چھ سال کی مدت میں ڈیڑھ میلیون کا اوس پر بقایا تھا اوسکی ماں اور اوس کی دادی دونوں کے پاس بڑی بڑی جاگیریں تھیں فیض آباد میں بیٹھ کر یہ ان جاگیرات پر مطلق العنان فرمانرواؤں کی طرح حکومت کرتی تھیں اور جس خزانے کا دراصل شجاع الدولہ کا بیٹا اور جانشین وارث تھا اوس پر وہ قابض تھیں اور برطانوی حکومت اون کی نگران تھی۔

نواب آصف الدولہ کو علم تھا کہ جنگ جاری رکھنے کے لئے ہیسٹنگز کو روپیہ کی ضرورت ہے اور وہ خود اپنے خزانے سے اوسکی مدد نہیں کرسکتا۔ اسکا بھی اوسے یقین تھا کہ ہیسٹنگز برطانوی فوج کے اخراجات کم نہ کریگا لہذا اوس نے سوچا کہ دیگر ذرائع کے ساتھ وہ اونکی قریبی رشتہ دار بیگمات فیض آباد سے شاید روپیہ وصول کرنے پر رضامند ہوجاوے۔

بیگمات کو سزا دینے کی تجویز

گورنر جنرل نے وزیر کی تجویز کو نہایت غور سے سنا۔ اوسے پہلے اسکا علم بھی ہوچکا تھا کہ بیگمات چیت سنگھ کی بغاوت میں حصہ لے چکی ہیں۔ اونکی فوج کے ایک حصے نے راجہ بنارس کی مدد بھی کی تھی اور فیض آباد کے گرد و نواح کا علاقہ انگریزوں اور اونکے حلیف کے خلاف تھا۔

کرنل ہیمے (Colonel Hamay) نے ۸ ستمبر ۱۷۸۱ء کو لکھا کہ ”اس شہر کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں وزیر کی حکومت نہیں بلکہ چیت سنگھ کی ہے۔ بیگموں نے پہرا بٹھادیا ہے کہ میرا کوئی آدمی بازار نہ جانے پاوے۔ اندنوں شیخ خاں تقریباً ایک ہزار سپاہی لیکر بنارس جاچکا ہے“۔ چند دن بعد اوس نے لکھا کہ ”فیض آباد سے گنگا تک کا علاقہ عام انتشار کی حالت میں ہے اور یہاں سے آدمیوں کے غول کے غول سوار و پیدل روزانہ چیت سنگھ کو بھیجے جاتے ہیں“۔ خود مڈلٹن نے اور دوسرے انگریز عہدہ داروں نے بھی جو اودھ میں مقیم تھے اسکی اطلاع دی اور تائید کی۔

۱۹ ستمبر ۱۷۸۱ء کو ہیسٹنگز نے چنار کے معاہدے پر دستخط کئے۔ اس سے نواب کی خاص فوجی ذمے داریوں میں کمی ہوئی اور اپنی ریاست کی جاگیروں کو اپنی مرضی کے موافق اپنے تحت میں لانیکا اوسے اختیار حاصل ہوگیا۔ پچپن لاکھ روپیہ کلکتے کے خزانے میں داخل ہوگیا اور بیس لاکھ کا وعدہ مل گیا چھ دن بعد وزیر چنار سے تہیہ کرکے روانہ ہوا کہ وہ محض بیگمات کی جاگیروں پر ہی قبضہ نہ کریگا بلکہ اوسکے باپ کا جو خزانہ فیض آباد کے قلعے میں مقفل ہے اوس پر بھی ہاتھ ڈالیگا۔

برک۔ شیریڈن اور میکالے کے نزدیک وزیر اور گورنر جنرل نے دو عورتوں کو لوٹنے کا آپس میں تہیہ کیا۔ ایک عورت ان میں سے ایک قزاق کی ماں بھی تھی لیکن دراصل بات تو یہ ہے کہ ۱۷۷۵ء میں ماں نے برطانوی رزیڈنٹ کی اعانت سے اپنے بیٹے کو لوٹا تھا۔ ہیسٹنگز کی سخت مخالفت کے باوجود مجلس اعلیٰ نے اوس ناپاک معاہدے کو منظور کرلیا جو اوسکے نمائندوں نے نوعمر وزیر پر جبراً عائد کیا تھا۔ اس کے بعد ہیسٹنگز

باول ناخواستہ گر وفاداری کے ساتھ اسے نباہتا رہا حالانکہ وہ اوسے انصاف ووفاداری ومصلحت کے خلاف سمجھتا تھا۔ اب اوسے ان معاملات کے درست کرنیکا موقع ملا۔ اوس نے یہ دلیل پیش کی کہ جس جاگیر اور جس خزانے کے بل بوتے پر بیگمات نے اپنے فرمانروا اور اوسکے حلیف انگریزوں کے خلاف سازش کی ہے اوس پر اب اونکا کوئی حق باقی نہیں رہا۔ قزاقی اور لوٹ مار پر چشم پوشی کرنیکے بجائے اوس نے وزیر سے ان بیگمات کے لئے جاگیرات کے عوض میں جن پر اب اونکا حق باقی نہ رہا تھا معقول وظائف مقرر کرائے۔

لکھنو واپس ہونیکے بعد وزیر کی ہمت نے اوسکا ساتھ نہ دیا اور وہ پیچھے ہٹنے لگا اوسکی ماں یعنی خاص بیگم ایک سخت دل اور تیز مزاج عورت تھی۔ آصف الدولہ نے جدید معاہدے کی تکمیل میں ٹال مٹول شروع کر دی لیکن ہیسٹنگز نے برطانوی رزیڈنٹ اور برطانوی افواج کو اودھ سے واپس بلانیکی دھمکی دیکر اوسے اپنے وعدے سے نہ ہٹنے دیا۔ مڈلٹن برسٹو کی جگہ دوبارہ وہاں رزیڈنٹ مقرر ہو گیا تھا اوسے ہدایت کی گئی کہ ریاست کے کمزور فرمانروا سے اب کسی قسم کی تاخیر کو وہ روا نہ رکھے۔ ہیسٹنگز کو اپنے ذاتی تجربے کی بنا پر اس امر کا یقین ہو گیا تھا کہ بیگمات کو اپنے عزیز سے اب کسی ترحم وعنایت کی توقع نہیں رکھنی چاہئے۔ اس بات کا ثبوت بہم پہنچا دیا گیا اور مجلس اعیان نے اوسے تسلیم بھی کر لیا کہ اونھوں نے چیت سنگھ کو مالی وفوجی امداد دی اور اپنے فرمانروا کے خلاف بغاوت کی۔ اس خیال سے کہ جس بغاوت کا وہ ذکر کر چکا ہے اوسکی تصدیق ہو جاوے اور مڈلٹن کو اوسکے ارادوں سے آگاہی ہو جاوے اوس نے امپی کو جو اوس سے اکتوبر میں بنارس ملنے آیا تھا اس بات پر راضی کر لیا کہ وہ لکھنو تک چلا جاوے۔ امپی وہاں پہنچا۔ رزیڈنٹ سے اوس نے گفتگو کی اور چند حلفیہ بیان خود قلمبند کئے۔ تعجب ہے کہ اس قدر صاف کارروائی کو اوسکے خلاف جرم قرار دیا گیا۔ اس سے زیادہ تعجب خیز امر یہ ہے کہ میکالے نے شریڈن وبرک کی رائے سے اتفاق کیا۔

فروری سنہ ۱۷۸۲ء میں ہیسٹنگز کے کلکتے واپس ہونے سے قبل ہی وزیر نے چنار کے معاہدے کی تکمیل کے لئے ہمت کر لی۔ باوجود فوجی مقابلے کے جاگیرات پر قبضہ کر لیا گیا۔ برطانوی فوج فیض آباد کے قلعے میں داخل ہوئی اور دو خواجہ سراؤں سے جو بیگمات کے

خاص منتظم تھے تشدد۔ اسیری اور ہتکڑی و بیڑی کے زور سے مرحوم وزیر کے خزانے کا پتہ
لگا لیا گیا۔ جو روپیہ یہاں نکلا وہ کلکتے منتقل کر دیا گیا اور جو بقایا اسکے بعد باقی رہا اوسکی ادائی
ضبط شدہ جاگیروں کی مالگزاری سے طے پائی۔ چند ماہ کی اسیری اور تشدد کے بعد جسکے بیان میں
ہیسٹنگز کے مخالفین نے حد درجہ مبالغے سے کام لیا ہے دونوں نوکروں کو دسمبر میں
آزاد کر دیا گیا۔ بیگمات جنکی نہ توہین ہوئی تھی اور نہ جنھیں کسی قسم کی تکلیف پہنچی تھی وہ ہیسٹنگز کے
مقدمے کے وقت اوسے دوستانہ خط لکھنے کے لئے زندہ رہیں جب ۱۸۰۳ء میں لارڈ ویلنشیا
(Lord Valentia) نے لکھنؤ کی سیر کی تو اوس وقت بھی چھوٹی بیگم صاحبہ زندہ تھیں
اور وہ خوب مالدار تھیں اور عیش سے زندگی بسر کرتی تھیں ان میں سے ایک خواجہ سرا صاحب
بھی زندہ تھے یہ بھی خوب موٹے۔ ہٹے کٹے اور مالدار تھے۔

چیت سنگھ کے معاملے میں و نیز اس معاملے کے ہر کام میں مجلس نظما نے ہیسٹنگز سے
اختلاف کیا اور بعد میں جو مقدمہ اوس پر چلایا گیا اور جس میں وہ بالآخر بری ہوا اوس میں
بھی اسے جرم قرار دیا گیا۔ بیگمات کو اس طرح سے محروم کرنے سے اوسکے دشمنوں کو
اوسکے خلاف غل مچانے اور مبصرین کو لا متناہی مباحث کے لئے مزید مواد مل گیا۔ ہیسٹنگز
نے جو کام کیا یا جسکی منظوری دی وہ برک اور اوسکے ساتھیوں کے نزدیک لازمی طور پر غلط تھا۔
سرکاری ضروریات کے سوا بھی ہیسٹنگز کو شبہہ کرنیکی گنجایش تھی کہ بیگمات کمپنی کے خلاف
جنگ کر رہی تھیں اور اونکا وجود و وقار اودھ کے امن و امان کے منافی تھا۔ جاگیروں کی
ضبطی ایک نہایت معقول اور مصلحت آمیز تدبیر تھی جس میں ایک عرصے سے نامناسب تاخیر
ہو رہی تھی۔ بیگمات نے اپنے فرمانروا اور انگریزوں کے خلاف جو طرز عمل اختیار کیا
اوس سے اونکے روپیہ کی ضبطی جائز اور بجا ہوگئی۔ جہاں تک کہ خواجہ سراؤں کے ساتھ
سختی سے پیش آنے اور اونکے ساتھ بدسلوکی کرنیکا سوال ہے ہم ہیسٹنگز کو اون زیادتیوں کا
جو اونکے ساتھ کی ہی نہیں گئیں اور اوس بدسلوکی کا جسکا اوسے اوس وقت علم تک نہ تھا
کیونکر ذمہ دار قرار دیا جا سکتا ہے اودھ اوس وقت تک ایک آزاد و خود مختار ریاست تھی
جس پر ایک آزاد فرمانروا حکمران تھا لہذا ہیسٹنگز نے اپنے حلیف کے ہر ذیلی کام میں
دخل دینے کا خود کو مجاز نہ سمجھا۔

ہیسٹنگز کے دشمنوں نے اوسے جس قدر حریص اور ناعاقبت اندیش ظاہر کیا ہے

بارھواں باب

ایک شاندار حکومت کی معراج

۱۷۸۱-۱۷۸۵

جس زمانے میں گورنر کے خلاف انگلستان میں نیا مواد تیار کیا جا رہا تھا وہ مشرق بعید میں اون کارہائے نمایاں کو انجام دیرہا تھا جو انگلستان کے ایک غیر یقینی جنگ کے طوفان اور اوسکی سیلابی حالت میں تنہا تشفی بخش امور تھے۔ فرنسس اوسکے خلاف اس قدر زہر اُگل رہا تھا کہ وہ ملٹن (Milton) نے بیلیل (Beliol) کی اور پوپ نے اپنی تصنیف میں مینڈک Pope's fameliar toal کی جو خاصیت بیان کی ہے اوس سے وہ بآسانی مقابلہ کرسکتا تھا۔ محض فرنسس کی چالوں سے ہی برک ہیسٹنگز کی مخالفت پر آمادہ نہیں ہوا بلکہ اوسکے بھائی ویلیم کے خطوط نے بھی اوسے خوب اوبھارا۔ یہ شخص اوس وقت راجہ تنجور کے دربار میں نیابت کا کام انجام دیرہا تھا اور لارڈ میکارٹنی کے جو تنازعات مجلس اعلیٰ سے ہوئے اون میں شریک تھا۔

۱۷۸۲ء میں لارڈ راکھنگم (Lord Pockingham) کی وزارت نے لارڈ نارتھ کی جگہ لی جس میں برک کی جماعت کا بول بالا تھا۔ ڈنڈس کی مدد سے اونھوں نے ہیسٹنگز کے خلاف مجلس مبعوثان میں اظہار نفرت کی قرارداد منظور کرالی اور مجلس نظما نے غلاموں کی طرح اوسے واپس بلانیکا فیصلہ کردیا جولائی میں لارڈ شیلبارن (Lord Shelborn) کی وزارت نے جائزہ لیا اور مجلس سرمایہ داراں دوبارہ اپنے قدیم رفیق کی حمایت کے لئے کھڑی ہوگئی اور اونھوں نے دوسروں کی غلطیوں اور بدکرداریوں کے لئے اوسے بھینٹ چڑھانے سے انکار کردیا۔ ۲۲ر اکتوبر کو اوسکی واپسی کی جو قرارداد منظور ہوگئی تھی وہ ۱۳ر کو رد کردی گئی۔ مجلس سرمایہ داروں نے نہایت صاف الفاظ میں نظما سے کہدیا کہ اپنے احکام کی غلطیوں کی تمام ذمہ داری ہیسٹنگز پر ڈالنا چاہتے ہیں۔ اونھوں نے اعلان کردیا کہ ہیسٹنگز امن قائم کرنیکے لئے حتی الوسع کوشش کررہا ہے۔ حیدر اور فرانسیسیوں کے خلاف جنگ میں جو طرز عمل اوس نے اختیار کیا وہ ہر لحاظ سے قابل ستائش ہے اور اس قدر نازک وقت میں

اگر وہ اسکا نصف بھی ہوتا تو وہ اس قدر روپیہ سمیٹ کر اپنے گھر لیجاتا کہ کسی کی حرص وطمع اوسکا خیال تک نہ کر سکتی اور اوسکے زور سے اپنے ہر معاملے میں مجلس مبعوثاں کو اپنے موافق کر لیتا۔ آصف الدولہ نے جو دس لاکھ روپیہ اوسے چنار میں پیش کیا۔ کم از کم اسے تو وہ ضرور اپنے پاس رکھ لیتا لیکن اوسے اپنی جیب میں رکھنے کے بجائے اوس نے نظما کو یقین دلایا کہ جب تک وہ خاص طور پر اپنی خوشی سے یہ روپیہ اوسے عطا نہ کریں گے وہ اسے اونکے کام میں ہی صرف کریگا۔ نظما نے اس کی قطعی کوئی پروا نہ کی۔ اوس نے ایک ایک روپیہ کا حساب داخل کیا لیکن مجلس مبعوثاں نے اس رقم کو بھی اوسکے خلاف ایک جرم قرار دیا جسے مجلس اعیان نے رد کر دیا۔

وزارت سابق وزارت کے مقابلے میں اوسکی کم مخالف تھی لیکن اپنی کمزوری کی وجہ سے وہ اوسے کوئی معقول مدد نہ دے سکتی تھی۔ اپریل میں اوسکی جگہ لارڈ نارتھ اور فاکس کی وزارت قائم ہوگئی اور اس میں فرانسس کے ترجمان اور نمایندے کو بھی جگہ مل گئی۔

اس قسم کا اتحاد ہیسٹنگز اور مجلس نظما دونوں کے لئے شگون بد تھا لیکن خود شاہ جارج گورنر کو ایسی حالت میں جب کہ ہندوستان میں اوسکا کام باقی تھا واپس بلانیکی حماقت سے بخوبی آگاہ تھا بادشاہ کو وہگ سردار اور اوسکی جماعت سے جو نفرت تھی اوس کی وجہ سے فاکس کے انڈیا بل کی ناکامی یقینی ہوگئی اس مسودہ قانون کا خاص مقصد یہ تھا کہ حکومت ہند کو کمپنی سے نکال کر سات نظما کے تحت رکھا جاوے اور ان نظما کا تقرر راست وزارت کی طرف سے ہو اور صرف پارلیمنٹ کی درخواست پر وہ علحدہ ہوسکیں۔

باوجود برک کی فصاحت اور مجلس مبعوثان کی کثرت کے مجلس اعیان نے مسودہ قانون کو رد کردیا اور سنہ ۱۷۸۴ع کے اوائل میں ولیم پٹ کی جدید وزارت قائم ہوگئی نومبر سنہ ۱۷۸۴ع میں مجلس سرمایہ داران نے تقریباً بالاتفاق ہیسٹنگز کی متعدد اور غیر معمولی و بیش بہا خدمات کے صلے میں اوسکا شکریہ ادا کیا۔ سابق وزارت نے اپنی شکست کا سہرا ہیسٹنگز اور اوسکے دوستوں کے ہی سر رکھا۔ جدید وزارت میں اکثر و بیشتر اوسکے دوست تھے اور سوائے ڈنڈاس کے اوسکا کوئی مخالف نہ تھا۔ ڈنڈاس جو اوسکے خارجی مسلک کی برابر مخالفت کرتا رہا تھا وہ بھی حکمت عملی اور میدان جنگ دونوں میں اوسکی کامیابی دیکھکر دنگ رہ گیا۔ سجر اسکاٹ سے اوسکے یہ الفاظ تھے کہ "مجھے یقین تھا کہ وہ مرہٹوں سے صلح نہ کرسکیگا لیکن میرا خیال غلط نکلا۔ کرناٹک کو مدد دینا اور اوسے نجات دلانا۔ بنگال کی آمدنی میں اضافہ کرنا۔ ہر کام میں اوسکا جوش اور مستعدی ظاہر کرنا یہ سب باتیں ہر لحاظ سے قابل ستائش اور شہنشاہ کے وزرا کی ہر ممکنہ اعانت کی مستحق ہیں۔

سنہ ۱۷۸۳ع میں سخت علالت سے اوس نے رہائی پائی جس میں وہ گزشتہ سال مبتلا ہوا تھا اور جسکی وجہ سے چند ماہ تک اوسکے انتظامی کام رکے رہے۔ اس وقت دہلی کا برائے نام شہنشاہ بنگال کے فرمانرواؤں کے سامنے ہاتھ پھیلا رہا تھا ہیسٹنگز نے اس خیال سے کہ جس قدر ممکن ہو اوسکی مدد کرنی چاہئے۔ دو انگریز سفیر اوسکے دربار میں بھیجے۔ اوکی رپورٹ سے ہیسٹنگز کو اس امر کا یقین ہوگیا کہ جس قسم کی مدد مادھوجی سندھیا اوسے

اوسے واپس بلانا کمپنی اور قوم کے مفاد کے سخت منافی ہوگا"
گزشتہ مئی میں مجلس معبوثان کے فیصلے کی بنا پر اسی کو ۱۷۸۳ء کے اوائل میں واپسی کا حکم ملا۔ یہ بھی فرنسس کے ترکش کا ہی تیر تھا۔ ہیسٹنگز کے مسلک پر انڈیا ہاوس نے جو تنقید کی اوسکا اوس نے نہایت سخت اور حقارت آمیز جواب دیا۔ انگلستان والوں نے اوسے اس قدر پیچیدہ معاملات میں پھنسا دیا تھا کہ اگر وہ سب صحیح نکلتے تو اون تمام سرکاری نقصانات کی بنا پر جو ان سے ظہور میں آتے ہیسٹنگز کو کبھی موت سے کم کی سزا نہ ملتی۔ چیت سنگھ کے معاملے میں جو بیانات پیش ہوئے اون سب سے ہیسٹنگز نے صاف انکار کر دیا۔ اوس نے کہا کہ جس شخص کو آپ نے ہندوستان کے فرمانرواؤں میں شمار کیا ہے اگر وہ اسے سنے تو وہ خود اس قدر خلاف توقع اعزاز پر متحیر ہوگا" اوس نے نظا پر طعنہ مارا کہ "آپ تو اپنے خلاف ہی چیت سنگھ کے وکیل بن گئے ہیں۔ باوجود اون تمام دقتوں کے جو مجھے پیش آتی رہیں جنکے لئے میں آپکا ممنون ہوں مجھے یقین ہے اور میں خوشی کے ساتھ اسکا اظہار کرتا ہوں کہ کمپنی کے آئندہ دور میں میرا دور کمپنی کے مفاد اور برطانوی اعزاز و وقار کے لئے کچھ کم مفید ثابت نہ ہوگا" محض اپنے آقاؤں کے احسان کی قدردانی کی وجہ سے وہ وفاداری کے ساتھ اپنا کام انجام دیتا رہا۔ اب صرف یہ باقی رہا کہ جس وقت بھی وہ کمپنی کے معاملات کو نقصان پہنچائے بغیر مستعفی ہو سکے ہو جاوے۔ اور اگر چیت سنگھ کے بحال کرنیکا حکم ہو تو اوسے فوراً مستعفی ہو جانا چاہئے۔
مارچ ۱۷۸۳ء میں جو راست چیلنج اوس نے دیا اوسے مستعدی سے قبول نہیں کیا جا سکتا تھا۔ چیت سنگھ جلاوطن کی حیثیت سے گوالیار میں آرام کرتا رہا۔ اور بنارس ایک برطانوی صوبہ بن گیا۔ ہیسٹنگز مزید دو سال تک کام چلاتا رہا۔ اس زمانے میں اوسے مزید اشتعال بھی ملتا رہا لیکن وہ کمال صبر کے ساتھ اپنے مفید کاموں میں مشغول رہا۔ مجلس کے اجلاسوں میں میکفرسن اور اصطبلس (Stebles) اوسکی مخالفت برابر کرتے رہتے تھے وہیلر پر بھی اوسے پورا بھروسا نہ تھا۔ مدراس کے گورنر کو جو حکم بھی کلکتے سے ملتا اوس پر وہ چراغ پا ہوتا اور جل بھن کر گورنر جنرل کے خلاف شکایتوں کا طومار باندھتا اور نظا کو اوس سے بدظن کرتا تھا۔ لکھنو اور بنارس میں ہیسٹنگز کے نائبوں کے بجائے فرنسس کے دوست اور انڈیا ہاوس کے آوردے پھر متعین ہو گئے۔ وطن میں لارڈ شیلبارن کی

دینا چاہتا ہے اوس پر شاہ عالم انگریزوں کے اتحاد کو ترجیح دیگا لیکن کمزور اور مخالف ساتھیوں کی وجہ سے ہیسٹنگز کو اسکا بھی یقین ہو گیا کہ وہ ان میں داخل ہو کر کوئی خاص مفید کام انجام نہیں دے سکتا۔ بابر کے خاندان کے تحت جو ولایتیں اس وقت تھیں اون میں دوسرے سال سندھیا اوسکے نائب کی حیثیت سے حکومت کرنے لگا۔

لارڈ میکارٹنی نے گستاخی سے مجلس اعلےٰ کے احکام کی توہین کی تھی اور نواب ارکاٹ کے معاملے میں ٹیپو سے گفت و شنید کرنے میں اوسکے احکام کی خلاف ورزی کی تھی۔ اگر ہیسٹنگز کے ساتھی اوسکی مدد کرتے تو وہ یک لخت برخاست ہو جاتا اور ان سب باتوں کا خاتمہ ہو جاتا بنارس میں فاک کی بد انتظامی کو اوس نے نہایت صبر سے برداشت کیا۔ برسٹو کی ناجائز مداخلت سے لکھنؤ میں نواب کے وزرا کو بجا طور پر شکایت پیدا ہوئی جس سے ہیسٹنگز کے اون تمام کاموں کا خاتمہ ہو گیا جو حکومت اودھ کی بہتری کے لئے وہ انجام دینا چاہتا تھا۔ اوسکے ساتھیوں نے نواب وزیر کے خلاف برسٹو کو مدد دی۔ بالآخر جنوری ۱۷۸۴ء میں وہیلر نے اوسکا ساتھ چھوڑا اور وہ واپس بلا لیا گیا۔ دوسرے مہینے کے وسط میں ہیسٹنگز نے بنارس اور لکھنؤ کا آخری دورہ شروع کیا۔

اس وقت اوسکا دوست ابھی وطن روانہ ہو لیا تھا جہاں پہنچکر وہ اون تمام مقدمات میں جو برک اور فرانسس اوسکے خلاف پیش کر چکے تھے فتح حاصل کرنیوالا تھا۔ اہلیہ ہیسٹنگز کو بھی جسکی صحت میں چند ماہ سے خرابی ہو رہی تھی اور اسی وجہ سے اوسکی تشویش بڑھ رہی تھی وہ خیرباد کہہ چکا تھا جو ذات اوسکی دوست۔ اوسکی راز دار۔ اوسکی آنکھوں کا نور اور اوسکے دل کا سرور رہ چکی ہو اوس سے ایک سال کیلئے بھی جدا ہونا اوسکے لئے سخت تکلیف دہ اور صبر آزما تھا۔ اوسے اوسکے ساتھ سفر کرنیکی توقع تھی لیکن محض ذمے داری کے احساس نے اوسے ایک سال اور اس نا قدری کے کام میں مشغول رکھا۔ ٹیپو سے صلح ہونی ابھی باقی تھی۔ میکارٹنی سے جھگڑا چل رہا تھا۔ شمالی ہند میں قحط شروع ہو گیا تھا جو بنگال تک دھاوا کرتا نظر آتا تھا اودھ میں بھی اسکا اثر ضرور نمایاں تھا۔

پٹنہ میں اوس نے اپنے عزیز کپتان ٹرنر (Captain Turner) سے جسے اوس نے ایک سال قبل تبت کے کم سن لاما کے پاس وفد پر بھیجا تھا۔ ملاقات کی۔ بکسر سے بنارس تک کے سفر میں اوسے قحط کے اثرات دیکھکر سخت رنج ہوا اور قابل رحم مصیبت زدوں کی داستان سنتے سنتے وہ تھک گیا۔ بنارس شہر کی حالت محمد رضا خاں کے انتظام کی وجہ سے اچھی تھی

لیکن گرد و نواح کے علاقے قحط اور عہدہ داروں کی بد انتظامی کے شکار تھے۔ مقامی حکومتوں کی اصلاح کے لئے اوس نے ایک نہایت معقول تجویز اپنی مجلس کو بھیجی۔ لکھنؤ میں اوس نے اپریل سے اگست کے وسط تک قیام کیا۔ وزیر کی مالی حالت کو سنبھالنے میں وہ کامیاب ہوا۔ حکومت دو قابل اور معتبر وزیروں کے تحت کر دی گئی فیض آباد میں بیگمات کو اونکی جاگیر کا کچھ حصہ واپس دیکر اونھیں اوس نے اپنا دوست بنایا۔

ستمبر میں ہیسٹنگز پرشور گنگا کو عبور کر کے بنارس پہنچا۔ نوعمر شہزادہ جوان بخت جو اپنے باپ کو مصیبت سے نجات دلانیکے لئے دہلی سے لکھنؤ مدد حاصل کرنیکی غرض سے آیا تھا وہ بھی اوسکے ساتھ تھا۔ ہیسٹنگز کو اپنے نوعمر مہمان سے محبت ہوگئی اور اوسکے حال کو دوستانہ طور پر نہایت دلچسپی سے اوس نے سنا۔ لیکن اوسے وہ صرف یہ نصیحت کرسکا کہ وہ فوراً امکان واپس ہو اور اوسکے دار الخلافت میں جو سازشیں اور لڑائیاں ہیں اون سے اپنے باپ کو محفوظ رکھنے اور مغلوں کی سلطنت کو سکھوں کے پنجوں سے بچانے کے لئے وہ سندھیا کی طرف رجوع ہو۔ اوس نے اپنی بیوی کو جو ایک عرصۂ دراز تک اوسکے سرکاری کاموں اور ذاتی معاملات میں اوسکی رفیق رہی تھی اس زمانے میں جو خطوط لکھے وہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں اپنی زندگی کے متعلق وہ لکھتا ہے کہ "میں کھانے میں احتیاط کرتا ہوں۔ رات کو کھانا کبھی نہیں کھاتا۔ دس بجے تک بستر پر آجاتا ہوں۔ صبح چھ بجے ناشتہ کرتا ہوں۔ روزانہ ٹھنڈے پانی سے غسل کرتا ہوں اور جب لکھنؤ میں تھا تو دن میں دو بار غسل کرتا تھا۔" حالانکہ اوسکے دماغ پر اب بھی کافی بوجھ تھا لیکن جس کام میں وہ مشغول تھا وہ ہلکا۔ سیدھا اور ایک ہی نوعیت کا تھا جس میں کوئی خاص وقت نہ تھی۔ اور اگر یہ خیال نہ کیا جاوے کہ ہر شخص اوسکے خلاف سازشیں کر رہا تھا اور اوسے مغالطے میں ڈال رہا تھا تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہر طبقے کے لوگ اوس سے خوش تھے۔ اس وجہ سے نہیں کہ اوس نے ہر ایک کے ساتھ کچھ سلوک کیا تھا بلکہ اس وجہ سے کہ کسی کے ساتھ اوس نے برائی نہ کی تھی۔

وہیلر کے انتقال کی خبر سنکر وہ عجلت کے ساتھ کلکتے واپس ہوا۔ بنارس میں جہاں اوس نے شہزادے کو رخصت کیا خالی مٹیالے رنگ کے کھیت اب ہرے بھرے نظر آتے تھے اور اچھی فصل کی توقع دلاتے تھے۔ حکومت کی خرابیوں کو دور کرنیکے لئے جو تدابیر اوس نے اختیار کی تھیں وہ بار آور ہو رہی تھیں ۔ نومبر کو وہ کلکتہ پہنچا۔ انڈیا ہاؤس کی

خفگی کا خط اوسکے لئے وہاں موجود تھا۔ اسکے بعد ہی پٹ کے انڈیا بل کی خبر ملی جس سے کمپنی بلحاظ اپنی سیاسی حیثیت کے راست وزارت کی مجلس کے ماتحت ہوگئی۔ ہیسٹنگز نے محسوس کیا کہ پٹ نے اپنے بل کی تائید میں جو تقریر کی اوسکا ایک حصہ اوسکے خلاف تھا۔ درحقیقت وہ مخمصہ کی حالت سے تنگ آگیا تھا بل کے مطالعہ کرنیکے بعد اوسے یقین ہوگیا کہ اوسکے استعفے کی ہر ایک کو توقع ہے اور ہر شخص کی یہی خواہش نظر آتی ہے۔ اوس نے یہ طے کر لیا کہ جسوقت میکفرسن اُن تمام جدید انتظامات کی جو اوس نے نواب اودھ سے طے کئے تھے پابندی کرنیکا وعدہ کریگا۔ وہ وطن روانہ ہوجاوے گا اوس نے اپنی بیوی کو لکھا کہ "اب میں کسی کی رائے کا انتظار نہیں کرونگا۔ مجھے اب اونھوں نے آزادی دیدی اور میری خوشی کا اب سودا ہوگیا"۔

بحیثیت گورنر جنرل کے اوسکا آخری کام اُن فوجوں کا معائنہ کرنا تھا جو کمال شجاعت کے ساتھ کرنل پیرس کی کمان میں حیدر علی اور اوسکے بیٹے سے لڑی تھیں۔ جس وقت وہ نیلگوں رنگ کے کوٹ میں ننگے سر گھوڑے پر سوار ہوکر مونڈ لگے ہوئے خاکی لباس پوش سپاہیوں کی واپس شدہ قلیل تعداد کے سامنے سے گزرا تو اونھوں نے خوشی کی تالیوں سے اسکا استقبال کرکے بنگال کی فوج پر اوسکا اثر ثابت کردیا۔

پیرس اور اوسکے دو ماتحت افسروں کو اعزازی شمشیریں عطا ہوئیں اور کرنل سے جسے وہ فخر کے ساتھ اپنا دوست کہا کرتا تھا اوس نے درخواست کی کہ وہ اپنے ماتحت عہدہ داروں اور سپاہیوں کا اونکی کارگزاری کے صلے میں عوام کے سامنے شکریہ ادا کرے۔ گارڈ کے سپاہی بھی محروم نہ ہوئے۔ ہر سپاہی جو جنوبی یا مغربی جنگ میں شریک ہوا تھا اوسے تمغہ عطا ہوا اور ہر فوج کے ہر سپاہی کی تنخواہ میں خواہ وہ کالا ہو یا گورا معقول اضافہ ہوا۔ ہیسٹنگز نے اپنے زمانہ کے آخر سال میں ایشیاٹک سوسائٹی کی بنیاد ڈالی جسکا پہلا صدر سر ولیم جونس ہوا جو بعد میں بنگال کی عدالت العالیہ کا دوسرا میر مجلس ہوا وارن ہیسٹنگز پہلا انگریز تھا جس نے بنارس کے پنڈتوں کو ادب سنسکرت کے خزانے کھولنے اور ہندو شاستر میں مدد دینے پر راضی کیا۔ اوس نے ہالہیڈ۔ انڈرسن اور ہیملٹن (Halhed, Anderson, Hamilton,) جیسے ماہران فن اور علمی ذوق والوں کو ہندو شاستر اور مسلم شرع کے ترتیب دینے کی ترغیب دلائی۔ ادب علوم وفنون وسائنس

Imhoff ہر ایک میں اوس نے اپنا ذوق ظاہر کیا اور ہر ایک کی سرپرستی کی۔ امہاف
Zoffany ہی تنہا مصور نہ تھا جس نے اوسکی فیاضی اور اثر سے مشرق میں نام پیدا کیا۔ ذوفانی
مصور نے اوسکی آخری شام کی دعوت کی تصویر کلکتے کے جدید سینٹ جان کے گرجا کے لئے
کھینچی جسکا سنگ بنیاد وہیلر نے اوسکے نائب کی حیثیت سے اپریل ۱۷۸۴ء میں رکھا۔
اوسکے ہندوستان کے قیام کے آخری چند ہفتے باقیماندہ سرکاری کاموں کے ختم
کرنے تخفیف مصارف اور اصلاح کے لئے تجاویز پیش کرنے الوداعی اڈریس وصول کرنے
اور حکومت کے حلیف ہندوستانی فرمانرواؤں اور رئیسوں کو خطوط لکھنے میں صرف ہوئے۔
یکم فروری ۱۷۸۵ء کو اوس نے فورٹ ولیم اور سرکاری خزانے کی کنجیاں اپنے نائب
سر جان میکفرسن رکن مجلس کے حوالے کیں۔ نہایت صاف دلی اور کمال تلطف کے ساتھ
اوس نے اپنے ساتھیوں کو خدا حافظ کہا۔ جب وہ آخری مرتبہ اپنے علی پور والے مکان میں
جو بعد میں بنگال کے لفٹنٹ گورنر کا مسکن ہوا داخل ہوا تو اوسکے دوستوں اور مداحوں کے
ہجوم نے اوسکا استقبال کیا۔ سہ پہر میں اوسکے تین رفیق دوست اوسکے ساتھ گھاٹ پر گئے
اور وہاں سے دریا کے راستے سے کجری (Kijri) تک اوسکے ہمرکاب رہے۔ ۸ فروری ۱۷۸۵ء
کو اونھوں نے اوسے بیرنگٹن (Berrington) جہاز میں سوار کیا جو اوسے اوسکے وطن کی
اوس سرزمین پر لیجانیوالا تھا جسکا دیدار اوسے سولہ سال سے نصیب نہ ہوا تھا۔
ان صفحات سے ظاہر ہو گیا کہ وارن ہیسٹنگز نے بنگال میں تیرہ سال حکومت کر کے
اپنے آقاؤں کی کیا خدمت انجام دی۔ ۱۷۷۲ء میں یہ وسیع اور زرخیز صوبہ اوسے مصیبت و نکبت
اور عام انتشار کی حالت میں ملا تھا۔ تجارتی گوداموں اور برطانوی چھاؤنیوں کے باہر
طوفان بے تمیزی برپا تھا۔ قانون۔ انصاف و انتظام کا وہاں نام تک نہ تھا۔ ہر جگہ زبردست
زیردست پر ظلم کرتا تھا۔ نواب کے عہدہ دار اور انگریزوں کی تجارتی کمپنی کے ملازم دونوں
رعایا کو لوٹ گھسوٹ کر تباہ کر رہے تھے۔ ملک میں قحط و جنگ سے جو کچھ بچ رہتا وہ قزاق
و رہزن اور عمال لوٹ کر لیجاتے تھے۔ نواب کی حکومت کو قدرت نہ تھی کہ وہ کسی مفید کام
کے لئے ہاتھ تک اوٹھا سکے اور کمپنی کی حکومت کا مدار بارک اور گوداموں کے باہر کسی
قانون و قاعدے پر نہ تھا۔ اور بنگال کو جو خطرات اس وقت درپیش تھے اونکی مدافعت کیلئے
بھی اونکے پاس کوئی خارجی مسلک نہ تھا۔

ان سب کو راہ راست پر لانے اور جدید انتظامات کو عمل میں لانیکا اوس نے بیڑا اوٹھایا۔ مقامی و خارجی مسلک میں جو تبدیلیاں اوس نے کیں اون سے برطانوی عہد کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔ اوسکے دور سے قبل برطانوی مقبوضات کے کسی حصے میں ایسی حکومت نہ تھی جسے صحیح معنوں میں حکومت کہا جا سکے۔ جو مواد ایک ڈھیر کی طرح بیکار پڑا ہوا تھا اوسے اپنی ذہانت و کارگزاری سے ایک مستقل اور معقول سانچے میں ڈھالدیا۔ حکومت کا جو ڈھانچہ اوس نے اون تیرہ سال میں قائم کیا اوسکا خاکہ اب تک موجود ہے۔ مجلس اعیان کے روبرو اوس نے اپنے تحریری بیان میں کہا کہ "سرکاری کام کی اور حکومت کے مختلف شعبوں کی جو کچھ تقسیم اس وقت موجود ہے وہ میری ہی کی ہوئی ہے۔ محکمۂ مال۔ بنگال اور اوسکے ماتحت علاقوں کی سول و فوجداری عدالتیں۔ اور صوبۂ بنارس کا دستور یہ سب میرے ہی قائم کئے ہوئے ہیں۔ افیون اور نمک دونوں کو میں نے ہی سرکاری آمدنی کا ذریعہ بنایا ہے ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ اوس زمانے میں جبکہ برطانوی شہنشاہی کا ہر دیگر حصہ اندرونی بدانتظامی یا بیرونی جنگ میں مبتلا تھا میری حکومت کا علاقہ ہر لحاظ سے محفوظ پرامن اور سرسبز و شاداب تھا۔

ہیسٹنگز نے بنگال میں ایک زبردست اور مستقل حکومت ہی قائم نہ کی بلکہ ہندوستان کی خاص سیاسی طاقتوں میں کمپنی کو ایک اعلیٰ رتبے پر پہنچادیا۔ اوس نے فتوحات نہ کیں بلکہ اپنے عہد ناموں۔ اور معاونتی معاہدوں سے ہر اوس طاقت کے لئے جو انگریزوں کی مشرقی سلطنت کے عروج میں رکاوٹ پیدا کر سکتی تھی کامل تباہی کے سامان مہیا کر دیئے۔

جس تحریری بیان کا ابھی اوپر ذکر ہو چکا ہے اوسکے ایک حصے سے اوس کے عہد کے خاص خاص کاموں کا صحیح اندازہ ہوتا ہے۔

"دوسروں کی قوت کو اپنا بنایا۔ آپکی جو سلطنت اس وقت وہاں قائم ہے اوسے میں نے ہی بڑھایا۔ میں نے ہی اوسے مستحکم کیا۔ آپکے دوسرے مقبوضات کی اعانت وحفاظت کے لئے میں نے معقول فوجیں غیر مانوس ملکوں کے راستوں سے بھیجیں اور اون میں کفایت کو ملحوظ رکھا۔ آپکے ایک علاقے کا اعزاز و وقار دوبارہ قائم کیا اور دوسرے کو تباہی اور غلامی سے بچایا۔ میں نے اون جنگوں کو نباہا جو آپکی یا دوسروں کی

پیدا کی ہوئی تھیں اور جن میں میرا قطعی دخل نہ تھا۔ میں نے ہندوستان کے حصّے کے ایک خاص رکن (یعنی نظام) کو مناسب موقع پر اپنے ساتھ ملا لیا اور اسکے علاوہ ایک اور سے راز میں مراسلت کی اور آخر میں اوسے (یعنی مادھوجی بھونسلا) اپنا دوست بنالیا۔ اور تیسرے (یعنی سندھیا) کو مراسلت سے اور بہلا پھسلا کر اوس جتھے سے نکالا اور امن قائم کرنے میں اوس سے مدد لی۔ ایک بڑی ریاست (یعنی مرہٹوں) سے صلح اور اپنے نزدیک ایک دیرپا صلح کی اور ایسے معقول ذرائع میں نے پیدا کئے جنکی بدولت اگر دیرپا نہیں تو کم از کم وقت کے لحاظ سے مناسب و معقول صلح دوسری ریاست (یعنی میسور) سے ہوگئی۔"

جب ہم اون حالات کا لحاظ کرتے ہیں جن میں یہ سب کام ایک ایسے شخص نے انجام دئے جسے کوئی سابق تجربہ نہ تھا جسکے ہر کام میں اوسکے مخالف اور مشتبہ ساتھی جھگڑالو اور غیر معتبر ماتحت۔ کمزور۔ بیوفا اور بددل حلیف مشتبہ مجلس نظما مخالف اراکین مجلس عوام رکاوٹ پیدا کرتے تھے جس سے وزرا اپنے سیاسی شطرنج کے کھیل میں پیادے کا کام لیتے تھے ہم تعجب کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ وہ کس قدر زبردست ذہانت۔ انتہائی صبر۔ اور اعتقاد و توکل کا شخص تھا جو باوجود تمام دقتوں کے اپنی معاملہ فہمی۔ زبردست اور پھر مصلحت آمیز قوت ارادی کے بل پر اس قدر مفید اور کثیر کاموں کو تن تنہا نیک انجام پر پہنچا گیا۔ میکا لے جو اپنے نزدیک اوسے دوسروں کے حقوق کی حفاظت اور مظلوموں کی ہمدردی کا اہل تصور نہیں کرتا (جو ایک غیر واقعہ امر ہے) وہ بھی اوسکی مدبری اور اوسکی حکومت کی کارگزاری کو تسلیم کرتا ہے اور اوسکی غیر مغلوب شجاعت و جرأت۔ قابل قدر افلاس سرکاری کاموں میں اوسکی انتہائی دلچسپی اور اوسکی شریفانہ منصف مزاجی کی جو قسمت کی انتہائی نیرنگیوں میں پوری اوتری تعریف کرتا ہے۔

محنت و مشقت اور سرکاری کاموں کے انہماک میں ڈلہوزی بھی اوس سے سبقت نہ لیجا سکا۔ حکومت کے معاملات میں جو جرأت اوس نے ظاہر کی وہ بے مثل ہے کیونکہ جو کٹھن وقت اوس پر پڑے اور جو دقتیں اوسے اوٹھانی پڑیں وہ اوسکے جانشینوں کو پیش نہ آئیں۔ اگر یہ تسلیم کرلیا جاوے کہ اپنے طولانی عہد میں اپنی لاعلمی یا نامکمل اطلاع کی بنا پر اوس نے غلطیاں کیں۔ یا کبھی اوس نے اپنی رائے تبدیل کی یا وہ اپنے احساسات و تعصبات سے متاثر ہوا اور اگر اوس نے کبھی غلط رائے قائم کی اور غلط کام بھی کیا تو

ہوریس ولسن (Horace Willson) کی رائے کے مطابق اوسکا لحاظ رکھنا چاہئے کہ وہ بھی دوسروں کی طرح ایک انسان ہی تھا لیکن بقول ولسن اوسے دوسرے انسانوں کی طرح جانچا نہیں گیا۔ اوسکی ہر غلطی۔ اوسکی ہر غلط فہمی۔ اوسکی ہر غلط رائے۔ اوسکی رائے کی ہر تبدیلی اور ناعاقبت اندیشی کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر نکالا گیا اور مقدمے میں اوسکے خلاف پیش کیا گیا۔" دراصل بہت کم مدبروں نے دوسروں کے گناہوں کی سزا اس قدر بھگتی ہوگی اور شاید ہی کوئی شخص اپنی زندگی میں ذاتی اور سیاسی مخاصمت۔ تعصب اور ناانصافی کا اس قدر شکار ہوا ہوگا۔ فرقہ بندی اور سیاسی تعصبات کی برائیاں ابتک موجود ہیں اون سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ ہیسٹنگز کی اعلیٰ ملکی خدمات کی کیا قدر ہوئی ہوگی۔ وہ خود کہتا ہے کہ ان سب کا "مجھے یہ صلہ ملا کہ مال و متاع میرا ضبط ہوا۔ ذلت میں نے اوٹھائی اور باقی عمر مقدمے کی پیروی میں کاٹی" فرنسس کے کینے اور برک و شیریڈن کی فصاحت نے جو زہر اوس کے خلاف اوگلا اوسکا اثر ابتک میکالے کی تصنیف کردہ داستانوں میں پایا جاتا ہے جو اوس نے اوس تحریری مواد سے تیار کرکے پیش کی ہیں جس پر ایک سنجیدہ اور احتیاط پسند شخص نہایت بے پروائی سے نظر ڈالتا۔

تیرھواں باب

ہیسٹنگز کا انگلستان میں قیام

۱۷۸۵ تا ۱۸۱۸

ہیسٹنگز ۱۳ جون ۱۷۸۵ء کو پلی ماؤتھ (Plymouth) میں فرد کش ہوا۔ سفر نہایت مختصر تھا۔ صرف سینٹ ہیلینا (St Helena) پر اوس نے قیام کیا تھا بجز اسکے اور کوئی خاص بات قابل ذکر سفر میں پیش نہ آئی۔ زیادہ تر اوس نے اپنا وقت اپنی حکومت کے آخری تین سال کے واقعات قلمبند کرنے میں صرف کیا اور ساتھ ہی ساتھ ہوریس (Horace) کے قصیدہ کا ترجمہ جدید انگریزی میں کرتا رہا اوٹیم ڈائی وو سروگٹ (Otium divos rogat) کے ترجمہ کی سادہ پھر عالمانہ زبان اور قدیم شاعر کے خیالات کو اپنے تجربات پر چسپاں کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہیسٹنگز میں کچھ شاعرانہ ادا بھی تھی۔ مندرجہ ذیل بند کو جس سے خود اوسکے جوہر معلوم ہوتے ہیں اوسکی علمی قابلیت ظاہر کرانیکے لئے بطور نمونہ کے پیش کیا جا سکتا ہے۔

ہراس و رنج کا اوس پر نہ ہوتا تھا اثر ہرگز ۔ نہ اوسکے دل میں تھا اس بات کا خوف و خطر ہرگز
کہ عزت جو ملی تھی اوسکو برسوں کی مشقت سے ۔ چھٹیگی وہ عدو کی جھوٹی تحریروں سے تہمت سے
نہ کثرت سے حریفوں کی کبھی مجلس میں ڈرتا تھا ۔ تلاش اقلیم نو کی حرص کی خاطر نہ کرتا تھا

پہلی فکر جو لازمی طور سے اوسکو ہونی چاہیے تھی وہ اپنی بیوی سے ملاقات کرنیکی تھی۔ حکومت کے دربار میں محترمہ ملکہ شارلیٹ (Queen charlotte) اوس سے نہایت تپاک سے مل چکی تھیں۔ خود ہیسٹنگز کو بادشاہ نے سرفراز کیا اور وزراء میں سے لارڈ تھرلو (Lord Thurlow) نے تو اوسکو اپنا قدیم دوست کہہ کر خطاب کیا ڈنڈاس (Dundas) بھی جو اب بورڈ آف کنٹرول کا صدر ہوگیا تھا اوسکے ساتھ مہربانی سے پیش آیا اوسی کے قول کے مطابق اوسکا ہر جگہ احترام کیا گیا وہ لکھتا ہے کہ مجھ کو خود اس بات کا اندازہ ہوگیا کہ ملک کی رائے میرے موافق ہے اگر کسی بات کی اوسکو فکر تھی تو وہ یہ تھی کہ اوس کی بیوی ابتک ماں نہیں بنی تھی۔ اس پر وہ اکثر افسوس ظاہر کرتا تھا

عیش کی گھڑیوں میں ان تمناؤں کا خیال بھی گزر گیا اور یہ یقین رہا کہ ایک نہ ایک دن یہ آرزوئیں پوری ہو ہی جاوینگی۔ لڑکپن کی ایک تمنا تو تین سال بعد پوری ہوگئی اور ڈیلسفور (Dayles ford) کا ایک بڑا رقبہ خرید کرنیکا اوسکو موقع مل گیا اسکے دشمنوں نے تو اس پر یہ الزام لگایا کہ ہندوستان کے رئیسوں اور نوابوں سے روپیہ وصول کرکے اس نے دولت جمع کی ہے لیکن اوسکی کل پونجی اسی ہزار پونڈ نکلی۔ البتہ اسکی نصف رقم (۴۰۰۰۰ پونڈ) جو وہ اپنی بیوی کے نام لکھ چکا تھا وہ اوس سے علٰحدہ تھی ایک گورنر جنرل جو پچیس ہزار سالانہ پونڈ پر گیارہ سال تک ملازمت کرچکا ہو اوس کے لئے یہ کوئی غیر معمولی بچت نہ تھی۔

برک نے حملہ شروع کردیا

دشمنوں کے ستم سے امن اور پبلک کے ہاتھوں سے اپنی سابق خدمات کا صلہ حاصل کرنیکی توقعات بہت جلد خواب وخیال بنکر رہ گئیں۔ جون ۱۷۸۵ء میں برک (Burke) مجلس مبعوثین کو اپنے ارادہ سے آگاہ کرچکا تھا کہ "ایک صاحب جو ابھی ہندوستان سے واپس تشریف لائے ہیں اونکے خلاف میں ایک تحریک پیش کرنیوالا ہوں" فروری میں اوس نے اپنی اس دھمکی کو پورا کر دکھایا اور مختلف کاغذات کی نقلوں کا مطالبہ کیا۔ باوجود وزارت کی دھمکیوں کے برک نے فرد قرارداد جرم جو فرنسس (Francis) کی شرکت سے وہ ہندوستان کے ویریز (Verres) کے خلاف تیار کرچکا تھا اپریل میں پیش کردی اور پانچ دن کی مہلت میں ایک طول طویل مثل صفائی میں پیش کی گئی۔ اسکا زیادہ حصہ ہیسٹنگز نے خود مجلس مبعوثین کے سامنے پڑھا۔ یہ بیان کچھ اس قدر احترام کے ساتھ سنا گیا کہ ہیسٹنگز کو اوسکے مقبول ہونیکا مغالطہ ہوگیا۔ اپنے ایک دوست کو جو ہندوستان میں مقیم تھا اوس نے لکھا کہ " یہ بیان ایسا موثر رہا کہ سب لوگ فوراً میرے موافق ہوگئے"

پہلے حملہ میں برک کی شکست

جون میں جب برک نے پہلا جرم یہ قرار دیکر کہ " اوس نے بیگناہ اوربیکس روہیلوں کو نیست ونابود کرنیکے لئے برطانوی سپاہ کو کرایہ پر دیا" اپنی تقریر شروع کی تو ہیسٹنگز کا یہ مغالطہ بھی رفع ہوگیا۔ اس معاملہ میں تو برک اور اوسکے دوستوں کو سخت شکست ہوئی۔

دوسرا حملہ اور فاکس کی تقریر

لیکن ۱۳ تاریخ کو فاکس Fox نے دوسرے جرم پر تقریر کی کہ " ہیسٹنگز ارادۃً بنارس کے راجہ کے ساتھ بیرحمی سے پیش آیا اور بیجا سختی کرکے اوس سے روپیہ وصول کیا" اس موقع پر

پٹ (Pitt) نے جو تقریر کی اوس سے تو دونوں فریق دنگ رہ گئے خاص امور پہ ایک طویل اور قابلانہ تقریر کر کے اوس نے ہیسٹنگز کا ساتھ دیا لیکن آخر میں اپنی رائے ہیسٹنگز کے خلاف اس بنا پر دی کہ اوس نے خود اپنے بیان میں اس بات کو تسلیم کر لیا کہ وہ چیت سنگھ کو نہایت سخت سزا دینا چاہتا تھا اس قدر جلد رائے تبدیل کرنیکی وجہ محض سیاسی مصلحت ہی ہو سکتی ہے۔ ہیسٹنگز اس وقت جوناہ (Jonah) بنا ہوا تھا جسکی موجودگی سے ریاست کا جہاز معرض خطر میں تھا۔ اسکے بعد تو پٹ کے بہت سے ساتھی فاکس اور برک سے جا ملے اور اونتالیس کی کثرت رائے سے ہیسٹنگز کے خلاف فیصلہ ہو گیا۔

فروری ۱۷۸۷ء میں بیگمات اودھ کے معاملہ پر شریڈن (Sheridan) نے ایک طولانی تقریر کی۔ اوس نے غلط واقعات بے بنیاد و مبالغہ آمیز باتوں اور دروغ آمیز حقائق کے بیان میں اپنی دلفریب فصاحت سے خوب ہی کام لیا۔ پٹ نے بھی ہیسٹنگز کے خلاف اس حملہ میں اوسکا ساتھ دیا اور تقریباً ایک اور تین کی نسبت سے جرم ثابت قرار پایا۔ مخالفین اپنے کام میں کچھ ایسے کامیاب رہے کہ ۱۰ ارمئی کو مجلس عوام نے وارن ہیسٹنگز پر مجلس اعیان کے روبرو مقدمہ دائر کرنیکا فیصلہ کر دیا۔ ۲۱ تاریخ کو فوج کے مسلح سرجنٹ نے اس گورنر اعظم کو مجلس اعیان کے سامنے لا کھڑا کیا اور وہاں برک نے فرد قرار داد جرم اوسکو پڑھکر سنائی جو بزرگ ہستی ملک سے اعلیٰ ترین اعزاز کی مستحق تھی اوسکے خلاف مقدمہ کی پیروی کرنیکے لئے مجلس عوام میں سے بیس اشخاص کی ایک کمیٹی برک کی صدارت میں مقرر ہوئی یہ نہایت ہی مناسب ہوا کہ باوجود برک کے زور دینے کے اس مقدمہ کے حقیقی بانی فلپ فرنسس کو دور ہی رکھا گیا اور کمیٹی میں اوسکو شامل نہ کیا گیا لیکن کمیٹی کے اجلاس میں اوسکو شریک ہونے اور اپنی قابلیت کے بیجا استعمال اور جدت آمیز بغض سے کمیٹی کو مستفید کرنیکی اوسے اجازت دیدی گئی۔

سال کے باقی ایام ہیسٹنگز نے اپنی صفائی کے لئے ثبوت بہم پہنچانے میں صرف کئے۔ وفادار میجر جان اسکاٹ Major John Scott کے ساتھ تین قابل بیرسٹر لا (Law) ڈلاس Dallas اور پلومر (Plumer) نہایت شدومد کے ساتھ ہیسٹنگز کے موافق کام کرتے رہے اوسکے دوستوں نے جو ہندوستان میں مقیم تھے اُنہی اشخاص سے جنکی بابت

کہاجاتا تھا کہ ہیسٹنگز نے اونکو لوٹا اور ستایا ہے مستند رقعہ جات اور اسناد جمع کئے۔
۱۳ر فروری ۱۷۸۸ء کو ویسٹمنسٹر ہال (Westminister Hall) میں اس مشہور مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی۔ اسکی افتتاح کے موقع پر کچھ ایسا رنگ رہا کہ اوسکو قلمبند کرنے میں میکالے کے قلم سے ایک بے نظیر عبارت نکل گئی۔ ہیسٹنگز اپنے سادہ بادامی رنگ کے لباس میں حاضر ہوا۔ اوسکے میانہ قد اور نازک جسم سے اب بھی اوسکی راستبازی نمایاں تھی اوسکے انداز میں خودداری اور احترام دونوں کی جھلک موجود تھی۔ اوسکی کشادہ پیشانی۔ خنجر نما ہلکی ابرو۔ غم آلود آنکھیں جو دیمیوں پر حقارت بھری نگاہیں ڈال رہی تھیں اوس کی لمبی نکیلی غصہ بھری ناک۔ اوسکے دہن اور چاہ زنخداں کی لکیروں اوسکے کتابی چہرہ کی سنجیدہ جھریوں اور بھورے بالوں کی لہروں سے اوسکے کیرکٹر کے نمایاں خصوصیات کا خوب پتہ چلتا تھا اور یہ سب ملکر زبان حال سے اوسکی سوانح عمری کی رنگ آمیز داستان سنارہے تھے فرد قرارداد کے بیس جرم اور ملزم کی صفائی کا ثبوت پڑھنے میں دو دن صرف ہوئے۔ پورے مقدمہ پر برکت نے جو تقریر کی وہ کامل چار گھنٹے تک جاری رہی فرضی جرائم کے ناقابل بیان ذیلی واقعات اور ناقابل تسلیم سفاکی اور جفاکاریوں کی داستان سے اکثر سامعین غش کھا گئے۔ مقرر کی بلند دلگداز اور روح پھڑکا دینے والی فصاحت پر تھرلو (Thurlow) جیسا سخت دل بھی آفریں کہہ اوٹھا اوس کے رنگیلے پھڑکتے ہوئے جملوں سے ہیسٹنگز بھی اپنے کو بدترین خلائق میں سے تصور کرنے لگا۔ لیکن سامعین میں ایسے اصحاب بھی موجود تھے جو برک کی روانی کلام کے بعد معاملات کی تہ کو پہنچ گئے اور اصل مقدمہ کے سمجھنے میں اونھیں کوئی دقت باقی نہ رہی فینی برنی (Fanny Burney) کی مثال لیجئے۔ اوس نے نہایت واضح طور سے اپنے مختلف احساسات اور کیفیتوں کو ظاہر کیا جو اس تقریر کے دوران میں اوس پر طاری ہوتی رہیں۔ مقرر کے اوصاف اور اوسکے کلام کی قوت نے اوسکے دل میں اول مقرر کی قدر پیدا کی۔ بعد ازاں اوسکو ہیسٹنگز کے معاملہ میں کچھ جان نظر نہ آئی لیکن رفتہ رفتہ وہ برک کے اعتراضات کو خوب سمجھنے لگی۔ اور جو کچھ اوس نے زہر اوگلا اوسکے مفہوم کو بخوبی سمجھ گئی۔ بالآخر اوسکو دلائل کمزور۔ غصہ زیادہ اور جذبہ غالب نظر آنے لگا۔ وہ کہتی ہے کہ یلا اب تو پتہ مل گیا کہ اس میں بناوٹ زیادہ صداقت کم ہے۔ انصاف پر انتقام غالب ہے۔

اس قدر جذبات کے لئے کس قدر کم ثبوت ہے۔ تھوڑی دیر بعد میں نے تو ادھر ادھر دیکھنا شروع کردیا۔ اب مجھ کو کسی قسم کی بے چینی نہ تھی۔ میری آنکھیں بھٹکنے لگیں مجھ کو یہ بھی نہ معلوم تھا کہ میں کدھر دیکھ رہی ہوں اور میری آنکھیں کیا دیکھ رہی ہیں۔ میری حالت اب بالکل ایک تماشائی کی سی ہوگئی جو ایک خوردبین لئے ہوئے چاروں طرف دیکھتا رہتا ہے"

عدالت کے دوسرے اجلاسوں میں بحث طلب امور پر جرح ہوئی۔ بنارس والے معاملہ پر فاکس (Fox) اور گرے (Grey) کی تقریریں ہوئیں۔ کاغذات پڑھے گئے۔ استغاثہ کے گواہوں سے جرح کی گئی اور مدعیوں کے آخری بیانات قلمبند کئے گئے۔ اپریل کے مہینہ میں فاکس نے بیگمات والے معاملہ پر تقریر کی۔ اسی معاملہ پر آخری بسوط تقریر شیریڈن (Sheridan) کی ہوئی جس میں اوس نے خوب ہی زہر اگلا۔ یہ ایک نہایت شاندار تقریر تھی جسکے ختم پر مقرر صاحب خوش ادائی کے ساتھ غش کھا کر برک کی گود میں گر پڑے۔ عدالت کا اجلاس بتیس دن ہو چکا تھا لہذا مقدمہ آئندہ سال کے لئے ملتوی کیا گیا۔

موسم بہار میں بادشاہ کی علالت کی وجہ سے اتالیقی کے مسئلہ پر سخت بحث چھڑ گئی اور اپریل ۱۷۸۹ء تک مقدمہ کی سماعت دوبارہ نہ ہوسکی۔ تیسرے جرم کے لئے جو تحائف اور نذرانے قبول کرنے کے بارے میں تھا سترہ اجلاس ہوئے۔ اسکے بعد مجلس اعیان برخاست ہوگئی۔ ۱۷۹۰ء میں پارلیمنٹ برخاست ہوگئی۔ اور اس اہم مقدمہ کی کارروائی بہت تھوڑی ہوسکی۔ آئندہ سال مئی میں پیروکاران مقدمہ نے رشوت ستانی کا مقدمہ چلایا اور باقی ماندہ جرائم کو بالاتفاق رد کردیا گیا۔ اس سال کے اجلاس میں ہیسٹنگز کی جانب سے صفائی پڑھی گئی۔ اس صفائی کے لئے جو دلائل پیش کئے گئے وہ نہایت زبردست تھے اور اونکا طرز بیان اعتدال پسند تھا اس سے محض اوسکی قومی خدمات کا ہی ثبوت نہ ملا بلکہ جو الزامات زبردستی اوس پر عائد کئے گئے تھے اون میں بھی وہ بے گناہ ثابت ہوا۔ اوس نے خود کو بے گناہ ثابت کرنے میں زیادہ کوشش کی تھی۔ اور خاص طور سے اس رائے کی اوس نے نہایت سختی سے مخالفت کی کہ اپنے اوصاف اور خدمات جتانے سے اوسکا منشا اپنے گناہوں اور جرموں کو چھپانا تھا۔ اوس نے صاف کہہ دیا کہ اگر میں ملزم قرار دیا جاؤں تو مجھ کو معقول سزا دیجاوے۔ "نہیں۔ سرکار۔

میں نے اس طویل بیان کو پڑھ کر جو آپ کو تکلیف دی ہے اوس سے میرا یہ منشا ہرگز نہیں کہ جو الزامات مجھ پر عائد کئے گئے ہیں اونکے اثر کو زائل کروں بلکہ میرا مقصد یہ ہے کہ میں یہ ثابت کروں کہ ان کاموں کا مجھ سے سرزد ہونا امکان کے دائرہ سے باہر ہے "

ہیسٹنگز کو اپنے بے گناہ ہونیکا اس قدر کامل یقین تھا کہ اوس نے ججوں سے درخواست کی کہ اگر آپ چاہیں تو آپ ابھی وقت اپنا فیصلہ سنا دیں۔ مگر فیصلہ سنانیکے لئے ابھی تین سال اور گزرنے والے تھے۔

ان میں سے دو سال تو صفائی کے ثبوت میں لگے جسکو لا نے (جو آئندہ لارڈ ایلنبرو (Lord Ellenborough) ہوا) ایک طویل مدلل اور اعتدال پسند تقریر سے شروع کیا۔ یہ نہایت پرزور تقریر تھی اور بروہم (Brougham) کا بیان ہے کہ لا کو اس سے ایک وکیل اور مقرر کی حیثیت سے شہرت حاصل ہوئی اور بہت جلد اوس نے اپنے پیشہ میں ترقی کی۔ آخر کو ۱۷۹۴ء میں ان مدعیوں نے ان میں سے چند باتوں کے جواب دئے۔ لارڈ کارنوالس نے جو نہایت کامران حکومت کے بعد ابھی ہندوستان سے واپس ہوا تھا ہیسٹنگز کے موافق گواہی دی۔ اور یہ خوب وقت پر کام آئی۔ آخر میں برک نے نو دن کی نہایت سخت شر انگیز تقریر میں کل مقدمہ پر نظرثانی کی۔ اس تقریر میں اوس نے لعنت وملامت اور عتاب کے لئے جو الفاظ وجملے استعمال کئے جا سکتے تھے اون کو ختم کر دیا در اصل یہ تقریر نہ تھی بلکہ ایک طولانی چیخ پکار تھی جس میں منھ بھر کر گالیاں دی گئی تھیں لا نے مجلس مبعوثین میں نہایت سنجیدگی کے ساتھ اسکا اعتراف کیا کہ جو الفاظ واصطلاحات برک نے اس موقع پر استعمال کئے اون سے بڑھکر سخت اور گندے اور تہتک آمیز الفاظ انگریزی زبان میں نہیں ہو سکتے۔ اوس نے کہا کہ "اوسکی تقریر کا بہترین حصہ ہرزہ گوئی اور لغو بیانی کا ایک نہایت لطیف اور اعلیٰ نمونہ تھا" اکثر اوقات اوسکے فقرے اس قدر تہذیب سے گرے ہوئے تھے کہ ذلیل ترین اوباش شخص ان کو جنگل میں بھی زبان سے ادا کرنے میں پس وپیش کریگا رہا سہا جو کچھ ضبط کا مادہ برک میں تھا وہ بھی اس وقت غائب ہو گیا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ اوسکے دماغ میں کچھ فتور آ گیا ہے۔

فروری ۱۷۹۵ء میں مجلس اعیان نے ہر جرم کے بیانات پر علٰحدہ علٰحدہ آپس میں بحث کی۔ تھرلو کی قدیم جگہ وولیسک (Woolsack) پر لارڈ ایلن برو (Lord Ellenborough) کا تقرر ہوا۔ لیکن سابق چانسلر نے اپنے تجربہ اور معاملہ فہمی کی بنا پر مقدمہ کی آخری کارروائی میں بہت کام کیا۔

مارچ کے آخر میں تھرلو کے قول کے بموجب بہت کچھ بیکار اور بے سود باتوں کی جانچ کرنیکے بعد جو کچھ تھوڑا بہت ثبوت ملا اوسی کی بنیاد پر اوس بڑے ہال میں جہاں ہیسٹنگز کے مقدمہ کی ابتدا ہوئی تھی ۲۳ را پریل کو فیصلہ سنایا گیا جن امرا نے مقدمہ کی سماعت شروع کی تھی اون میں سے صرف اونتیس ایسے تھے جو ہر اجلاس میں موجود تھے۔ شروع کے "الزاموں کی نسبت جو رشوت ستانی کے متعلق تھے ۲۳ اہل جیوری نے ہیسٹنگز کو بالاتفاق بری کیا۔ اور باقی ماندہ الزاموں کی نسبت دو سے پانچ تک اہل جیوری ایسے تھے جو انکو ثابت سمجھتے تھے۔ اونتیس میں سے اٹھارہ نے جن میں تھرلو اور مرخام (Markham) شامل تھے ہیسٹنگز کو ہر الزام سے بری کیا لارڈ مینفلڈ نے صرف ایک معاملے میں اوسکے خلاف رائے دی۔ یہ رائے بھی اتنی انصاف پر مبنی نہ تھی جتنی کہ قانون کی پابندی پر۔

سات سال کے سخت جانگاہ لیت ولعل کے بعد اس مشہور ویسرائے نے فتح حاصل کی جس سے پبلک کو مسرت حاصل ہوئی لیکن دنیوی دولت کے لحاظ سے تو وہ بالکل تباہ ہو گیا۔ اوسکا کوئی وظیفہ تو تھا نہیں۔ ابتک محض آمدنی پر انحصار تھا اور اوسی پر اکتفا۔ مقدمہ میں ستر ہزار پونڈ سے زائد خرچ ہولئے تھے۔ پٹ یا فاکس کی وزارت میں اوسکو کسی جگہ ملنے کی ذرہ برابر بھی توقع نہ ہو سکتی تھی۔ سرکاری خزانہ سے جب ہیسٹنگز نے کچھ روپیہ حاصل کرنیکی کوشش کی تو پٹ نے نہایت صاف اور روکھا جواب دیدیا۔ نظما و مالکان کمپنی جنکی اس قدر خوبی سے اوس نے خدمت کی تھی اونھوں نے بالاتفاق اوسکے لئے ایک معقول وظیفہ منظور کیا اور مقدمہ کے اخراجات بھی اوسکو یکمشت دیدئے لیکن بورڈ آف کنٹرول نے اسکی منظوری نہ دی۔ آخر کو نظما نے اوسکی واپسی کے وقت سے ساڑھے اٹھائیس سال کے لئے چار ہزار سالانہ پونڈ کا وظیفہ اور پچاس ہزار پونڈ کا قرضہ بلاسودی اوس کو دیا۔ انکی فیاضی کی بدولت

وہ اپنی بقیہ زندگی عزت و آرام کے ساتھ ڈیلسفورڈ میں بسر کرسکا۔ صحت اچھی رہی۔ دماغ درست رہا۔ اپنی چاہتی بیوی اپنے پاس تھی۔ کتابوں کا مطالعہ رہتا تھا۔ پرانے دوستوں سے ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ باقاعدہ ورزش بھی جاری رہی۔ غرض تمام مشاغل جو ایک گانوں میں میسر ہوسکتے ہیں اوسکو حاصل تھے اور اوسکی دلچسپی اور خوشی کے بھی سامان تھے۔ ہندوستان کے تقریباً ہر حصے سے مبارکباد و تہنیت کے خطوط آئے۔ اور جب انکا سلسلہ وہاں کے ہر طبقہ ہر رنگ اور ہر مذہب و ملت والے کے پاس سے شروع ہوا تو اوسکے حریفوں کے دعوے جھوٹے ہوگئے۔ اور جیسے اوس نے خود کہا کہ روپیہ کی کمی جو گانوں میں عیش کے سامان مہیا کرنے اور شہر کی سکونت کے لئے اکثر محسوس ہوتی تھی اوسکی کوفت ان سب خطوط نے رفع کردی۔

ڈیلسفورڈ کی آب و ہوا حالت میں تغیر پیدا کرنیکی غرض سے سال میں ایک مرتبہ اپنی بیوی کے ساتھ لندن ہو آتا تھا اور کبھی کبھی نیوک (Newick) میں امپیز (Impeys) یا اور کسی پرانے دوست کے یہاں چلا جاتا تھا۔ یہ لوگ بھی آکر اوسکے مہمان ہوتے تھے۔ اپنے گانوں میں گھوڑوں کی نسلیں بڑھاتا اپنے مویشوں کے لئے نئے نئے قسم کے چارے تیار کرتا۔ جدید طریقہ کاشت سے جوار بوتا اور ہندوستانی پھلوں اور ترکاریوں کے بیجوں کو اپنے یہاں بونیکی کوشش کرتا۔ علی الصبح اٹھنے اور ٹھنڈے پانی سے نہانیکی جو عادت اوس نے ہندوستان میں ڈالی تھی اوس کو برقرار رکھا۔ اپنے کتب خانہ میں ایک گھنٹہ صرف کرنیکے بعد وہ وہیں بیٹھکر صبح کا ناشتہ کرتا جس میں عموماً روٹی مکھن اور چاء ہوتی تھی۔ چاء میں کبھی دوبارہ پانی ڈالنے کی نوبت نہ آتی تھی۔ جب بیوی اور اوسکے مہمان ناشتہ کے بعد آکر بیٹھتے تو وہ اونکو اپنے اشعار سناتا یا کسی مشہور مصنف کی تصنیف سے کچھ پڑھکر ان کو سناتا۔ روزانہ اخبار کی خبریں بھی اونکے گوش گزار کرتا۔ اسکے درمیان میں خوشگوار باتیں بھی ہوتی رہتی تھیں۔ ان میں ہر شخص کچھ نہ کچھ کہتا تھا۔ ہیسٹنگز نہایت ہی خلیق اور مہربان میزبان تھا۔ اوس کی خوشی ہمیشہ اسی میں تھی کہ وہ اپنے ہمنشینوں کو خوش کرنیکی کوشش کرے۔ اوس کی طبیعت کا رجحان کسی قدر لطیفہ گوئی کی طرف تھا اور نہایت حاضر جواب تھا۔ نوک جھونک اور چوٹیں بھی خوب کرتا تھا لیکن مذاق کبھی گراہوا نہیں ہوتا تھا تفریح طبع کے ساتھ

تہذیب کا بھی اوسکو لحاظ رہتا تھا گلیگ (Gleig) کا بیان ہے کہ " وہ خوب قہقہے لگا کر ہنستا تھا۔ بڑے سے بڑے مزاج کرنیوالوں کو بہت جلد بنا کر رکھ دیتا تھا۔ آوازے کسنے میں بھی کسر شان نہ سمجھتا تھا "

نوجوان لوگ اوس سے ہمیشہ خوش رہتے تھے کیونکہ نہایت اخلاق سے اون سے وہ ملتا تھا اور اونکی ترقی و بہبودی کا لحاظ باپ کی طرح رکھتا تھا۔ جیسے دوستی پیدا کرنے میں اوسکو ایک خاص مہارت تھی ویسے ہی اوسکو برقرار رکھنے میں اوسکو خاص ملکہ حاصل تھا۔ ایک شخص نے جو ایک عرصہ سے اوس سے نہایت اچھے طور پر واقف تھا اوس کے مرنے کے بعد ایک رسالہ میں لکھا کہ " جو شخص اوس سے واقف تھا اوس سے محبت رکھتا تھا۔ جتنی زیادہ جسکو اوس سے واقفیت تھی اوتنی ہی زیادہ اوس سے اوسکو محبت تھی " یہی گواہ رقم طراز ہے کہ " ہیسٹنگز مہربان ترین آقا اور افسر تھا۔ اپنی بساط سے زیادہ فیض رسان تھا۔ نہایت ہی خوش مزاج و خوش باش ہمنشین تھا۔ لطف و کرم تو کوٹ کوٹ کر اوس میں بھرے ہوئے تھے " حالانکہ شہر اور گانوں میں ملاقاتیں کرنیکا اوسکو شوق تھا لیکن وہ خوش اپنے گھر پر ہی رہتا تھا۔ اوسکا ایک اور مخلص دوست لکھتا ہے کہ " وہ اپنے کھانے میں۔ پڑھنے میں۔ اپنے گھر والوں کی صحبت میں ہی سب بے تکلف رہتا تھا۔ اور یہاں پر ہی اوسکی اصلی حالت کا صحیح اندازہ ہوتا ہے "

غذا اوسکی سادہ تھی۔ کم خوراک تھا۔ صرف پانی ہی شوق سے پیتا تھا۔ تیرنے کا بھی شوق تھا۔ گھوڑے کی سواری تو اسی سال کی عمر تک کی۔ شہسوار ہونے پر ناز تھا لہذا شریر سے شریر گھوڑوں کو نہایت خوشی سے سدھاتا تھا۔ اوسکے علمی مذاق کی بابت زیادہ معلومات نہیں۔ البتہ اتنا ضرور پتہ چلتا ہے کہ ہوریس (Horace) پر اوسکو کافی عبور تھا پٹ کی طرح لوکنس فارسیلیا (Lucan's Pharsalia) پڑھنے کا شوق تھا۔ ینگ نائٹ تھاٹس (Young's Night Thoughts) وہ بار بار پڑھا کرتا تھا آخر عمر میں والٹر اسکاٹ (Walter Scott) کی نظموں سے حظ اوٹھاتا تھا۔

ہیسٹنگز میں شاید ہی کوئی عادت ایسی ہوگی جو زیادتی یا کثرت کی طرف مائل ہو لیکن اسکے ساتھ ہی وہ بخیل ہرگز نہ تھا۔ ہندوستان میں اوسکا تمام وقت سرکاری کاموں اور عوام کی ضروریات کے انہماک میں گزرا۔ اسکے بعد مقدمہ بازی کا ایک طویل جانکاہ زمانہ آیا۔

جیسے فرانسیسی عمومیت سے جنگ کے بعد انگلستان پر قرضہ بڑھا اسی طور سے اس مقدمہ کے بعد وارن ہیسٹنگز پر قرض کا بار پڑ گیا۔ سنہ ۱۸۰۴ء میں نظمانے دوبارہ اوسکی دستگیری کی اور سابق قرضہ کی بقیہ رقم معاف کر کے اوسکو دیوالیہ ہونے سے بچالیا۔ ہیسٹنگز دوسرے کے احسان کا اعتراف کرنیکے لئے ہمیشہ تیار رہتا تھا لہذا اسی سال اوس نے ایڈنگٹن (Addington) کو رائے دی کہ اوسے پٹ کی خاطر اپنی وزارت سے ہرگز مستعفی نہ ہونا چاہئے۔ لیکن اس عارضی وزیر نے اپنے مشیر کو سمجھا دیا کہ باوجود مجلس عوام میں کثرت رائے حاصل ہونیکے ایک زبردست وزارت مخلوط اور فرانس سے جنگ کے آثار کے مقابلے میں موجودہ وزارت کے لئے مستعفی ہونا ہی مناسب ہے۔

دو سال بعد جب پٹ مرگیا اور گرنیول (Greenville) وزارت پر مامور ہوا تو ہیسٹنگز نے راز میں اپنے حقوق جتلا کر اگر کسی عہدہ کی نہیں تو کم از کم اس بات کی ضرور کوشش کی کہ بیس سال قبل پارلیمنٹ نے جو اوسکو صدمہ پہنچایا ہے اوسکا اب تدارک ہو جانا چاہئے۔ جدید وزارت اوسکو لارڈ کا خطاب دینے کے لئے آمادہ تھی لیکن مجلس مبعوثین کے سابق فیصلہ کو رد کرنیکے لئے تیار نہ تھی۔ اس اعزاز کی خواہش ہیسٹنگز نے محض اپنی بیوی کو خوش کرنیکے لئے کی تھی لہذا ان شرائط کے ساتھ اوسکو قبول کرنے سے اوس نے انکار کر دیا۔ اوسکی دلی تمنا تو یہ تھی کہ جنھوں نے ایک مرتبہ اوس پر غداری اور عہد شکنی کا الزام لگایا ہے وہ ہی اب اوسکی پاک دامنی کا اعلان اپنی جانب سے کر دیں۔ بہرحال اسی عرصہ میں اوسکو یہ سنکر بیحد مسرت ہوئی کہ اوسکا قدیم مخالف لارڈ ویلزلی جس نے نہائیت شدومد کے ساتھ اوسکے خلاف مقدمہ میں رائے دی تھی اب اوسکے کارناموں سے متاثر ہو کر ہندوستان سے واپس ہوا ہے۔ اوسکو بھی اب یہ تلخ تجربہ حاصل ہو گیا تھا کہ لاعلمی میں کسی پر الزام تھوپ دینا تو آسان ہے لیکن معاملات کو صحیح طور پر سمجھنا سخت دشوار ہے مجلس مبعوثین میں اوسکے خلاف بھی کارروائی شروع ہو گئی تھی لیکن اوس پر مقدمہ چلانیکی جو تجویز پیش کی گئی اوسکو وزارت نے فاکس (Fox) کی مدد سے رد کر دیا۔

سنہ ۱۸۱۳ء میں کمپنی کے منشور میں توسیع پر غور کرنیکے وقت پارلیمنٹ کی دونوں مجلسوں نے ہیسٹنگز کو بیان دینے کے لئے طلب کیا۔ جب وہ مجلس مبعوثین کے اجلاس پر حاضر ہوا تو خوشی سے ہر طرف تالیاں بجنے لگیں اور جب چند گھنٹوں کے بعد وہاں سے

واپس ہوا تو سب ارکان اپنی ٹوپیاں اوتار کر اوسکی تعظیم کرنیکے لئے کھڑے ہو گئے اور جب تک کہ وہ وہاں سے گزر نہ لیا وہ سب نہایت خاموشی سے کھڑے رہے۔ چند دن بعد جب وہ مجلس اعیان کے روبرو حاضر ہوا تو وہاں بھی اسی طور سے اوسکا استقبال کیا گیا۔ جو بیان اوس نے وہاں دیا اوسکا خلاصہ یہ تھا کہ کمپنی کا اجارہ برقرار رکھا جاوے۔ خلل اندازوں کو ہندوستان سے باہر رکھا جاوے۔ اور ہندوستان میں صلیبی تبلیغ کی جدوجہد کو روکا جاوے کیونکہ وہاں کے لوگ اپنے قدیم مذاہب کے شیدا ہیں۔ لیکن یہ سب باتیں پرانی تھیں۔ منشور جدید کے ذریعہ سے ہندوستان کی تجارت عام کردیگئی۔ جو لوگ بلا اجازت تجارت کرتے تھے اونکو چند شرائط کے ساتھ ہندوستان میں آباد ہونیکی اجازت دی گئی کلکتہ کے انگلیکن پادریوں (Anglican Bishop) کے لئے وقف وغیرہ کا بھی انتظام ہوا۔

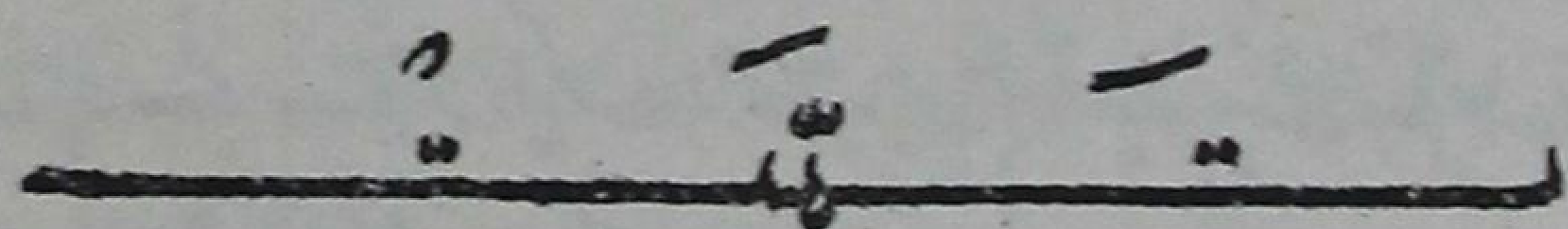
چند ہفتے بعد ہیسٹنگز کو جامعہ آکسفورڈ میں حکیم الآدب کی سند قبول کرنیکے لئے جانا پڑا اور کالج کے طلبہ کے نعروں اور خوشی کی تالیوں کے شور میں تمام رسومات ادا کرنی پڑیں۔ آئندہ سال وہ پریوی کونسلر (Privy Councillor) ہوا۔ اور ولیعہد نے خاص طور پر ملاقات کر کے اوسکو شرف بخشا۔ اور روس و پروشا (Prussia) کے فرمانرواؤں سے یہ کہہ کر اوسکا تعارف کرایا کہ "ہماری سلطنت کا یہ بہترین شخص ہے لیکن بدترین سلوک اسکے ساتھ کیا گیا ہے" انہی کے ساتھ گلڈ ہال (Guild Hall) میں وہ دعوت میں شریک تھا۔ سینٹ پال (St Paul) میں شکریہ کی رسم میں شریک ہوا اور کارلٹن ہاؤس (Charlatorn) میں ولیعہد کے شاندار جشن میں بھی شرکت کی۔ ڈیلسفورڈ واپس ہونے سے قبل ایک دعوت میں جو قدیم ہندوستانیوں نے ڈیوک آف ولنگٹن (Duke of wellington) کو دی تھی صدارت کی۔

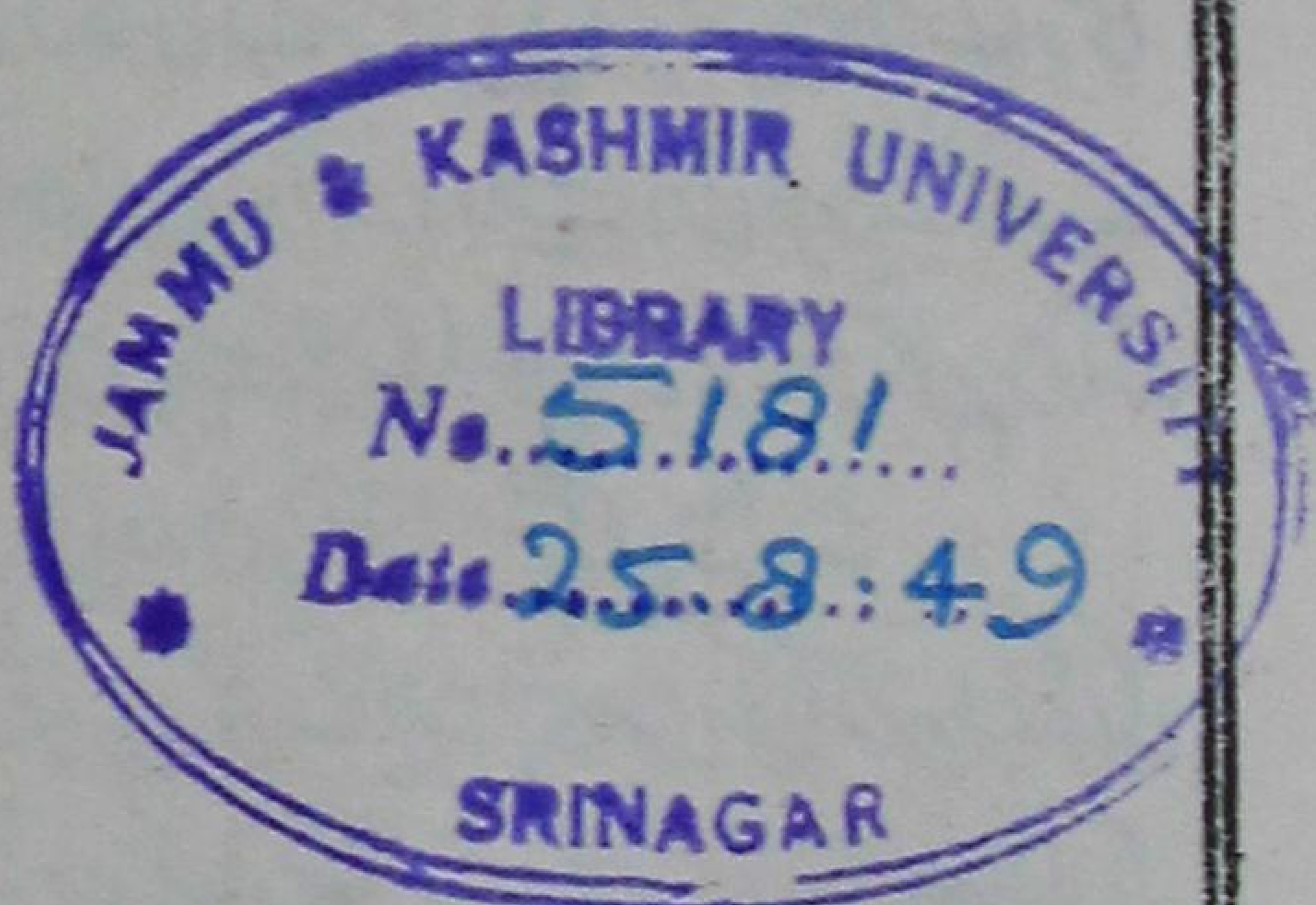
اس عرصہ میں اوسکا وظیفہ اوسکی باقیماندہ زندگی کے لئے ہو گیا لیکن نظمانے اوسکی بیوی کے لئے انتظام کرنے سے انکار کردیا۔ چار سال بعد مرتے وقت اس مدبر نے نظما سے آخری درخواست کی کہ اوسکا وظیفہ اوسکی زندگی کی عزیز ترین ہستی کیلئے محفوظ کردیا جائے لیکن جتنی پرواہ وہ ایک مفلس مجرم کی آہ و زاری کی کرسکتے تھے اوس سے زیادہ اس آخری التجا کی نہ کی۔

اسکی ضعیفی کے آخری سال بھی ڈیلسفورڈ میں ہنسی خوشی سے گزر گئے البتہ اپنی بیوی کی آئندہ زندگی کی فکر اوسکو اکثر پریشان کردیتی تھی۔ اپنے ہمسایوں کے ساتھ دیر تک بیٹھ کر وقت گزارتا تھا۔ اپنے مہمانوں کو

طرح طرح سے خوش کرتا تھا۔ اپنے باغوں میں چکر لگاتا تھا۔ قدیم گرجا کی مرمت کے لئے جو مزدور لگے تھے اور جو کام کہ وہ اپنی طبیعت کے موافق کرا رہا تھا اوس کو ۱۸۱۶ء میں دیکھنا چھوڑ دیا۔ اور اسکی تکمیل اسکے بعد ڈیلسفورڈ کے دوسرے زمیندار نے کرائی۔ ابتک اسکی صحت میں کوئی فتور نہ تھا لیکن ۱۸۱۸ء میں طبیعت خراب ہونی شروع ہوئی۔ جولائی میں حلق میں ورم ہوا اور یہ روز بروز بڑھتا گیا۔ اسکی سخت تکلیف تھی لیکن نہایت صبر سے اوسکو وہ برداشت کرتا رہا۔ ایک روز بولا کہ "تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ مجھ کو کس قدر تکلیف ہے" ۲۲ اگست کو اس سن رسیدہ مدبر نے اپنے چہرہ پر ایک رومال ڈال لیا اور پل بھر میں بغیر آہ کھینچے یا انگڑائی لئے اوس نے اپنی جان دیدی۔ اس کی عمر اس وقت چھیاسی سال تھی۔ ایک گنبد میں جو اب نئے گرجا کے قریب واقع ہے اپنے آباؤ اجداد کی آغوش میں وہ دفن کیا گیا۔

ویسٹمنسٹر ایبے (Westminister Abbey) میں اوسکے مجسمے کے نیچے ایک قطعہ لکھا ہوا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اوس نے اپنی جرأت اور استقلال سے ہندوستانی سلطنت کے ابتدائی زمانے میں اوسکا وجود برقرار رکھا اور اوسکو استحکام بخشا اور اسکی غیر معمولی انتظامی قابلیت کی وجہ سے ہی کارنوالس سے لیکر ڈلہوزی تک تاریخ ہند کا دور قائم رہا۔ ہیسٹنگز نے اپنی زندگی میں ہی دیکھ لیا کہ ہندوستان کا تقریباً نصف ملک برطانیہ کے تحت میں آچکا تھا جس سال اوس نے اس جہان سے کوچ کیا اوسی سال لارڈ ہیسٹنگز کی افواج نے مرہٹوں کی طاقت کا بھی خاتمہ کر دیا۔





صحت نامہ وارن ہیسٹنگز

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١	١١	کسائل	کسٹائل	٢٨	٢٥	طرفین	فریقین
٣	١٧	میدان	جبدن	٢٠	١٠	بنانے	بنائے
۴	٩	اسکے چبوک	اسکے وارث چبوک	″	٢٠	Amyalt	Amyatt
″	١٦	Latin	(Latin)	٢٢	۴	کرستے	کرتی
٦	١٧	مرافع	مرافعہ	٢٢	٨	ضعیف	×
٧	٢٠-٦	قائم	قاسم	″	″	سٹھا ہوا ر	بوڑھا
″	١٢	خاموش	خاموشی	٢٣	١٣	اوسکی	اُنکی
٨	١٣	بالول	ہالول	٢۴	٦	خر	فخر
١٠	١٣	قائم	قاسم	٢٥	١٠	ضیاضی	فیاضی
١٠	٧	Scrafton	Scrofton	″	٢۴	کوڑہ آئینڈ جہاں جہاں یہ آئے اُسے کٹرہ پڑھا جائے۔	
″	٢٥	نے	×	٣٣	١	پچشرو	پیشرو
١١	٩	قائم	قاسم	٣٥	٢١	سکوین	سلوین
″	١٢	پرودان	بردوان	۴٠	١٢	کنینر	کینز
″	٢٢	اقتدار	اقتدار و	۴۴	١٢	مراتب کرالئے تھے	کو مرتب کرالیا تھا
١٢	٢٥	کہتی	لکھتی	″	٢٢	نا اتفاقی سے	نا واقفیت کی وجہسے
١٣	٢	انگریزوں کے	انگریزوں کے سپہ دار	۴٥	٢٣	اونھیں	اُنہی
١۴	٣	کلیساڈ	کلیاڈ	۴٦	١٠	جاتے ہر وقت	جاتے وقت
١٦	١٦	دستخط خاص	دستخط اصل	۴٧	٢۴	بھوٹانی	بھوٹانیوں
١٧	۴	بیت	بید	۵۴	٧	اراکین	ارکان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۴	۱۷	اوس	اِس
۵۸	״	فارلیت	فاریسٹ
۶۲	۳	شخص	اشخاص
״	۱۴	Oljunius	Of Junius
۶۸	۱۹	آلاپنے	الاپنے
״	۲۳	سنہ ۱۷۱۵ء	سنہ ۱۷۶۵ء
״	۲۵	ہی	×
۷۰	۲۱	ہی	بھی
۷۱	۲۲	قطعاً	قطعی
۷۳	۱۱-۱۲	فرنیسس کہیں یہ نام فرانسس ہے اور کہیں فرنیسس کے دونوں ایک ہی ہیں	
۷۴	۱۷	کیا تھا	کیا گیا
۷۵	۲۰	نہیں	ہیں
۷۶	۲۰	اوسے	اُس نے
۸۰/۸۱	۱/۱	بیورخ	بیورج
۸۱	۴	فرنیٹسیس	فرنیسس
״	۱۱	جیجرز	چیمبرز
۸۲	۱۱	فریقوں	حریفوں
״	۲۴	بتاما	بتاتا
״	״	دوسرے	دوسرا
۸۴	۲	بھی اِسی	ابھی اتنی
״	۲۳	پلٹ	پگٹ
۸۵	۸	مرافع	مرافعہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۵	۸	تقریں	تقریریں
״	۲۳	بیبریڈو	بیرسٹو
۸۸	۲۵	ریاست	×
۹۰	۲	مالسن	مالنسن
״	۸	ایلبٹ	ایلیٹ
۹۳	۲	سرایلیجا	سرایلیجاہ
״	۱۰	نے ہی	نے بھی
״	۲۲	ویلفریڈ	ایلفریڈ
۹۴	۷	فرصت	انھیں فرصت
״	۲۵	Leslie	Lesbi
۹۵	۱۷	برکاونی	برگاؤنی
۹۸	״	جنگ	جنگ میں
״	״	ماہ	ماہ میں
״	۱۸	بکاجی	ٹکاجی
۱۰۰	۶	لسنخیر	تسنخیر
۱۰۱	۲۱	اونٹ	ماؤنٹ
۱۰۳	۲	Peerse	Peers
۱۰۴	۳	کبھی	بھی
״	۴	وسط	وسط میں
״	۲۱	پالہنگر	شاہنگر
۱۰۶	۲۴	وادگاؤں	وارگاؤں
״	۱۲	بڈلور	گڈلور
۱۰۵	۲۳	اسی	ایسی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۹	۲۴	دیگا	دے سکا
۱۱۰	۱۱	مجھے	مجھ سے
"	۱۵	Camae	Camac
۱۱۳	۱۶	Xasejora	Kasejora
۱۱۵	۱۴	سے	نے
۱۱۷	۱	اسٹیرٹ	اسٹیورٹ
"	۱۴	لیکن	×
۱۲۱	۲۵	Col: miur	Col: Muir
۱۲۳	۲۱	شہریڈن	شیریڈن
۱۲۷	۸	وہ ملٹن	ملٹن
۱۲۷	۱۰	Fameliar toal	Familiar toad
۱۳۰	۱۴	ابہی	ابھی
"	۱۵	اسی وجہ سے	جسکی وجہ سے
۱۳۲	۲۱	گھسوٹ	کہسوٹ
۱۳۶	۱	اوسکا	اِسکا
۱۳۷	۱۴	کرانیکے	کرینیکے
۱۴۴	۴	بہی	یہی
"	۱۵	علی الصبح	علی الصباح
۱۴۵	۲	مزاج	مزاح
۱۴۷	۷	یرانی	پرانی

